خاندان کا اخلاق

خوشگوار ازدواجی زندگی کے زریں اصول

خاندان کا اخلاق

خوشگوار ازدواجی زندگی کے زریں اصول

علامہ ابراہیم امینی مدظلہ

ترجمہ: محترمہ عندلیب زہرا کانپوری

یکے از مطبوعات

۲-بے - ۵/۴ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

کتاب ---------- خاندان کا اخلاق

تالیف ---------- استاد ابراہیم امینی

ترجمہ ---------- محترمہ عندلیب زہرہ

ناشر ---------- دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

طبع اول ---------- ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ - جون ۱۹۹۲ء

طبع ششم ---------- ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ جون ۲۰۰۲ء

فہرست کتاب

دوسرا حصہ: مردوں کے فرائض

عرضِ مترجم

دوسری زبانوں کے لٹریچر کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کا مقصد کسی قوم کے ادب و ثقافت اور تہذیب و تمدن سے اپنی قوم اور اپنے ہم وطنوں کو روشناس کرانا ہوتا ہے۔ ترجمہ کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور یہ بڑی عمدہ روش ہے۔

البتہ زیرِ نظر کتاب کا ترجمہ مذکورہ مقصد کو سامنے رکھ کر نہیں کیا گیا ہے بلکہ ترجمہ کے لئے اس کتاب کو منتخب کرنے کے کچھ دوسرے اسباب ہیں۔

خاندان میں افراد کے درمیان باہمی تعلقات و روابط اور اخلاق کے متعلق اردو میں جامع اور قابلِ قدر تصانیف بہت کم نظر آتی ہیں خصوصاً ہماری زبان میں ایسی کتابوں کی بے حد کمی ہے جس میں ان روابط کو قرآن و حدیث اور اقوالِ ائمہ اطہارؑ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہو۔

ہم سبھی اپنے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں رات دن مشغول رہتے ہیں لیکن اگر اس میں خدا کی خوشنودی کا تصور بھی شامل رہے اور اگر ہم اس بات سے واقف ہوں کہ خدا کی نظر میں ہمارے روز مرہ کے معمولی سے معمولی کاموں کی بھی کتنی اہمیت ہے' تو ان کاموں کی قدر و قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

مثلاً خواتین رات دن گھرداری کے گوناگوں کاموں میں مشغول رہتی ہیں ان صبر آزما کاموں کو ہنسی خوشی یا بددلی کے ساتھ چار و ناچار انجام دینا ہی پڑتا ہے۔ البتہ اگر انہیں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ تمام کام محض ان کے فرائض کی انجام دہی میں شامل

نہیں ہیں بلکہ ان کا شمار عبادات الٰہی میں ہوتا ہے اور خداوند عالم نے اسے عورت کے جہاد سے تعبیر کیا ہے تو ان کاموں کو انجام دینے میں زیادہ شوق' دلچسپی اور لگن پیدا ہوگی۔ اور جو کام ذوق و شوق اور دلچسپی کے ساتھ انجام دیا جائے خواہ وہ کیسا ہی تھکا دینے والا کیوں نہ ہو اس میں زیادہ تھکن کا احساس نہیں ہوتا۔ البتہ وہی کام اگر مجبوری اور اپنے اوپر مسلط سمجھ کر کیا جائے تو چونکہ دل جمعی اور دلچسپی کے ساتھ نہیں کیا جاتا' اس لئے اس میں تھکن زیادہ محسوس ہوتی ہے اور اکتاہٹ بھی قائم رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو کام ہم پر ہماری مرضی کے بغیر مسلط کئے جاتے ہیں ان کو ہم اچھی طرح انجام دے نہیں پاتے لیکن جن چیزوں سے ہم کو دلچسپی ہے ان کاموں کو ہم مختصر وقت میں اور بہتر طریقے سے انجام دیتے ہیں۔

بچے کی پرورش آسان کام نہیں۔ ماں دن بھر کے کاموں سے تھک کر رات کو سونا چاہتی ہے مگر بچے کو کسی وجہ سے نیند نہیں آرہی ہے وہ بے چین ہے۔ کبھی بہانے کرکے روتا ہے کبھی کسی چیز کی فرمائش کرتا ہے۔ ماں پر نیند کا غلبہ ہے۔ ایک طرف نرم و گرم بستر آرام کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ دوسری طرف بچے کو پرسکون کرنا ہے۔ ماں کا یہ جذبہ ہر چیز پر غالب ہے وہ اپنا آرام بھول کر بچے کو آرام پہنچانے کی فکر میں لگ جاتی ہے۔ ماں کا یہ جذبہ خداوند رحیم و کریم کا ہی عطا کردہ ہے لیکن اگر ماں کے دل میں بچے کی محبت کے ساتھ یہ جذبہ بھی شامل رہے کہ وہ خدا کی معصوم مخلوق اور معاشرہ کی ایک فرد کی خدمت انجام دے رہی ہے تو یقیناً اجر میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

آج کل بعض خواتین بچوں کو دودھ پلانا معیوب سمجھتی ہیں اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے بچے کی صحت و سلامتی نیز ذہنی نشوونما اور کردار سازی کے لئے ماں کا دودھ کتنی اہمیت رکھتا ہے نیز خدا و رسولؐ نے بھی اس کی بہت تاکید کی ہے اور اس کا بڑا اجر مقرر فرمایا ہے تو یقین ہے مومن خواتین اس سے ہونے والے دہرے فائدے کو نظرانداز نہیں کریں گی۔ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ماؤں کی یاد آوری

کے لئے دودھ کے ڈبوں پر حضرت رسول اکرمؐ کے اقوال درج ہوتے ہیں۔ اسی طرح کسبِ معاش اور بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مرد کو گھر سے باہر گونا گوں مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے البتہ کسی کو کم زحمات کے ساتھ روزی مہیا ہوجاتی ہے اور کسی کو اس کے حصول کے لئے بے حد زبردست صبروضبط اور محنت و مشقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ البتہ اگر مرد کو خدا کے نزدیک اپنے عمل کی قدر وقیمت کا اندازہ ہوجائے اور وہ اپنے فرائض کو خوشی خوشی اور خوشنودیٔ خدا کے تصور کو سامنے رکھ کر انجام دے تو اس کو کہیں زیادہ ثواب ملے گا۔

اسلام میں عورت و مرد دونوں کو حقوق عطا کئے گئے ہیں اور ان کی جسمانی ساخت کی مناسبت سے عادلانہ طور پر ان کے فرائض بھی مقرر کئے گئے ہیں۔

ہم کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور اپنی مقدس کتاب قرآن مجید بے حد عزیز ہے لہذا ہم میں سے ہر مسلمان عورت و مرد کا فرض ہے کہ اسلام کی روشنی میں اپنے حقوق و فرائض کو سمجھ کر اس پر عمل کریں اور اپنے مثالی کردار کے ذریعہ اپنے مقدس دین کی تبلیغ کریں۔

زیرِ نظر کتاب ایک مشہور و معروف عالم دین اور مصنف کی فکر کا نتیجہ ہے اس کتاب میں بعض جملوں یا مفاہیم کی تکرار کی گئی ہے لیکن اسے مصنف کے طرزِ نگارش کی خامی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اس کا مقصد اس موضوع پر تاکید کرنا ہے اور بارہا مختلف طریقوں سے اسے دہرا کر ذہن نشین کرانا ہے۔ بعض جگہ طوالت سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ مثالوں کے ذریعہ بات اس طرح بیان کی جائے کہ دل میں اتر جائے۔

شاہی دور میں ایرانی معاشرہ مغرب کی اندھی تقلید کے نتیجہ میں گونا گوں برائیوں میں ملوث تھا غیر اسلامی افکار کی پیروی کے سبب اخلاقی بے راہ روی عام تھی عام طور پر خاندانی انس و محبت' ایثار و قربانی کا فقدان تھا۔ اسی لئے اس دور میں طلاقوں کی تعداد بہت زیادہ تھی بلکہ اس سلسلے میں ایران کا شمار دنیا کے ملکوں میں چوتھے نمبر پر

تھا۔ خدا کا شکر ہے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران میں زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ کل کے ایران میں جن چیزوں کو اعلیٰ معیار کی نشانی سمجھا جاتا تھا آج ان چیزوں کو معیوب سمجھا جانے لگا ہے چونکہ پرانے آثار یک لخت اور یکسر تو مٹ نہیں سکتے اس لئے طاغوتی دور کی بچی مثالوں اور واقعات سے مدد لی گئی ہے تاکہ اس کی خامیاں واضح ہو سکیں اور آئندہ نسلیں ان سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ برصغیر میں اسلامی معاشرہ ابھی تک ان بہت سی خامیوں سے پاک ہے جن کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے بہت سی باتیں عجیب و غریب معلوم ہوں گی۔ لیکن دوسروں کی اندھی تقلید کا انجام ہمیشہ بہت خراب ہوتا ہے اور ہمارے یہاں بھی ماڈرن اور ترقی یافتہ بننے کا شوق بڑھتا جارہا ہے اور اپنے دینی و اسلامی اقدار کو فراموش کیا جارہا ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ شوق اسی شدت سے جاری رہا تو وہ دن دور نہ ہوگا کہ ہمارا معاشرہ بھی فسق و فجور میں گرفتار ہوجائے اور خاندانوں سے محبت و خلوص کا خاتمہ ہوجائے۔

اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے ملک میں ناسمجھی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے برباد ہونے والی زندگیوں کو تباہی سے بچایا جاسکے اور اس کے مطالعہ کے ذریعہ خاندانوں کی اصلاح ہو۔ بہتر ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو اس کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائی جائے۔ جن نوجوان جوڑوں نے نئی زندگی میں قدم رکھا ہے' اس کتاب کا مطالعہ کرکے شروع سے ہی اپنے حالات اور اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ جن میاں بیویوں کی زندگیاں نصف گزر چکی ہیں وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرکے' اپنی اصلاح کرکے' اپنے خاندان اور نئی نسل کو تباہی و بربادی سے بچا سکتے ہیں۔ مثل مشہور ہے "صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے"۔ میرے خیال میں زیر نظر کتاب معاشروں کی اصلاح کے لئے کافی کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اپنی قوم و ملت کی سربلندی و کامیابی کی آرزو اور دعاؤں کے ساتھ۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

عندلیب زہرا موسوی کاموں پوری

پیش لفظ

ہر لڑکے اور لڑکی کی، سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد سب سے بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ شادی کریں اور شادی کے ذریعہ اپنی مشترکہ زندگی کی اساس پر زیادہ سے زیادہ استقلال و آزادی حاصل کریں اور ایک مونس و غمخوار، اور ہمدم و ہمراز پالیں۔ ازدواجی زندگی کو زندگی کا نقطہ عروج اور خوش بختی کا آغاز سمجھا جاتا ہے اسی لئے شادی کا جشن منایا جاتا ہے۔ عورت کو مرد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور مرد کو عورت کے لئے جو مقناطیس کی طرح ایک دوسرے کو اپنے میں جذب کر لیتے ہیں۔ شادی اور مشترکہ زندگی کے ذریعہ خاندان کی تشکیل ایک فطری خواہش ہے جو انسان کی سرشت میں رکھی گئی ہے۔ اور یہ چیز خود، خداوند عالم کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

یقیناً خاندان کے نرم گرم ماحول کے علاوہ وہ کون سی جگہ ہو سکتی ہے جو جوانوں کے لئے ایک قابل اطمینان پناہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہو۔ یہ اپنے خاندان سے تعلقِ خاطر اور محبت ہی تو ہوتی ہے جو جوانوں کو پراگندہ افکار اور ذہنی پریشانیوں سے نجات دلاتی ہے۔ یہیں پر انہیں ایک وفادار اور مہربان ساتھی و غمگسار مل سکتا ہے جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں ان سے اظہار ہمدردی کرے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہو۔

ازدواج کا مقدس پیمان ایک آسمانی رشتہ ہے جو دلوں کو آپس میں جوڑ دیتا ہے۔ پریشان دلوں کو سکون بخشتا ہے۔ پراگندہ افکار کا رخ ایک مقصد کی جانب موڑ دیتا ہے۔ "گھر" عشق و محبت کا گہوارہ، انس و مودت کا مرکز اور بہترین پناہ گاہ ہوتا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر، قرآن مجید میں اس عظیم نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے شریک زندگی (ہمسر) پیدا کی تاکہ ان سے انس پیدا کرو اور ان کے ساتھ آرام و چین سے رہو اور تمہارے درمیان الفت و محبت پیدا کی۔ اس سلسلے میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔" (۱)

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں "ایسا مرد، جو بیوی نہیں رکھتا، مسکین اور بے چارہ ہے خواہ وہ دولتمند ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بے شوہر کی عورت مسکین اور بے چاری ہے اگرچہ دولتمند ہی کیوں نہ ہو۔" (۲)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ ایک شب بھی بغیر بیوی کے رہوں چاہے اس کے بدلے میں ساری دنیا کی دولت کا مالک ہی کیوں نہ بن جاؤں۔" (۳)

رسولِ خداؐ کا ارشادِ گرامی ہے "اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کے نزدیک شادی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو۔" (۴)

جی ہاں خداوند مہربان نے انسان کو ایک عظیم اور گراں بہا نعمت عطا کی ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کی جاتی اور اکثر اوقات نادانی اور خودغرضی کے سبب، مہر و محبت کا یہ مرکز، ایک تاریک زندان بلکہ دہکتے ہوئے جہنم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

انسان کی جہالت اور نادانی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ گھر کی رونق اور خاندان کا سکون و چین ایک اذیت ناک قید خانے میں تبدیل ہو جاتا ہے اور خاندان کے افراد مجبور ہو جاتے ہیں کہ یا تو آخر عمر تک اس تاریک زندان میں زندگی گزاریں یا پھر شادی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالیں۔

ہاں اگر میاں بیوی اپنے اپنے حقوق و فرائض سے پوری طرح واقف ہوں اور اس پر عمل کریں تو گھر کا ماحول بہشتِ بریں کی مانند صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوگا اور اگر آپس

میں اختلاف اور باہمی کشمکش پیدا ہو جائے تو گھر ایک حقیقی قید خانہ بن جائے گا۔
خاندان میں اختلاف کے مختلف اسباب و عوامل ہوتے ہیں مثلاً مالی وجوہات' میاں بیوی کی خاندانی تربیت' زندگی کا ماحول' شوہر یا بیوی کے ماں باپ یا دوسرے عزیزوں کی بے جا مداخلت اور اسی طرح کی دوسری بہت سی وجوہات۔
لیکن راقم کا عقیدہ ہے کہ خاندانی اختلافات اور باہمی کشیدگی کا سب سے بڑا سبب' میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کے فرائض سے عدم واقفیت اور خاندان کی مشترک زندگی کے لئے پہلے سے آمادہ نہ ہونا ہے۔
کسی بھی ذمہ داری کو سنبھالنے سے پہلے اور کسی بھی کام کو انجام دینے کے لئے تیاری اور مہارت حاصل کرنا ایک بنیادی شرط مانی جاتی ہے۔ اور جو شخص کافی معلومات نہ رکھتا ہو اور پہلے سے آمادہ نہ ہو وہ کسی بھی کام کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ذمہ داری کو سنبھالنے سے پہلے اس کے لئے ٹریننگ حاصل کرنی ہوتی ہے۔
شادی اور مشترک زندگی کی بنیاد قائم کرنے کے لئے بھی پہلے سے کافی معلومات' تیاری اور مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔ لڑکے کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے طرز فکر' اس کی پسند و ناپسند' اس کے جذبات و خواہشات اور ازدواجی زندگی کی مشکلات اور اس کے حل نیز آداب معاشرت کے متعلق کافی معلومات حاصل کرے۔ اس بات پر توجہ رکھنی چاہئے کہ بیوی لانے کا مطلب کوئی چیز خریدنا یا نوکرانی لانا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وفاداری' صداقت' محبت اور تعاون کا عہد کرنے اور خاندان کی مشترک زندگی میں قدم رکھنا ہے لڑکی کو بھی چاہئے کہ اپنے شوہر کے طرز فکر' اس کی اندرونی خواہشات و جذبات اور پسند و ناپسند کو مدنظر رکھے اور سمجھے کہ شادی کا مطلب نوکر حاصل کرنا اور بغیر کسی قید و شرط کے تمام خواہشات و آرزوؤں کا پورا ہو جانا نہیں ہے۔ بلکہ شادی کا مقصد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور زندگی کی جدوجہد میں برابر کا شریک ہونا ہے اور اس مقدس مقصد کے حصول کے لئے عفو و درگزر اور ایثار و قربانی جیسی خصوصیات اور باہمی تفاہم کا ہونا بہت ضروری بلکہ لازمی ہے۔ چونکہ

شادی کے ذریعہ لڑکے اور لڑکی کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے لہٰذا ان کے لئے ضروری معلومات حاصل کرنا اور اخلاقی طور پر آمادہ رہنا نہایت ضروری ہے۔ مگر افسوس ہمارے معاشرے میں اس اہم موضوع کی نسبت غفلت برتی جاتی ہے۔

جہیز، مہر، خوبصورتی اور شخصیت کے مسئلے پر والدین کافی توجہ دیتے ہیں۔ مگر لڑکے اور لڑکی کے لئے خاندانی زندگی کو تشکیل دینے نیز ایک دوسرے کے حقوق کو بخوبی ادا کرنے کے لئے پہلے سے آمادگی کو شادی کی اصل شرط قرار نہیں دیتے۔

لڑکی کی شادی کر دیتے ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ وہ امور خانہ داری اور شوہر داری کے آداب و طور طریقوں سے ناآشنا ہوتی ہے لڑکے کے لئے بیوی تو فراہم کر دیتے ہیں اگرچہ وہ "زن داری" اور خاندان کی سرپرستی کے اصولوں سے ناواقف ہوتا ہے۔

جب دو ناتجربہ کار نوجوان زندگی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تو اپنی کم علمی اور ناسمجھی کی بنا پر سینکڑوں قسم کی مشکلات سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اختلافات، تلخیاں، لڑائی اور جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ کی مداخلت بھی چونکہ عقل و تدبر کی رو سے نہیں ہوتی لہٰذا ان مشکلات کو حل کرنے کے بجائے، اختلافات کو اور زیادہ بڑھانے اور اس میں اضافہ کرنے کا سبب بنتی ہے۔

شادی کے شروع کا دور ایک پر آشوب اور بحرانی دور ہوتا ہے۔ اسی نازک دور میں بہت سی زندگیاں طلاق کے ذریعہ تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو شادی کے بندھن کو توڑتے تو نہیں مگر ان کی زندگیوں میں آخر عمر تک کشمکش اور زور آزمائی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس "اختیاری قید خانے" کے عذاب و مصیبت کو طلاق پر ترجیح دیتے ہیں۔ بعض خاندان کچھ دن بعد، جلد ہی یا دیر میں ایک دوسرے کے اخلاق و کردار سے واقف ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگیوں میں ایک حد تک سکون اور ٹھہراؤ پیدا ہو جاتا ہے۔

کاش ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے جو شادی کی منزل میں قدم رکھنا چاہتے ہیں، ازدواجی زندگی کے آداب اور طور طریقے سکھانے کے نام سے کچھ تربیتی ادارے قائم

کئے جائیں اور وہاں ان کی صحیح طریقے سے تربیت کی جائے اور جب وہ وہاں کے کورس کو پورا کر لیں اور مشترکہ خاندانی زندگی گزارنے کے لئے تیار ہو جائیں تو انھیں باصلاحیت ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا جائے اور اس کے بعد وہ شادی کریں (خدا کرے جلد وہ دن آئے)۔

چونکہ راقم کی نظر میں یہ بہت اہم سماجی مسئلہ ہے اور وہ اس کی اہمیت کو شدت سے محسوس کرتا ہے۔ اسی لئے میں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کتاب میں ازدواجی زندگی کی مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے اور قرآن مجید' پیغمبر اسلامؐ و ائمہؑ کی احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کہیں پر ذاتی تجربوں اور روزمرہ رونما ہونے والے واقعات کے اعداد و شمار کی مدد سے اہم نکتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ضروری ہدایات دی گئیں ہیں۔

راقم اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ اس کتاب کو پڑھنے سے زندگی کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ بلاشبہ زندگی میں اور بہت سی مشکلات اور اس کے گوناگوں اسباب ہوتے ہیں لیکن یہ امید کرتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے اور اس پر عمل کر کے بہت سی خاندانی الجھنوں اور پریشانیوں کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔

ملت کے خیر خواہوں اور دانشوروں سے توقع کی جاتی ہے کہ اس موضوع کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کریں گے اور اپنے موثر اور سنجیدہ اقدامات کے ذریعہ خاندانوں کو پریشانیوں اور بدبختی سے نجات دلائیں گے۔ (انشاء اللہ)

اس کتاب میں عورت اور مرد دونوں کے فرائض کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں شوہر کے لئے بیوی کے فرائض کے موضوع پر بحث کی گئی ہے اور دوسرے حصے میں بیوی کی نسبت شوہر کے فرائض پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن شوہر و بیوی دونوں کے لئے ضروری ہے کہ دونوں حصوں کا مطالعہ کریں تاکہ اپنے مشترکہ فرائض سے واقفیت حاصل کریں اور اپنے حالات میں بہتری پیدا کریں۔

ممکن ہے جب آپ کتاب کے کسی حصے کو پڑھیں تو خیال ہو کہ ایک طرف جانبداری سے کام لیا گیا ہے اور دوسرے کے فرائض کو بیان کرنے کے سلسلے میں غفلت برتی گئی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ جب آپ دوسرے حصہ کو بھی پڑھیں گے تو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ کسی قسم کا تعصب نہیں برتا گیا ہے بلکہ زن و شوہر دونوں کے حقوق و فرائض کے سلسلے میں غیر جانبداری سے کام لیا گیا ہے۔

قم حوزہ علمیہ۔ ابراہیم امینی

حصہ اوّل

خواتین کے فرائض

شادی کا مقصد

شادی انسان کی ایک فطری ضرورت ہے اور اس کے بہت سے فائدے ہیں جن میں سے اہم یہ ہیں:۔

۱۔ بے مقصد گھومنے اور عدم تحفظ کے احساس سے نجات اور خاندان کی تشکیل

غیر شادی شدہ لڑکا اور لڑکی اس کبوتر کی مانند ہوتے ہیں جس کا کوئی آشیانہ نہیں ہوتا اور شادی کے ذریعہ وہ ایک گھر' ٹھکانہ اور پناہ گاہ حاصل کر لیتے ہیں۔ زندگی کا ساتھی' مونس و غمخوار' محرم راز' محافظ اور مددگار پا لیتے ہیں۔

۲۔ جنسی خواہشات کی تسکین

جنسی خواہش' انسان کے وجود کی ایک بہت اہم اور زبردست خواہش ہوتی ہے اسی لئے ایک ساتھی کے وجود کی ضرورت ہوتی ہے کہ سکون و اطمینان کے ساتھ ضرورت کے وقت اس کے وجود سے فائدہ اٹھائے اور لذت حاصل کرے۔ جنسی خواہشات کی صحیح طریقے سے تکمیل ہونی چاہئے کیوں کہ یہ ایک فطری ضرورت ہے۔ ورنہ ممکن ہے اس کے سماجی' جسمانی اور نفسیاتی طور پر برے نتائج نکلیں۔ جو لوگ شادی سے بھاگتے ہیں عموماً ایسے لوگ نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

۳۔ تولید و افزائش نسل

شادی کے ذریعہ انسان اولاد پیدا کرتا ہے۔ بچے کا وجود شادی کا ثمر ہوتا ہے اور خاندان کی بنیاد کو مستحکم کرنے نیز میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگوار اور پائدار بنانے کا سبب بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اور احادیث میں شادی کے مسئلہ پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ (بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے شریک زندگی بنائی تاکہ تم ان سے انس پیدا کرو۔ (۵)

رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ "اسلام میں شادی سے بہتر کوئی بنیاد نہیں ڈالی گئی ہے۔" (۶)

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ "شادی کرو کہ یہ رسول خداؐ کی سنت ہے۔"

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے۔ "جو شخص چاہتا ہے کہ میری سنت کی پیروی کرے اسے چاہئے شادی کرلے۔ شادی کے وسیلے سے اولاد پیدا کرے (اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرے) تاکہ قیامت میں میری امت کی تعداد دوسری امتوں سے زیادہ ہو۔" (۷)

امام رضاؑ فرماتے ہیں۔ "انسان کے لئے نیک اور شائستہ شریک زندگی سے بڑھ کر اور کوئی سود مند چیز نہیں۔ ایسی بیوی کہ جب اس کی طرف نگاہ کرے تو اسے خوشی و شادمانی حاصل ہو۔ اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔" (۸)

مذکورہ باتیں، شادی کے ذریعہ حاصل کئے جانے والے دنیوی اور مادی فوائد و منافع کے متعلق تھیں کہ ان میں سے بعض سے حیوانات بھی بہرہ مند ہوتے ہیں۔ البتہ اس قسم کے مفادات کو انسان کی ازدواجی زندگی کا (اس اعتبار سے کہ وہ انسان ہے) اصل مقصد قرار نہیں دیا جاسکتا۔

انسان اس دنیا میں اس لئے نہیں آیا ہے کہ وہ ایک مدت تک کھائے، پیئے، سوئے، عیش کرے، لذتیں اٹھائے اور پھر مرجائے اور نابود ہو جائے۔ انسان کا مرتبہ ان تمام

باتوں سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہے۔ انسان اس دنیا میں اس لئے آیا ہے تاکہ علم و عمل اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ اپنے نفس کی تربیت کرے اور انسانیت کی راہ مستقیم اور کمال کے مدارج کو طے کرے اور اس طرح پروردگار عالم کا قرب حاصل کر سکے۔

انسان ایک ایسی اعلیٰ اور برتر مخلوق ہے جو تہذیب و تزکیہ نفس کے ذریعے برائیوں سے اجتناب کر کے اپنے فضائل اور بلند اخلاق نیز نیک کام انجام دے کر ایسے ارفع مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں فرشتوں کی بھی رسائی ممکن نہیں۔

انسان ایک جاوداں مخلوق ہے اور اس دنیا میں اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ پیغمبروں کی ہدایت و رہنمائی کے ذریعے دین کے اصول و قوانین کے مطابق عمل کر کے اپنے لئے دین و دنیا کی سعادت فراہم کرے اور آخرت میں پروردگار عالم کی رحمت کے سائے میں خوشی و آرام کے ساتھ ابدی زندگی گزارے۔

لہٰذا انسان کی ازدواجی زندگی کے اصل مقصد کو اسی پس منظر میں تلاش کرنا چاہئے۔

ایک دیندار انسان کے نزدیک شادی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے شریک زندگی کے اشتراک و تعاون سے اپنے نفس کو گناہوں' برائیوں اور بداخلاقیوں سے محفوظ رکھے اور صالح اعمال اور نیک و پسندیدہ اخلاق و کردار کے ساتھ اپنے نفس کی تربیت کرے تاکہ انسانیت کے بلند مقام پر پہنچ جائے اور خدا کا قرب حاصل کر لے۔ اور ایسے اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے شائستہ' نیک و موزوں شریک زندگی کی ضرورت ہوتی ہے۔

دو مومن انسان جو شادی کے ذریعہ خاندان کی تشکیل کرتے ہیں انس و محبت کے سائے میں سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی جائز خواہشات سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں اور اس طرح ناجائز تعلقات قائم کرنے فساد و تباہی کے مراکز کا رخ کرنے نیز خاندانوں کو تباہ کر دینے والی شب باشیوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے اسباب مہیا کئے جا سکتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ اطہارؑ نے ازدواج یعنی شادی پر بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ "جو شخص شادی کرتا ہے اپنے آدھے دین کی حفاظت کے اسباب مہیا کر لیتا ہے۔" (۹)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "شادی شدہ انسان کی دو رکعت نماز' غیر شادی شدہ انسان کی ستر رکعت نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔" (۱۰)

دین دار اور مناسب شریک زندگی (خواہ مرد ہو یا عورت) کا وجود' فرائض کی ادائیگی اور واجبات و مستحبات پر عمل کرنے نیز محرمات و مکروہات سے اجتناب کرنے' نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں سے پرہیز کرنے کے سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اگر شوہر و بیوی دونوں دین دار ہوں اور تزکیہ نفس سے بہرہ مند ہوں تو اس دشوار گزار راہ کو طے کرنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی بلکہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔

خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ایک سپاہی کیا اپنی شریکِ زندگی کے تعاون اور رضامندی کے بغیر میدان جنگ میں اچھی طرح لڑ سکتا ہے اور دلیرانہ کارنامے انجام دے سکتا ہے؟ کیا کوئی انسان اپنی شریک حیات کی موافقت کے بغیر روزی' علم اور مال و دولت کے حصول میں تمام شرعی اور اخلاقی پہلوؤں کا لحاظ رکھ سکتا ہے؟ اسراف اور فضول خرچیوں سے بچ سکتا ہے؟ اپنے ضروری اخراجات کے علاوہ رقم کو نیک کاموں میں خرچ کر سکتا ہے؟

مومن اور دین دار شریکِ زندگی اپنے ساتھی کو نیکی اور اچھائیوں کی ترغیب دلاتے ہیں اور لاابالی اور بداخلاق' اپنے شریک زندگی کو برائیوں اور بداخلاقیوں کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اور انسانیت کے مقدس مقصد سے دور کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے مرد اور عورت دونوں کے لئے کہا گیا ہے کہ شریک حیات کے انتخاب کے وقت ایمان' دین داری اور اخلاق کو بنیادی شرط قرار دیں۔

رسولِ خداؐ کا ارشاد ہے کہ "خداوند عالم نے فرمایا: جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں کسی مسلمان شخص کے لئے جمع کر دوں تو اس کو مطیع قلب' ذکر کرنے والی زبان اور مصیبتوں پر صبر کرنے والا بدن عطا کرتا ہوں۔ اور اس کو ایسی مومن بیوی دیتا ہوں کہ جب بھی اس کی طرف دیکھے اسے خوش و مسرور اور اس کی غیر

موجودگی میں اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو۔" (۱۱)

ایک شخص نے رسول خداؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری بیوی، جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میرے استقبال کے لئے آتی ہے، جب گھر سے باہر جاتا ہوں تو مجھے رخصت کرتی ہے۔ جب مجھے رنجیدہ دیکھتی ہے تو میری دلجوئی کرتی ہے اور کہتی ہے اگر تم رزق روزی کے متعلق فکر مند ہو تو رنجیدہ نہ ہو کہ روزی کا ضامن تو خدا ہے اور اگر آخرت کے امور کے بارے میں سوچ رہے ہو تو خدا تمہاری فکر و کوشش اور ہمت میں اور اضافہ کرے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ "اس دنیا میں خدا کے کچھ خاص مقرب بندے ہیں اور یہ عورت بھی خدا کے ان خاص بندوں میں سے ہے۔ ایسی بیوی ایک شہید کے نصف ثواب سے بہرہ مند ہوگی۔" (۱۲)

امیر المومنین حضرت علیؑ کے پیش نظر بھی یہی اعلیٰ مقصد تھا کہ حضرت زہراؑ کے بارے میں فرمایا" اطاعتِ خدا کی راہ میں بہترین معاون و مددگار ہیں۔"

تاریخ میں ہے کہ رسولِ خداؐ حضرت علیؑ اور جناب زہراؑ کی شادی کے بعد مبارک باد دینے اور احوال پرسی کی غرض سے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علیؑ سے پوچھا! اپنی شریک زندگی کو تم نے کیسا پایا؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا! "خدا کی اطاعت کے لئے زہرا کو میں نے بہترین مددگار پایا۔"

اس کے بعد جناب فاطمہ زہراؑ سے پوچھا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟

جواب ملا کہ "بہترین شوہر۔" (۱۳)

امیر المومنینؑ نے اس مختصر سے جملہ کے ذریعے اسلام کی شائستہ اور مثالی خاتون کا تعارف بھی کرایا اور ازدواجی زندگی کے بنیادی اور اہم مقصد کو بھی بیان فرمادیا۔

شوہرداری

یعنی شوہر کی نگہداشت اور دیکھ بھال

بیوی بننا کوئی معمولی اور آسان کام نہیں ہے کہ جسے ہر نادان اور نااہل لڑکی بخوبی نبھا سکے۔ بلکہ اس کے لئے سمجھداری' ذوق و سلیقہ اور ایک خاص دانشمندی و ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو عورت اپنے شوہر کے دل پر حکومت کرنا چاہتی ہے اسے چاہئے کہ اس کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کرے۔ اس کے اخلاق و کردار اور طرز سلوک پر توجہ دے اور اسے اچھے کاموں کی ترغیب دلائے' اور برے کاموں سے روکے۔ اس کی صحت و سلامتی اور اس کے کھانے پینے کا خیال رکھے اور اسے ایک باعزت' محبوب اور مہربان شوہر بنانے کی کوشش کرے تاکہ وہ اس کے خاندان کا بہترین سرپرست اور اس کے بچوں کا بہترین باپ اور مربی ثابت ہو۔ خداوند عالم نے عورت کو ایک غیر معمولی قدرت و صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ خاندان کی سعادت و خوش بختی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور خاندان کی بدبختی بھی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

عورت چاہے تو اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے اور چاہے تو اسے جہنم میں بھی تبدیل کر سکتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کو ترقی کی بلندیوں پر بھی پہنچا سکتی ہے۔ اور تنزلی کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔ عورت اگر "شوہرداری" کے فن سے بخوبی واقف ہو اور خدا نے اس کے لئے جو فرائض مقرر فرمائے ہیں انہیں پورا کرے تو ایک عام مرد کو بلکہ ایک نہایت معمولی اور نااہل مرد کو ایک لائق اور باصلاحیت شوہر میں تبدیل کر سکتی ہے۔

ایک دانشور لکھتا ہے۔ "عورت ایک عجیب و غریب طاقت کی مالک ہوتی ہے وہ قضا و قدر کی مانند ہے۔ وہ جو چاہے وہی بن سکتی ہے۔" (۱۴)

اسمایلز کہتا ہے: اگر کسی فقیر اور بے مایہ شخص کے گھر میں خوش اخلاق اور متقی و نیک عورت موجود ہو تو وہ اس گھر کو آسائش و فضیلت اور خوش بختی کی جگہ بنا دیتی ہے۔"

نپولین کہتا ہے۔ "اگر کسی قوم کی ترقی و تمدن کا اندازہ لگانا ہو تو اس قوم کی خواتین کو دیکھو"

بالزاک کہتا ہے۔ "نیک و پاکدامن عورت کے بغیر، گھر ایک قبرستان کی مانند ہے۔"

اسلام میں بیوی کے فرائض کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ اس کو خدا کی راہ میں جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ "عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ بحیثیت بیوی کے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دے۔" (۱۵)

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام کی عظمت و ترقی کے لئے۔ اسلامی ممالک کا دفاع کرنے اور سماج میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے خدا کی راہ میں جہاد ایک بہت بڑی عبادت شمار کیا جاتا ہے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کے لئے شوہر کی دیکھ بھال کرنا اور اپنے فرائض کو انجام دینا کتنا اہم کام ہے۔

رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ "جس عورت کو ایسی حالت میں موت آجائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی و خوش ہو، اسے بہشت نصیب ہوگی۔" (۱۶)

حضرت رسول خداؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ۔ "عورت، خدا کے حق کو ادا نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ بحیثیت شریک زندگی اپنے فرائض کو بخوبی ادا نہ کرے۔" (۱۷)

محبت کا اظہار کیجئے

ہر انسان محبت و دوستی کا بھوکا ہوتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے اس

سے محبت کریں۔ انسان کا دل محبت کی طاقت سے زندہ رہتا ہے۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ اسے کوئی محبوب نہیں رکھتا تو ایسا انسان خود کو تنہا و بیکس محسوس کرتا ہے۔ ہمیشہ غمگین اور پژمردہ رہتا ہے۔

خاتون محترم! آپ کے شوہر کا دل بھی اس خواہش کے احساس سے خالی نہیں ہے وہ بھی عشق و محبت کا بھوکا ہے۔ پہلے وہ اپنے ماں باپ کی محبت سے بہرہ ور تھا لیکن جب سے اس نے آپ سے رشتہ پیمانِ وفا باندھا ہے' اس وقت سے اپنے آپ کو آپ کے اختیار میں دے دیا ہے اب وہ آپ سے توقع رکھتا ہے کہ اس مہر و محبت کی تلافی کریں اور اسے دل کی گہرائیوں سے چاہیں۔ اس نے تمام تعلقات کو منقطع کرکے آپ سے رشتہ محبت و دوستی استوار کیا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اپنا بھرپور پیار و محبت اس پر نچھاور کریں وہ شب و روز آپ کے آرام و آسائش کے لئے زحمت اٹھاتا ہے اور اپنی محنت و مشقت کے ماحصل کو اخلاص کے ساتھ آپ کے اوپر نچھاور کردیتا ہے۔ آپ ہی اس کی شریک زندگی' دائمی مونس اور حقیقی غمخوار ہیں حتیٰ کہ آپ کے ماں باپ سے بھی زیادہ اس کو آپ کی خوشی و سعادت کا خیال رہتا ہے۔ اس کی قدر پہچانئے اور صمیمِ قلب سے اس سے محبت کیجئے اگر آپ اس کو عزیز رکھیں گی تو وہ بھی آپ پر اپنی محبت نچھاور کرے گا کیونکہ محبت دو طرفہ ہوتی ہے اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

محبت و مہربانی کے اظہار میں واقعاً" ایک عجیب و غریب تاثیر ہوتی ہے۔

ایک بیس سالہ لڑکا جو دہات سے پڑھنے تہران آیا تھا اپنی ۳۹ سالہ بیوہ مالک مکان کا عاشق ہوگیا کیونکہ اس خاتون نے اپنی مہربانیوں کے ذریعہ اس کے دل میں ماں کی جگہ لے لی تھی اور ماں سے دوری کے خلاء کو پر کردیا تھا۔ (۱۸) اگر محبت دو طرفہ ہو تو ازدواجی زندگی کی بنیادیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور جدائی کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔

اس غرور میں نہ رہئے کہ میرے شوہر نے مجھ پر محبت کی نگاہ کی ہے اور اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے گا کیوں کہ ایسا عشق جو ایک نگاہ سے پیدا ہوتا ہے دوامی اور پائیدار نہیں ہوتا۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے تو دائمی مہر و محبت کے

رشتہ کی حفاظت کیجئے۔

اگر آپ اپنے شوہر سے محبت کریں گی تو اس کا دل ہمیشہ خوش و خرم اور شاداب رہے گا۔ اپنے کام کاج میں پوری دل جمی کے ساتھ لگا رہے گا اور زندگی میں بھرپور دلچسپی لے گا اور ہر کام میں کامیابی حاصل کرے گا۔

اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اسے اپنی شریک زندگی کی بھرپور محبت حاصل ہے تو وہ اپنے خاندان کی فلاح و بہبودی اور خوشی کے لئے اپنی فدا کاری کی حد تک کوشش کرنے کے لئے تیار رہے گا۔

جس مرد کو محبت کی کمی محسوس نہیں ہوتی وہ بہت کم دماغی امراض اور اعصابی کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔

خاتونِ عزیز! اگر آپ کے شوہر کو یہ معلوم ہو کہ آپ اس سے محبت نہیں کرتیں تو وہ آپ سے سرد مہری سے کام لے گا۔ زندگی اور اپنے کام کاج سے اس کی دلچسپی کم ہو جائے گی۔ پریشانیوں اور دماغی امراض میں مبتلا ہو جائے گا۔ زندگی اور خاندان سے فرار اختیار کرے گا اور زندگی کے میدان میں سرگرداں اور پریشان رہے گا۔ ممکن ہے مجبور ہو کر شراب خانوں' قمار خانوں اور تباہی و بربادی کے مراکز میں پناہ تلاش کرے۔

اپنے دل میں سوچے گا کہ میں ایسے لوگوں کے لئے کیوں تکلیف اٹھاؤں جو مجھے دوست نہیں رکھتے بہتر ہے عیاشی اور آزادی کی زندگی گزاروں اور اپنے لئے حقیقی دوست پیدا کروں۔

خواہرِ محترم! اپنے شوہر کی گردن میں رشتہ محبت ڈال دیجئے اور اس کے ذریعہ اس کی توجہ کو اپنے گھر اور خاندان کی طرف مرکوز و مبذول کرائیے۔ ممکن ہے آپ دل سے اپنے شوہر کو بہت چاہتی ہوں مگر اظہار نہ کرتی ہوں لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا اظہار بھی ضروری ہے اور اپنی رفتار و گفتار اور حرکات کے ذریعہ اپنے عشق و محبت کو نمایاں کیجئے۔ اس میں کیا حرج ہے اگر کبھی کبھی آپ اپنے شوہر سے کہیں کہ میں واقعی آپ کو بہت چاہتی ہوں۔ اگر وہ سفر سے واپس آیا ہے تو نیا لباس یا پھولوں کا

ایک گلدستہ اس کی نذر کریں اور کہیں اچھا ہوا آپ آگئے مجھے آپ کی جدائی گوارہ نہیں۔ جب وہ باہر گیا ہو تو اسے خط لکھیں اور اس کے فراق و جدائی میں اپنے غم کا اظہار کریں۔ شوہر جہاں کام کرتا ہو وہاں ٹیلیفون ہو اور گھر میں بھی ٹیلیفون ہو تو کبھی کبھی فون کرکے اس کی خیریت پوچھ لیجئے (لیکن زیادہ نہیں!) اگر خلافِ معمول دیر سے گھر پہنچے تو اپنی پریشانی کا اظہار کیجئے۔

اس کی غیر موجودگی میں اپنے دوستوں اور عزیزوں میں اس کی تعریف کیجئے۔ کہئے واقعی میں نے کیا شوہر پایا ہے۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ اگر کوئی اس کی برائی کرنا چاہے تو اس کا دفاع کیجئے۔ آپ جتنا زیادہ اپنے عشق و محبت کا اظہار کریں گی وہ اتنا ہی زیادہ آپ سے محبت کرے گا۔ اور اس طرح آپ کی ازدواجی زندگی کی رسی اتنی ہی مضبوط ہوتی جائے گی اور آپ کا گھرانہ ' ایک خوش و خرم اور خوش نصیب گھرانہ ہو گا۔

بیکس پر کہتا ہے۔ "عورت کی جس چیز نے میرے دل کو مسخر کیا وہ اس کی مہربانی ہے نہ کہ اس کے چہرے کی خوبصورتی۔ میں اس عورت کو زیادہ پسند کرتا ہوں جو زیادہ مہربان ہو۔"

خداوند بزرگ و برتر میاں بیوی کے درمیان پائی جانے والی محبت و انسیت کو اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے شریک زندگی (ہمسر) پیدا کئے تاکہ تم ان سے چین حاصل کرو اور تمہارے درمیان دوستی و محبت پیدا کی"۔ (۱۹)

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں۔ "بعض عورتیں اپنے شوہروں کے لئے بہترین نعمت ہیں یعنی ایسی عورتیں جو اپنے شوہر سے محبت و عشق کا اظہار کریں۔" (۲۰)

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں۔ "تم میں سے بہترین عورتیں وہ ہیں جو عشق و محبت کے جذبات سے مملو ہوں۔" (۲۱)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "اگر کسی کو عزیز رکھتے ہو تو اس کو اس بات سے آگاہ

کرو۔" (۲۲)

شوہر کا احترام

ہر انسان کو اپنی شخصیت سے پیار ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو عزیز رکھتا ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کی شخصیت کا احترام کریں اور جو اس کی شخصیت کا احترام کرتا ہے وہ اس کا محبوب بن جاتا ہے اور توہین کرنے والوں سے اس کا دل متنفر ہو جاتا ہے۔

خاتونِ محترم! اپنی ذات سے محبت اور احترام کی خواہش ایک فطری جذبہ ہے لیکن ہر شخص آپ کے شوہر کے دلی جذبات کا احترام کرنے اور ان کی عزت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گھر سے باہر سینکڑوں افراد اور طرح طرح کے بدتمیز لوگوں سے اس کا سابقہ پڑتا رہتا ہے جو اکثر اوقات اس کی توہین کر دیتے ہیں اس کی شخصیت کو مجروح کر دیتے ہیں۔ چونکہ آپ اس کی شریک زندگی اور مونس و غم خوار ہیں اس لئے وہ آپ سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ کم سے کم گھر میں آپ اس کا احترام کریں اور اس کی مجروح شخصیت کو سہارا دیں۔ اس کی عزت افزائی کر کے آپ چھوٹی نہیں ہو جائیں گی بلکہ اس کو طاقت و توانائی اور حوصلہ عطا کریں گی۔ آپ کے چند حوصلہ افزا جملے اس میں سرگرم عمل رہنے کے لئے ایک نئی روح پھونک دیں گے۔

خاتونِ محترم! اپنے شوہر کو سلام کیجئے۔ ہمیشہ اس کو "آپ" سے مخاطب کیجئے۔ گفتگو کے دوران اس کے کلام کو منقطع نہ کیجئے۔ اس کا احترام کیجئے۔ اس سے ادب سے بات کیجئے۔ اس کے اوپر چیخئے چلایئے نہیں۔ اگر کسی محفل میں ساتھ جا رہی ہیں تو اس کو آگے رکھئے۔ اس کو نام لے کر نہ پکاریئے۔ بلکہ فیملی نام یا لقب سے مخاطب کیجئے۔ دوسروں کے سامنے اس کی تعریف و تحسین کیجئے۔ اپنے بچوں کو نصیحت کیجئے کہ اپنے باپ کی عزت کریں۔ اگر بے ادبی کریں تو ان کی سرزنش کیجئے۔ مہمانوں کے سامنے بھی اس کا احترام کیجئے۔ اور انہیں کے برابر' بلکہ ان سے زیادہ اس کی خاطر کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مہمانوں کی بزم میں آپ اپنے شوہر کے وجود کو نظر انداز کر دیں اور آپ کی

تمام توجہ مہمانوں پر مرکوز رہے۔ جب دروازہ کھٹکھٹائے تو کوشش کیجئے کہ آپ خود دروازہ کھولیں اور کشادہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیجئے۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا یہ چھوٹا سا فعل' آپ کے شوہر کے دل پر کتنا اچھا اثر ڈالے گا؟ شائد گھر کے باہر اسے گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو اور وہ دل شکستہ اور پریشان گھر آیا ہو۔ آپ کا مسکراتے لبوں سے استقبال کرنا' اس کے تھکے ماندے جسم میں ایک تازہ روح پھونک دے گا اور اس کے دل کو سکون و اطمینان عطا کر دے گا۔ ممکن ہے خواتین ان باتوں پر تعجب کریں اور کہیں یہ کیسی عجیب و غریب تجویز ہے۔ بیوی شوہر کے خیر مقدم کے لئے جائے اور اسے خوش آمدید کہے! وہ کوئی غیر اور اجنبی تو ہے نہیں کہ اسے اس بات کی احتیاج ہو کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے اور خوش آمدید کہا جائے۔

آداب کا لحاظ صرف احباب کے درمیان رکھنا' یہ طرز فکر ہماری غلط تربیت کا نتیجہ ہے۔ یہ کون کہتا ہے کہ دوستوں اور عزیزوں کا احترام کرنا لازم نہیں ہے۔ کوئی مہمان آپ کے گھر آتا ہے آپ اس کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ اسے خوش آمدید کہتی ہیں اس کا احترام کرتی ہیں اس کی خاطر مدارت کرتی ہیں۔ اس عمل کو آپ ایک عاقلانہ روش اور آداب زندگی شمار کرتی ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے مہمان کا احترام کرنا چاہئے لیکن ذرا انصاف سے کہئے گا ایک شخص جو صبح سے شام تک آپ کے آرام و آسائش اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے اور اس کے لئے سینکڑوں طرح کی پریشانیوں اور دشواریوں کا سامنا کرتا ہے اور جب خلوص کے خوان میں اپنی محبت کی کمائی سجا کر' گھر کے دروازے پر دستک دیتا ہے تو کیا وہ اس قابل بھی نہیں کہ اس کی خوشی کے لئے آپ گھر کے دروازے تک آنے کی زحمت گوارا کریں اور لبوں پر مسکراہٹ لا کر ایک خیر مقدمی جملے سے اس کا دل شاد کر دیں۔ یہ نہ کہئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہیں اس لئے وہ احترام کی توقع نہیں رکھتا بلکہ دوسروں سے زیادہ وہ آپ سے احترام کا خواہاں ہے۔ اگر آپ اس کا احترام نہیں کرتیں اور وہ خاموش رہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ آپ سے احترام کی توقع نہیں

رکھتا بلکہ آپ کا لحاظ کر کے اپنی دلی خواہش کو دبا دیتا ہے۔

خاتونِ عزیز! اگر آپ اپنے شوہر کی عزت کریں گی تو وہ بھی آپ کا احترام کرے گا۔ آپ کے درمیان رشتہ الفت و محبت استوار اور شادی کا بندھن پائیدار ہو جائے گا۔ گھر، زندگی اور اپنے کام میں اس کی دلچسپی بڑھ جائے گی۔ اور یقیناً یہ چیز آپ کے مفاد میں ہو گی۔

رسول خدا فرماتے ہیں۔ "بیوی کا فرض یہ ہے کہ اپنے شوہر کے استقبال کے لئے گھر کے دروازے تک جائے اور اس کو خوش آمدید کہے۔" (۲۳)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "وہ عورت جو اپنے شوہر کا احترام کرے اور اس کو تکلیف نہ پہنچائے، وہ خوش نصیب اور سعادت مند ہو گی۔" (۲۴)

پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد ہے۔ "عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کے لئے تولیہ اور طشت لائے اور اس کے ہاتھ دھلائے۔" (۲۵)

اس بات کا خیال رکھئے کہ آپ اپنے شوہر کی توہین اور بے عزتی نہ کریں اسے برا بھلا نہ کہیں، گالی نہ دیں، اس کی طرف سے بے اعتنائی نہ برتیں، اس پر چیخیں چلائیں نہیں، دوسروں کے سامنے اس کی بے عزتی نہ کریں، اس کو برے ناموں سے نہ پکاریں۔ اگر آپ اس کی توہین کریں گی تو وہ بھی آپ کی توہین کرے گا۔ وہ رنجیدہ ہو جائے گا، آپ کی طرف سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ جائے گا۔ آپ کے درمیان انس و محبت کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی زندگی میں ہمیشہ کشمکش باقی رہے گی۔ اگر ساتھ زندگی گزارے گا، تو یقیناً آپ کی زندگی خوشگوار نہیں ہو گی۔ ذہنی تناؤ، کینہ اور نفسیاتی الجھنیں ممکن ہے آپ کے لئے خطرہ پیدا کر دیں اور ظلم و ستم کا باعث بنیں۔

مندرجہ ذیل واقعات سے عبرت حاصل کیجئے:۔

ایک ۲۲ سالہ مرد نے اپنی ۱۹ سالہ بیوی کو اس وجہ سے کہ اس نے اس کو "اندھے گدھے" کہہ کر پکارا تھا، چاقو کی پندرہ ضربوں سے قتل کر دیا۔ اس نے عدالت میں کہا: ایک سال پہلے میں نے اس سے شادی کی تھی۔ شروع میں وہ مجھے بہت چاہتی تھی لیکن

جلد ہی اس میں تبدیلی رونما ہو گئی اور حالات ناسازگار ہوتے گئے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر مجھ کو گالی دیتی۔ حتی کہ چونکہ میری ایک آنکھ ذرا سی ٹیڑھی ہے اس لئے مجھے "اندھے گدھے" کہہ کر مخاطب کرتی۔ حادثہ کے دن بھی اس نے اپنے شوہر کو انہی الفاظ سے پکارا تھا اور وہ اس قدر غضبناک ہو گیا کہ اپنی بیوی کی جان کے درپے ہو گیا اور چاقو کی ۱۵ ضربوں سے اس کو ہلاک کر دیا۔ (۲۶)

ایک ۷۱ سالہ مرد جس نے اپنی بیوی کو ہلاک کر دیا تھا قتل کی وجہ یوں بیان کرتا ہے:

"اچانک اس کے سلوک میں فرق آ گیا تھا وہ میری طرف سے بے پروا ہو گئی تھی ایک بار مجھ کو "ناقابلِ برداشت بوڑھے" کہہ کر بھی پکارا۔ اس بات سے پتہ چل گیا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ میں بدگمانی میں مبتلا ہو گیا اور کلہاڑی کی دو ضربوں سے اس کا کام تمام کر دیا۔" (۲۷)

شکوہ شکایت

کوئی انسان ایسا نہیں جسے پریشانیوں' الجھنوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کوئی غم خوار اور محرمِ راز ہو جس سے وہ اپنی پریشانیوں کو بیان کرے۔ اور وہ اس سے اظہار ہمدردی کرے اور اس کا غم غلط کرے۔ لیکن ہر بات کا ایک موقعہ و محل ہوتا ہے۔ دردِ دل بیان کرنے کے لئے بھی مناسب موقع کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ ہر جگہ' ہر وقت اور ہر حالت میں شکایتیں شروع نہیں کر دینی چاہئیں۔ وہ عورتیں جو نادان اور خودغرض ہوتی ہیں اور شوہرداری کے آداب اور معاشرت کے رموز سے ناواقف ہوتی ہیں ان میں اتنا بھی صبروضبط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی پریشانیوں کو برداشت کریں اور دردِ دل کو مناسب وقت کے لئے اٹھا رکھیں۔ جیسے ہی بے چارہ شوہر تھکا ماندہ گھر میں داخل ہوتا ہے' ذرا دم بھی نہیں لینے پاتا کہ اسی وقت اس کی نادان بیوی شکایتوں کا دفتر کھول دیتی ہے جو گھر سے بیزار بنا دینے کے لئے کافی ہے۔

خود تو چلے جاتے ہو اور مجھے ان کم بخت بچوں میں سر کھپانے کے لئے چھوڑ جاتے ہو۔ احمد نے کمرے کے دروازے کا شیشہ توڑ دیا۔ منیژہ اور پروین میں خوب لڑائی ہوئی۔ ان بچوں کی اودھم نے مجھے دیوانہ کر دیا۔ ثاقب ذرا بھی سبق نہیں پڑھتا۔ آج اسکول سے اس کی رپورٹ آئی ہے۔ بہت خراب نمبر ہیں۔ میں بیکار ہی ان سب کے لئے زحمت اٹھاتی ہوں۔ صبح سے اب تک اس قدر کام کئے ہیں کہ حالت خراب ہو گئی کسی کو میری پرواہ نہیں۔ یہ بچے ذرا بھی کسی کام میں ہاتھ نہیں لگاتے۔ کاش بے اولاد ہوتی۔ ہاں آج تمہاری بہن آئی تھی۔ معلوم نہیں کیوں مجھ سے خار کھاتی ہے۔ جیسے میں اس کے باپ کا ہی تو کھاتی ہوں۔ اور تمہاری ماں' خدا کی پناہ' ادھر ادھر میری برائیاں کرتی ہیں۔ میں ان سب سے تنگ آ گئی ہوں۔ لعنت ہو مجھ پر کہ ایسے خاندان سے پالا پڑا ہے۔ میرے ہاتھ دیکھو۔ کھانا پکا رہی تھی چھری سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ ہاں کل سہراب کے یہاں شادی میں گئی تھی کاش نہ گئی ہوتی۔ وہاں جا کر عزت مٹی میں مل گئی۔ حسن آغا کی بیوی بھی آئی تھی۔ کیا میک اپ تھا اور کیا لباس تھا۔ خدا ایسی قسمت سب کی بنائے۔ لوگ اپنی بیویوں کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ کیسے اچھے اچھے لباس ان کے لئے خریدتے ہیں۔

اس کو کہتے ہیں شوہر۔ جب وہ محفل میں آئی تو سب نے اس کا احترام کیا جی ہاں لوگ صرف کپڑے دیکھتے ہیں۔ آخر میں اس سے کس بات میں کم ہوں کہ اس کی اتنی شان ہے۔ ہاں قسمت والی ہے۔ اس کا شوہر اس کا خیال رکھتا ہے تمہاری طرح نہیں ہے۔ اب میں اس منحوس گھر میں تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے جان نہیں کھپا سکتی۔ جو چاہے کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

خاتون محترم! شوہرداری کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کا شوہر تفریح اور سیر سپاٹے کے لئے گھر سے باہر جاتا ہے۔ روزی کمانے' ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے اور پیسے کمانے کی غرض سے باہر جاتا ہے۔ صبح سے اب تک اس کو نہ جانے کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہو کہ جن میں سے ایک کی بھی آپ متحمل نہ ہو سکیں

گی۔ آفس یا بازار کی مشکلات کی آپ کو خبر نہیں ہے۔ کیسے کیسے لوگوں سے پالا پڑتا ہے اور کیسی کیسی ذہنی پریشانیاں آ جاتی ہیں۔ آپ کو اپنے شوہر کی پژمردہ روح اور تھکے ماندے اعصاب کی کوئی فکر نہیں۔ اب جبکہ وہ باہر کی پریشانیوں سے جان چھڑا کر گھر میں پناہ لینے آیا ہے کہ ذرا دیر آرام کر لے تو بجائے اس کے کہ آپ اس کا غم غلط کریں' شکایتوں کے دفتر کھول کے بیٹھ جاتی ہیں۔ آخر اس بے چارے نے مرد ہو کر کیا گناہ کیا ہے کہ گھر سے باہر طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار رہتا ہے اور گھر آتے ہی اسے آپ کے شکوے شکایات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے۔ تھوڑا سا اس کے بارے میں بھی سوچئے۔ اس کے پاس بھی سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ چیخے چلائے تاکہ آپ کی بے جا شکایتوں اور بدزبانیوں سے نجات حاصل کرے یا اس گھر سے فرار اختیار کر کے کسی ہوٹل' سینما یا کسی دوسری جگہ جا کر پناہ لے یا سڑکوں پر آوارہ گھومتا رہے۔

خانم محترم! خدا کی خوشنودی اور اپنے شوہر اور خاندان کی خاطر اس قسم کی بے جا شکایتوں اور ہنگاموں سے پرہیز کیجئے۔ عقل مندی اور ہوشیاری سے کام لیجئے۔ موقع شناس بنئے۔ اگر آپ کو واقعی کوئی پریشانی لاحق ہے تو صبر کیجئے تاکہ آپ کا شوہر آرام کر لے۔ اس کی تھکن دور ہو جائے اس کے بعد موقع کی مناسبت سے ضروری باتیں اس سے بیان کیجئے۔ لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں بلکہ اس طرح گویا آپ اس سے مشورہ لے رہی ہیں اور اس کو حل کرنے کی فکر کیجئے۔ اگر آپ کے شوہر کو اپنے خاندان سے شدید لگاؤ ہے تو چھوٹی موٹی باتوں اور غیر ضروری واقعات کو اس سے بیان نہ کریں اور ہر وقت کی چپقلش سے اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ نہ کیجئے۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیجئے اس کو اور بھی بہت سی پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔ "جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے' اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے خواہ ہر روز روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت اور تہجد کے لئے اٹھے۔ غلاموں کو آزاد کرے اپنی دولت راہِ خدا میں

خرچ کرے۔ ایسی عورت جو بدزبان ہو اور اپنی بدزبانی سے اپنے شوہر کو رنج پہنچائے وہ پہلی عورت ہو گی جو دوزخ میں داخل ہو گی۔" (۲۸)

رسول خداؐ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔ "جو عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف پہنچاتی ہے حوریں اس سے کہتی ہیں' تجھ پر خدا کی مار' اپنے شوہر کو اذیت نہ پہنچا' یہ مرد تیرے لئے نہیں ہے' تو اس کے لائق نہیں' وہ جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہماری طرف آجائے گا۔" (۲۹)

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان فضول باتوں سے خواتین کا مقصد کیا ہے۔ اگر چاہتی ہیں کہ اس طرح سے شوہر کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا لیں اور اپنے آپ کو اس کے سامنے محبوب' مخلص اور خیر خواہ ظاہر کریں تو اطمینان رکھیں کہ اس کا نتیجہ برعکس ہو گا۔ نہ صرف یہ کہ اس طریقے سے آپ اس کی محبت حاصل نہیں کر سکیں گی بلکہ شوہر کے غیظ و غضب کا شکار ہو جائیں گی۔ اور اگر اس طرزِ عمل سے آپ کا مقصد اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ کرنا ہے تاکہ کام اور زندگی سے اس کا دل بھر جائے اور اعصابی امراض میں مبتلا ہو جائے اور گھر سے فرار اختیار کرے اور اعصاب کو بے حس بنا دینے کے لئے خطرناک نشہ آور چیزوں کی عادت ڈال لے اور فتنہ اور فساد کے مراکز کا رخ کرے اور آخر کار دق کا شکار ہو جائے تو اس صورت میں آپ کی کامیابی یقینی ہے۔

خاتونِ عزیز! اگر آپ کو اپنے شوہر اور زندگی سے محبت ہے تو اس غیر عاقلانہ اور غلط روش کو چھوڑیئے۔ کیا اس بات کا احتمال نہیں کہ آپ کی بے جا شکایتیں' قتل و غارت گری کا باعث بن جائیں یا آپ کی خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے۔ مندرجہ ذیل داستان پر توجہ کیجئے۔

"جس وقت .... گھر آیا' اس کی بیوی نے' ایسی حالت میں کہ اپنی تین سالہ بچی کو گود میں لئے ہوئے تھی اپنے شوہر سے کہا: تمہارے آفس کے دو آدمی آئے تھے اور برا بھلا کہہ رہے تھے۔ مرد سخت غضبناک ہو گیا اور حالت جنون میں چاقو کی نوک اپنی ننھی سی بچی کے پیٹ میں بھونک کر اسے قتل کر دیا۔ اس مرد کو چار سال کے لئے قید کی سزا

ہو گئی"۔ (۳۰)

عدالت میں ایک ڈاکٹر شکایت کرتا ہے: "ساری زندگی میری بیوی نے ایک بار بھی میرے ساتھ ایک شائستہ اور اچھی خاتون جیسا سلوک نہیں کیا۔ ہمارے گھر میں ہمیشہ بدنظمی اور بے ڈھنگی کار فرما رہی۔ اس کے نالہ و فریاد' بہانہ بازیوں اور گالیوں سے میں بے حد تنگ آ چکا ہوں" یہ ڈاکٹر اس بات پر تیار ہے کہ پچاس ہزار روپے دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کر لے۔ اور بہت خوشی سے کہتا ہے کہ اگر میری تمام دولت حتیٰ کہ میری میڈیکل کی ڈگری بھی آپ چاہیں تو دے دوں گا تاکہ جلد سے جلد اس سے رہائی حاصل کر سکوں" (۳۱)

خوش اخلاق بنئے

جو خوش اخلاق ہوتا ہے' لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے' مسکرا کے بات کرتا ہے' حادثات و مشکلات کے مقابلے میں بردباری سے کام لیتا ہے' ایسا شخص سب کا محبوب ہوتا ہے۔ اس کے دوست زیادہ ہوتے ہیں۔ سبھی چاہتے ہیں کہ اس سے تعلقات قائم کریں اور اس سے راہ و رسم بڑھائیں۔ وہ شخص سب کی نظروں میں عزیز و محترم ہوتا ہے۔ ایسا شخص اعصابی کمزوری اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار نہیں ہوتا۔ زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں پر غلبہ پا لیتا ہے۔ خوش مزاج انسان زندگی کا صحیح لطف اٹھاتا ہے اور اس کی زندگی بہت سکون سے گزرتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "خوش اخلاقی سے بڑھ کر زندگی میں اور کوئی چیز نہیں۔" (۳۲)

البتہ جو شخص بداخلاق ہوتا ہے۔ لوگوں سے ترش روئی سے ملتا ہے۔ حوادث و پریشانیوں کے وقت نالہ و فریاد کرتا ہے' بلاوجہ شور و ہنگامہ کرتا ہے۔ بدمزاج اور بدزبان ہوتا ہے اس کی زندگی تلخ و ناگوار گزرتی ہے' خود بھی ہمیشہ پریشان رہتا ہے اور اپنے ساتھ رہنے والوں کی زندگی بھی وبالِ جان بنا دیتا ہے۔ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں اور اس سے ملنے سے کتراتے ہیں۔ وہ نہ خود ہی چین سے رہتا ہے اور نہ ہی اپنے گھر

والوں کو چین سے رہنے دیتا ہے۔ نہ اسے ٹھیک سے نیند آتی ہے نہ اچھی طرح کھا پی سکتا ہے۔ طرح طرح کی بیماریاں خصوصاً اعصابی امراض ایسے شخص کو گھیر لیتے ہیں۔ اس کی زندگی ہمیشہ تلخ رہتی ہے اور نالہ و فریاد کرتا رہتا ہے۔ اس کے دوست بہت کم ہوتے ہیں اور وہ کسی کا محبوب نہیں ہوتا۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔ "بداخلاق انسان اپنے نفس کو دائمی رنج و عذاب میں مبتلا کرلیتا ہے۔" (۳۳)

خوش اخلاقی سب کے لئے لازم ہے۔ اور خاص طور پر میاں بیوی کے لئے تو بہت ضروری ہے کیوں کہ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں اور باہم زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

خاتونِ محترم! اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ اور آپ کے شوہر اور بچوں کی زندگی اچھی طرح گزرے تو اپنے اخلاق کی اصلاح کیجئے۔ ہمیشہ خوش و خرم اور مسکراتی رہئے۔ تلخی اور جھگڑے سے پرہیز کیجئے۔ خوش گفتار اور شیریں بیان بنئے۔ آپ اپنی خوش اخلاقی کے ذریعہ اپنے گھر کو بہشت بریں بنا سکتی ہیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ بداخلاقی سے آپ اپنے گھر کو جہنم میں تبدیل کردیں اور خود کو اور اپنے شوہر اور بچوں کو اس عذاب میں مبتلا کردیں۔ آپ چاہیں تو فرشتہ رحمت بن سکتی ہیں گھر کے ماحول کو خوشگوار اور پرسکون بنا سکتی ہیں۔ متبسم چہرے اور خندہ پیشانی اور شیریں بیانی سے آپ اپنے شوہر اور بچوں کے دلوں کو مسرت و شادمانی عطا کرسکتی ہیں۔ ان کے دل سے رنج و غم مٹا سکتی ہیں۔ کیا آپ جانتی ہیں؟

صبح جب آپ کے بچے اسکول یا کام پر جا رہے ہوں اور اگر آپ گرمجوشی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کو رخصت کریں تو ان کی روح اور اعصاب پر کیسا اچھا اثر پڑے گا۔ اور اپنے کاموں کو انجام دینے کے لئے ان میں کیسی تازہ لہر دوڑ جائے گی۔

اگر آپ کو زندگی اور اپنے شوہر سے محبت ہے تو بداخلاقی سے گریز کیجئے کیوں کہ اچھا اخلاق رشتہ ازدواج کو مستحکم بنانے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اکثر طلاقیں بداخلاقی اور میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے کے سبب انجام پاتی ہیں۔ طلاقوں کے

اعداد و شمار سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔
اخلاقی اعتبار سے عدم ہم آہنگی' خاندان میں اختلافات اور کشیدگی کی اہم وجہ ہوتی ہے۔

خاتونِ محترم! خوش اخلاقی اور عشق و محبت کے ذریعہ اپنے شوہر کا دل جیت لیجئے۔ تاکہ وہ زندگی اور خاندان سے محبت کرے اور پوری لگن کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے اور آپ کی آسائش کے اسباب مہیا کرے۔ آپ اگر اس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں گی تو وہ راتیں باہر گزارنے اور عیاشی کی فکر میں نہیں رہے گا اور جلدی گھر آئے گا۔

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میرا شوہر ہمیشہ دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے۔

شوہر نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری بیوی ذرا بھی نباہ کرنا نہیں جانتی۔ اور اس کا اخلاق بہت خراب ہے۔ اور دنیا کی بد اخلاق ترین عورت ہے۔

عورت فوراً اٹھی اور عدالت میں موجود لوگوں کے سامنے اپنے شوہر کو تھپڑ مار دیا۔ (۳۴) یہ نادان عورت سمجھتی تھی کہ شکایت' گالی اور مارپیٹ کے ذریعہ وہ اپنے شوہر کو گھر کی طرف ملتفت کر سکے گی۔ جبکہ ایک عاقلانہ سادہ سی راہ موجود تھی اور وہ تھی خوش اخلاقی اور اچھا برتاؤ۔

ایک عورت نے عدالت میں کہا کہ میرا شوہر مجھ سے بات نہیں کرتا اور اخراجات اپنی ماں کے ذریعے مجھے بھجواتا ہے۔ مرد نے جواب دیا کہ چونکہ میں اپنی بیوی کی بداخلاقیوں سے تنگ آچکا ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سے بات نہ کروں اور اس بات کو پندرہ مہینے ہو رہے ہیں۔ (۳۵)

ازدواجی زندگی کی اکثر مشکلات کو ہوشیاری اور اچھے اخلاق کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کا شوہر کم محبت کرتا ہے گھر پر زیادہ توجہ نہیں دیتا' دیر سے گھر آتا ہے' دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے' بدسلوکی کرتا ہے' بدمزاجی اور جھگڑا کرتا ہے' اپنی

دولت کو برباد کرتا ہے۔ الگ ہونے اور طلاق دینے کی بات کرتا ہے تو آپ اس قسم کی ساری مشکلات کو اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار اور اچھے برتاؤ سے حل کر سکتی ہیں۔ آپ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کیجئے اور اچھے اخلاق کا اعجاز آفریں نتیجہ دیکھئے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ "خداوند عالم' خوش اخلاق انسان کو جہاد کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور صبح و شام اس پر ثواب نازل فرماتا ہے۔" (۳۶)

امام جعفر صادقؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو عورت اپنے شوہر کو اذیت پہنچاتی ہے اور اس کو رنجیدہ رکھتی ہے خدا کی رحمت سے دور رہتی ہے اور جو عورت اپنے شوہر کا احترام کرتی ہے' اس کو تکلیف نہیں پہنچاتی' اس کی فرماں برداری کرتی ہے' وہ خوش نصیب اور عذاب سے نجات پانے والی ہوتی ہے۔" (۳۷)

کسی نے حضرت رسول خداؐ سے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نیک ہے۔ روزے رکھتی ہے' راتوں کو عبادت کرتی ہے لیکن بداخلاق ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے آزار پہنچاتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ "اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ دوزخی ہے۔" (۳۸)

بے جا توقعات

تمام افراد کے مالی وسائل اور آمدنی یکساں نہیں ہوتی۔ سبھی ایک معیار کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے۔ ہر خاندان کو اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب خود کرنا چاہئے اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرنا چاہئے۔ زندگی ہر طرح گزاری جا سکتی ہے۔ یہ دانشمندوں کا شیوہ نہیں ہے کہ غیر ضروری چیزوں کی فراہمی کے لئے قرض لے یا بعد میں اس کی قیمت ادا کرتا رہے۔

خاتونِ عزیز! آپ گھر کی مالکہ ہیں۔ عاقل اور سمجھدار ہیں۔ اپنی آمدنی اور اخراجات کا اندازہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح خرچ کیا جائے کہ آپ کی عزت و آبرو قائم رہے اور آپ کے پاس ہمیشہ کچھ روپیہ محفوظ بھی رہے۔ عاقبت اندیشی سے کام لیجئے۔ دوسروں سے مقابلہ نہ کیجئے۔ اگر کسی عورت کو نئے ڈیزائن کا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے اور

آپ کی مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ بھی ویسا ہی لباس خرید سکیں تو اپنے شوہر کو اسے خریدنے کے لئے مجبور نہ کیجئے۔ اگر آپ اپنے ہمسایہ کے گھر میں کوئی خوبصورت سجاوٹ کی چیز دیکھیں تو اپنے شوہر کی جان نہ کھائیں کہ وہ بھی ویسی چیز لائے۔ اگر آپ کے دوست احباب اور عزیز و اقارب میں کسی نے اپنے گھر کو قیمتی قالینوں اور بیش قیمت سامان سے سجایا ہوا ہے تو لازم نہیں کہ آپ ان کی نقل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پریشانی میں مبتلا کرلیں اور اپنا سکون و چین حرام کر دیں۔ آپ جانتی ہیں کہ آپ کی مالی حالت اور آمدنی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تو پھر کیوں اپنے شوہر کو قرض لینے' بعد میں قیمت ادا کرنے' قسطوں پر خریدنے اور ناجائز کاموں کو انجام دینے کے لئے مجبور کرتی ہیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ تھوڑا سا صبر کرلیں کہ آپ کی مالی حالت سدھر جائے اور اپنی آمدنی میں سے ہر ماہ تھوڑی رقم (بچت) پس انداز کرتی رہیں اور کچھ رقم جمع ہو جانے کے بعد نقد قیمت ادا کر کے اپنی ضرورت کی پسندیدہ چیز خرید لیں۔

اکثر نادان اور خودغرض عورتیں اس قسم کی فضول خرچیاں کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر رشک و حسد کرتی ہیں۔ کسی کے گھر میں سجاوٹ کی کوئی چیز دیکھی اور اس کو خریدنے کی دل میں ہوس پیدا ہو گئی اور بے چارے شوہر کے سر ہو گئیں کہ جہاں سے بھی ہو' ہمارے لئے بھی خرید کر لاؤ۔ اس قدر اصرار کرتی ہیں اور ہنگامہ کرتی ہیں کہ شوہر بے چارہ مجبور ہو جاتا ہے کہ قرض لے یا قسطوں پر خریدے اور اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کر کے ہمیشہ مقروض رہے۔ ایسی حالت میں کبھی کبھی شوہر مجبور ہو جاتا ہے کہ ازدواجی زندگی کے تانے بانے کو توڑ ڈالے اور اپنی خودغرض بیوی کو طلاق دیدے تاکہ اس کی بے جا فرمائشوں اور زبان درازیوں کے شر سے نجات حاصل کرلے یا خودکشی کرلے تاکہ اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹکارا پالے۔

دراصل اس قسم کی عورتوں نے شادی کے اصل معنی اور مقصد کو ذرا بھی نہیں سمجھا ہے۔ وہ شادی کا مطلب ایک طرح سے غلام خریدنا سمجھتی ہیں اور شادی اس لئے

کرتی ہیں کہ اپنی بچگانہ خواہشات اور حرص و ہوس کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ وہ ایسا شوہر چاہتی ہیں جو ایک مفت کے نوکر' بلکہ ایک زرخرید غلام کی مانند ان کے لئے زحمتیں اٹھائے۔ اور اپنی محنت کی کمائی کو ہاتھ جوڑ کر اپنی بیوی کی خدمت میں پیش کر دے تاکہ وہ اونچی اڑان اڑ سکیں اور اپنی بے جا اور غلط خواہشات پر صرف کر دیں۔

کاش اتنے پر ہی قناعت کر لی ہوتی اور حد سے زیادہ توقعات نہ رکھتیں۔ کبھی ان کی توقعات اور خواہشات اتنی زیادہ ہو جاتی ہیں کہ شوہر کی کل آمدنی بھی اس کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ انہیں شوہر کی آمدنی سے کیا مطلب بس جس چیز کی ہوس ہوئی اسے فوراً اور ضرور پورا ہونا چاہئے۔ اس کے لئے جو بھی صورتحال پیش آ جائے۔ چاہے شوہر کا دیوالیہ ہی کیوں نہ نکل جائے یا وہ ناجائز کام کرنے پر مجبور ہو جائے مگر بیوی کی خواہشات پوری ہونی چاہئیں۔

مردوں کے دیوالیہ ہونے کا بڑا سبب اکثر ناعاقبت اندیش بیویوں کی بے جا خواہشات اور دوسروں کی نقل اور فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔ اکثر بیویوں کی بڑبڑاہٹ اور تقاضے مرد کو ناجائز کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی خود پسند اور خود غرض عورتیں صنف نازک کے لئے باعثِ ننگ و عار شمار کی جاتی ہیں۔ فرض کیجئے ان باتوں کے سبب آپ نے طلاق لے لی۔ تو کیا آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا؟ جی نہیں اطمینان رکھئے۔ آپ کی آرزوؤں کی تکمیل کبھی نہ ہو سکے گی۔ آپ اپنے ماں باپ کے گھر جا کر ان پر بوجھ بن جائیں گی اور ہمیشہ کے لئے انس و محبت اور اولاد کی نعمت سے محروم رہ جائیں گی۔

کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ سے شادی کے خواہشمند مرد صف باندھے کھڑے ہیں؟ جی نہیں ایسا نہیں ہے' جو عورتیں طلاق لے لیتی ہیں انہیں دوسری شادی کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ فرض کیجئے دوسرا شوہر مل بھی گیا تو کیا ضروری ہے کہ وہ پہلے شوہر سے بہتر ہو۔

کیا یہ آپ کے حق میں بہتر نہ ہو گا کہ آپ عاقبت اندیش بنیں۔ انجام کار کے

بارے میں سوچیں اور اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب لگائیں اور اسی کے مطابق خرچ کریں۔ ان بلند پروازیوں اور بے جا ہوا و ہوس کے بجائے زندگی' امور خانہ داری اور شوہر پر توجہ دیں؟

مہر و محبت کا اظہار کر کے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار اور پر مسرت بنائیے۔ دوسروں کی زندگی سے آپ کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کیجئے اور انس و محبت کی نعمت سے لطف اٹھائیے۔ اپنے شوہر اور بچوں سے ہنسئے بولئے۔ روزانہ کے اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لیجئے۔ تاکہ آپ کی مالی حالت بہتر ہو جائے۔ اور آبرومندانہ زندگی گزاریئے۔ ممکن ہے مستقبل میں آپ اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکیں۔ بلکہ اگر آپ کے شوہر فضول خرچ ہیں اور اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں تو انہیں روکئے۔ اگر وہ غیر ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے قرض لینا چاہیں یا قسطوں پر خریدیں تو آپ انہیں روکئے۔ آپ کی زندگی مشترک ہے۔ آپ کے شوہر کے پاس جو کچھ ہے وہ در حقیقت آپ کا ہے۔ خوفزدہ نہ ہوئیے کہ اپنی دولت وہ کسی اور کو دے دے گا۔ تجمل اشیاء اور غیر ضروری سامان کی خریداری کے بجائے ضروری چیزیں فراہم کیجئے۔ ہر انسان کی زندگی میں اچانک حادثے اور غیر متوقع واقعات رونما ہوتے ہیں ایسے برے وقت کے لئے کچھ بچا کر رکھنے کی عادت ڈالئے۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں کہ "جو عورت اپنے شوہر سے نباہ نہیں کرتی اور جو چیزیں اس کی استطاعت سے باہر ہیں ان کے لئے اسے مجبور کرتی ہے ایسی عورت کے اعمال خدا کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتے اور قیامت کے روز وہ خداوند کے غیظ و غضب کا شکار ہوتی ہے۔" (۳۹)

ایک اور موقع پر حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ "ہر وہ عورت جو اپنے شوہر سے نباہ نہ کرے اور جو کچھ اس کو خدا کی جانب سے ملا ہے اس پر قناعت نہ کرے اور اپنے شوہر سے سختی سے پیش آئے اور اس کی استطاعت سے زیادہ کی خواہش کرے' ایسی عورت کے اعمال قبول نہیں ہوں گے اور خدا اس پر عذاب نازل کرے گا۔" (۴۰)

پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ "خدا پر ایمان کے بعد کوئی نعمت اپنے شوہر کے ساتھ تعاون کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔" (۴۱)

اپنے شوہر کی دلجوئی کیجئے

زندگی کا بوجھ مرد کے کاندھوں پر ہوتا ہے۔ خاندان کے اخراجات کو جس طرح بھی ممکن ہو' پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ گھر سے باہر اسے سینکڑوں قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی باس کی ڈانٹ پھٹکار سننا پڑتی ہے' کبھی اپنے ساتھیوں کی اذیت رسانی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ ممکن ہے اس کے مطالبات قبول نہ ہوئے ہوں۔ ممکن ہے چیک یا ڈرافٹ کیش نہ ہو سکے۔ ممکن ہے کہ کساد بازاری کا سامنا کرنا پڑے اور آمدنی نہ ہو۔ ممکن ہے کوئی مناسب مقام حاصل نہ کر سکا ہو۔ مرد کی ایک دو پریشانیاں نہیں ہوتیں۔ روز مرد کی زندگی میں اس قسم کے گوناگوں حادثات کا سامنا برابر کرنا پڑتا ہے۔ کم ہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی نئی پریشانی نہ آ کھڑی ہو۔ ان ہی اسباب کی بنا پر مردوں کی عمر عموماً عورتوں سے کم ہوتی ہے۔ آخر ایک انسان کے اعصاب' فکروں اور پریشانیوں کو کب تک اور کس حد تک برداشت کر سکتے ہیں۔

ایسے موقعوں پر انسان کو شدت سے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی دل سوز اور مہربان ہستی اس کی دلجوئی کرے اور اس کی روح و اعصاب کو تقویت پہنچائے۔

خاتونِ گرامی! آپ کے شوہر کا کوئی غمخوار نہیں ہے۔ وہ تنہائی کا احساس کرتا ہے۔ باہر کی مشکلات سے فرار حاصل کر کے اپنے گھر میں آپ کے پاس پناہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے آپ کی دلجوئی اور تسلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی دن وہ پریشان حال اور رنجیدہ و ملول گھر میں داخل ہوتا ہے تو اسے ہر روز سے زیادہ آپ کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ جلدی سے اس کے آرام کرنے' کھانا یا چائے کا انتظام کریں۔ ایسے موقع پر دوسرے موضوعات پر بالکل بات نہ کریں۔ نہ کسی بات پر نکتہ چینی کریں۔ فرمائش نہ کریں۔ اس سے اپنی پریشانیوں اور درد دل کی شکایت نہ کریں۔ اسے موقع دیجئے کہ کچھ دیر آرام کر لے۔ اگر بھوکا ہے تو اس کا پیٹ بھر

جائے۔ اگر سردی کھا گیا ہے تو گرم ہو جائے۔ اگر گرمی لگ رہی ہے تو اس کے حواس ٹھیک ہو جائیں اور جب اس کی تھکن دور ہو جائے اور اس کے اعصاب ٹھکانے آ جائیں تب محبت بھرے لہجے میں اس کی پریشانی کا سبب دریافت کیجئے۔ اور اگر وہ اپنا دردِ دل بیان کرنا شروع کرتا ہے تو اسے غور سے سنئے۔ بے جا چھیئے نہیں بلکہ اس کی پریشانی سن کر اظہار افسوس کیجئے۔ اور اپنے رویہ سے یہ ظاہر کیجئے کہ اس کی پریشانیوں کو سن کر آپ کو اس سے زیادہ رنج پہنچا ہے۔ محبت و دلسوزی کا اظہار کر کے اس کے زخموں پر مرہم رکھئے۔ نرمی اور ملائمت سے اس کی دلجوئی کیجئے۔ اس موضوع کو اس کے سامنے معمولی اور حقیر ظاہر کیجئے اور مشکل کو حل کرنے میں اس کی ہمت افزائی کیجئے۔ اس سے کہئے کہ اس قسم کے حادثات تو زندگی کا لازمہ ہیں اور ہر شخص کو پیش آتے ہیں۔ صبر و استقامت کے ذریعہ ان مشکلات پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ انسان خود ہمت نہ ہار جائے۔ دراصل ایسے ہی موقعوں پر انسان کی شخصیت اور مردانگی ظاہر ہوتی ہے۔ پریشان ہونے کے بجائے صبر اور کوشش سے کام لیا جائے تو مشکل آسانی سے حل ہو جاتی ہے۔ اگر آپ کے شوہر کو رہنمائی کی ضرورت ہے اور اگر اس کے حل کی کوئی صورت آپ کی نظر میں ہے تو اس کی رہنمائی کیجئے اور اگر کوئی صحیح راہِ حل آپ کے سامنے نہیں ہے تو اسے رائے دیجئے کہ اپنے کسی خیر خواہ' دوست یا رشتہ دار سے مشورہ کرے۔

خاتونِ محترم! آپ کے شوہر کو مشکلات اور پریشانیوں کے موقع پر آپ کی دلجوئی اور تسلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کو اس کی مدد کرنی چاہئے ایک مہربان نرس بلکہ ایک ہمدرد ماہر نفسیات کی مانند ایسے موقع پر آپ کو اس کی دلجوئی کرنا چاہئے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر عرض کروں کہ اپنی شخصیت کو منظم و مستحکم کیجئے اور شوہر کی نگہداشت کیجئے۔ جی ہاں، کہیں ایک نرس یا نفسیاتی ڈاکٹر بھلا ایک فداکار بیوی کی طرح دیکھ بھال کر سکتا ہے؟ آپ کو اپنی طاقت کا اندازہ ہی نہیں کہ آپ کی مہربانیاں اور تشفی و تسلیاں آپ کے شوہر کی روح پر کیا جادو کا سا اثر ڈال سکتی ہیں۔ اس کے دل اور اعصاب کو سکون مل

جاتا ہے۔ زندگی سے اس کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لئے وہ تیار ہو جاتا ہے۔ اور اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں وہ بیکس و تنہا نہیں ہے۔ آپ کی وفاداری اور صمیمیت اس میں اعتماد و یقین پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ چیزیں اسے آپ کا دوست اور عاشق بنا دیتی ہیں۔ آپ کی ازدواجی زندگی اور مستحکم و پائیدار ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "کہ دنیا میں شائستہ بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ایسی بیوی جس کو دیکھ کر اس کے شوہر کا دل مسرور و شاد ہو جائے۔" (۴۲)

حضرت امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ "عورتوں کا ایک گروہ ایسا ہے جن کے زیادہ بچے ہوتے ہیں۔ وہ عورتیں شفیق و مہربان ہوتی ہیں۔ سختیوں اور زمانے کے حوادثات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتی ہیں۔ اپنے شوہر کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والی ہوتی ہیں اور ایسے کام نہیں کرتیں جن سے ان کے شوہروں کو نقصان پہنچے' اور ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو۔" (۴۳)

شکر گزاری کی عادت ڈالئے

پیسہ کمانا آسان کام نہیں' ہزاروں زحمتیں اور پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ انسان اپنے آرام و آسائش کی خاطر مال و دولت حاصل کرتا ہے اور ذاتی طور پر اس بات سے دلچسپی رکھتا ہے۔ اگر کسی پر احسان کرتا ہے یا کسی پر اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو وہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کی قدر دانی کی جائے اور اس سلسلے میں اظہار تشکر اس کی ترغیب و ہمت افزائی کا سبب بنتا ہے۔ اور اسے احسان و نیکی کرنے کی جانب مائل کرتا ہے۔ نہ صرف اس شخص کے حق میں زیادہ احسان کرنے کا باعث بنتا ہے بلکہ یہ احساسِ قدردانی مجموعی طور پر اس کو نیکی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ بلکہ ممکن ہے اظہار تشکر و سپاس گزاری اس پر اس حد تک اثر کرے کہ نیکی و احسان کرنا اس کی عادت ثانیہ بن جائے اور وہ ہروقت اس کام کے لئے آمادہ رہے۔ لیکن اگر اس کی قدردانی نہ کی جائے اور اس کے احسان کو نظرانداز کر دیا جائے تو نیک کام انجام دینے میں اسے کوئی دلچسپی

محسوس نہ ہو گی۔ اپنے دل میں سوچے گا کہ میں نے ایسے احسان فراموش کے ساتھ بیکار احسان کیا۔ اور مال و دولت اس پر خرچ کر دیا۔

حق شناسی اور شکر گزاری' پسندیدہ اور نیک اخلاق شمار ہوتی ہے اور انسان کو احسان و نیکی کی جانب مائل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے۔ حتیٰ کہ خداوند عالم بھی جو کہ بے نیاز ہے۔ اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کو نعمتوں کے جاری رہنے کی شرط قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ "اگر شکر ادا کرو گے تو اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا۔" (۴۴)

خاتونِ محترم! آپ کا شوہر بھی ایک انسان ہے اسے بھی قدردانی اچھی لگتی ہے۔ وہ زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ محنت سے کماتا ہے اور اس عمل کو اپنا ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتا ہے اور اس کو انجام دے کر لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن آپ سے اس بات کا متمنی ہے کہ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کے کاموں کی قدردانی کیجئے۔ جب کبھی ضروریاتِ زندگی کی چیزیں خرید کر گھر لائے تو خوشی و مسرت کا اظہار کیجئے۔ اس کا شکریہ ادا کیجئے۔ جب آپ کے یا آپ کے بچوں کے لئے لباس' جوتا یا کوئی دوسری چیز لائے تو فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر خوشی کا اظہار کیجئے۔ اس سے اگر آپ "شکریہ" کہہ دیں تو کیا مضائقہ ہے؟ اگر پھل' مٹھائی یا کوئی دوسری چیز لائے تو جلدی سے اس کے ہاتھ سے لے کر جگہ پر رکھ دیجئے۔ اگر آپ بیمار پڑ گئیں اور اس نے آپ کے علاج کے لئے کوشش کی تو صحت یاب ہونے کے بعد اس کی زحمات کا شکریہ ادا کیجئے۔ اگر آپ کو تفریح کے لئے لے گیا یا سفر پر لے گیا تو اس کا شکریہ ادا کیجئے۔ اگر آپ کو پیسے دیئے ہیں تو اس کی قدردانی کیجئے۔ اس امر کا خیال رکھیں کہ اس کے کاموں کو حقیر اور معمولی نہ سمجھیں' اس کی طرف سے بے اعتنائی نہ برتے۔ مذمت نہ کیجئے۔ اگر آپ اس کے کاموں کو سراہیں گی اور اس سے اظہارِ تشکر کریں گی تو یہ چیز اسے اپنی شخصیت کا احساس دلانے کا باعث بنے گی اور اس کی زندگی میں جوش و خروش پیدا کرنے اور مزید خرچ کرنے کے لئے اس میں ہمت بندھانے کا سبب بنے گی۔ وہ اور زیادہ کوشش کرے گا کہ آپ کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرے اور احسان کے ذریعہ آپ

کے دل کو اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن اگر آپ اس کے کاموں کو حقیر سمجھیں گی اور اس کی زحمات کو یا اس کی شخصیت کو نظر انداز کریں گی تو اس کا دل سرد ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ سے کہے گا کہ میں بیکار محنت کر رہا ہوں اور اپنی محنت کی کمائی ایسے ناقدروں پر خرچ کرتا ہوں جو میری قدر نہیں کرتے اور میرے احسانوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ گھر اور زندگی سے اس کی دلچسپی کم ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ ممکن ہے ایسا بھی ہو کہ وہ خرچ کرنے سے پہلو تہی کرنے لگے اور فکرِ معاش کی طرف سے بے پروا ہو جائے۔ یا روپیہ پیسہ اپنی تفریح پر اڑانے لگے یا دوسروں پر خرچ کرنے لگے۔ بے چارہ مرد تو صرف چند تعریفی جملوں اور محض زبانی اظہار تشکر سے ہی خوش ہو جاتا ہے اور آپ اس سے بھی دریغ کرتی ہیں۔

آپ کا کوئی عزیز یا دوست کوئی معمولی سا تحفہ یا پھولوں کا ایک گلدستہ آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا تو آپ سینکڑوں بار شکریہ ادا کرتی ہیں لیکن اپنے شوہر کے دائمی احسانوں کے عوض آپ کے منہ سے اظہارِ تشکر کے لئے معمولی سے الفاظ بھی نہیں نکلتے؟

شوہرداری کے یہ طور طریقے نہیں ہیں۔ دراصل آپ نے اپنے ذاتی مفادات کی تشخیص نہیں کی ہے۔ غرور اور خود پسندی بڑی بری بلا ہے آپ سوچتی ہیں کہ شکریہ کا اظہار کر کے آپ چھوٹی ہو جائیں گی حالانکہ اس کے برعکس آپ کی محبوبیت میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور آپ حق شناس اور مہذب سمجھی جائیں گی۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کوئی چیز خرید کر لائے تو اس کا شکریہ ادا کرے اور اگر نہ لائے تو راضی رہے۔" (۳۵)

امام صادقؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو عورت اپنے شوہر سے یہ کہے کہ تم نے میرے ساتھ کوئی بھلائی نہیں کی تو اس کے تمام اعمال باطل اور بے وقعت ہو جائیں گے۔" (۳۶)

حضرت رسول خدا فرماتے ہیں کہ "اگر کسی نے کسی شخص کے احسان کی قدردانی نہیں کی تو اس نے گویا خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔" (۴۷)

عیب جوئی نہ کیجئے

کوئی انسان عیب سے پاک نہیں۔ یا کوتاہ قد ہے یا لمبا ہے' کالا ہے یا بے نمک۔ موٹا ہے یا دبلا۔ کسی کا دہانہ بڑا ہے تو کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں۔ ناک بہت لمبی ہے یا سر گنجا ہے۔ تند خو ہے یا بزدل ہے۔ کم گو ہے یا باتونی۔ کسی کے منہ یا پاؤں سے بدبو آتی ہے' کوئی بیمار ہے یا بہت کچھ کھاتا ہے۔ کوئی بلوار ہے' کوئی کنجوس ہے۔ کوئی آداب زندگی سے واقف نہیں یا بدزبان ہے یا گندہ رہتا ہے یا غیر مہذب ہے۔ اس قسم کے عیوب ہر مرد اور ہر عورت میں پائے جاتے ہیں۔ ہر مرد اور ہر عورت کی آرزو ہوتی ہے کہ اپنے لئے ایسا آئیڈیل شریک زندگی تلاش کریں جو تمام عیوب سے پاک ہو۔ کوئی بھی خامی یا کمی نہ ہو۔ لیکن ایسا اتفاق بہت کم ہی ہوتا ہے کہ کسی کو اپنا مکمل آئیڈیل مل جائے۔ میرے خیال میں کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر کو سو فیصد مکمل اور بے عیب سمجھتی ہو۔

جن عورتوں کو عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ اپنے شوہروں میں عیب نکالتی رہتی ہیں۔ ایک معمولی اور چھوٹا سا نقص کہ جسے عیب نہیں کہا جا سکتا' اسے اپنی نظر میں مجسم کر لیتی ہیں اور اس کے بارے میں اس قدر سوچتی رہتی ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ معمولی سا عیب ان کی نظروں میں ایک بڑے اور ناقابلِ برداشت عیب کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ شوہر کی خوبیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہیں اور وہ چھوٹا سا عیب ان کی نظروں میں گھومتا رہتا ہے۔ جس مرد پر ان کی نظر پڑتی ہے غور کرتی ہیں کہ اس میں وہ عیب ہے یا نہیں۔ اور ایک ایسے آئیڈیل مرد کو اپنے دماغ میں مجسم کر لیتی ہیں جس میں ذرا سا بھی کوئی عیب نہیں۔ اور چونکہ ان کا شوہر اس خیالی پیکر سے مطابقت نہیں رکھتا اس لئے ہمیشہ نالہ و فریاد اور آہ و زاری کرتی رہتی ہیں۔ اپنی شادی پر پچھتاتی ہیں۔ خود کو شکست خوردہ اور بدقسمت سمجھتی ہیں۔ رفتہ رفتہ اس بات کو کھلے عام اور کبھی اپنے شوہر

کیجئے۔ بلکہ عام مردوں سے مقابلہ کیجئے۔ ممکن ہے کسی مرد میں وہ مخصوص عیب نہ ہو جو آپ کے شوہر میں ہے لیکن اس میں دوسرے عیوب ہوسکتے ہیں جو شاید اس سے بھی بدتر درجے کے ہوں۔ دراصل بدبینی کی عینک اپنی آنکھوں سے اتار لیجئے اور اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر ڈالئے۔ اس وقت آپ دیکھیں گی کہ اس کی خوبیاں' اس کی برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ اگر اس میں ایک عیب ہے تو اس کے بدلے میں سینکڑوں خوبیاں بھی موجود ہیں۔ اس کی خوبیوں اور محاسن پر نظر رکھئے اور خوش و مطمئن رہئے۔ کیا آپ خود بے عیب ہیں جو اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ آپ کا شوہر ہر عیب سے پاک ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کی خود پسندی اور خود غرضی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اپنے عیبوں پر نظر ڈالیں۔ اگر اس میں کچھ شک ہے تو دوسروں سے پوچھ لیجئے۔

حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ "بڑا عیب یہ ہے کہ انسان دوسرے کے عیوب کو دیکھے مگر اپنے عیبوں کی طرف سے غافل ہو۔" (۵۳)

ایک چھوٹے سے عیب کو اس قدر بڑا کیوں بنا دیتی ہیں اور اس کے بارے میں اس قدر متفکر اور پریشان ہو جاتی ہیں کہ زندگی کی بنیادوں کو کمزور اور مہر و محبت کے مرکز اپنے گھر اور خاندان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہو جاتی ہیں۔ عقلمندی اور بردباری سے کام لیجئے' حرص و حسد اور فضول خیالات سے پرہیز کیجئے' چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کیجئے۔ اظہار محبت کے ذریعہ خاندان کے ماحول کو خوشگوار بنایئے تاکہ مہر و محبت کی نعمت سے آپ کا دامن بھرا رہے۔ اس بات کا دھیان رکھئے کہ اپنے شوہر کے عیب نہ اس کے سامنے اور نہ ہی اس کی غیر موجودگی میں بیان کریں۔ کیونکہ اس سے وہ رنجیدہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جائے گا اور وہ بھی عیب جوئی کی فکر میں رہے گا۔ اس کی محبت و چاہت میں کمی آجائے گی ہمیشہ لڑائی جھگڑا کرے گا اور اگر یہی حالات رہے تو آپ کی زندگی بہت تلخ اور ناخوشگوار ہو جائے گی اگر نوبت طلاق اور جدائی تک پہنچی تو اور بھی برا ہوگا۔

اگر عیب اصلاح کے قابل ہے تو اس کو دور کرنے کی فکر کیجئے۔ لیکن صرف اسی صورت میں کہ اگر اس میں کامیابی کا امکان ہو۔ اور نہایت نرمی' صبر و حوصلہ کے ساتھ' خیر خواہی' خواہش اور تمنا کی صورت میں کیجئے۔ نہ کہ عیب جوئی اور اعتراض کی صورت میں اور سرزنش اور لڑائی جھگڑے کے ساتھ۔

اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں سے سروکار نہ رکھئے۔

خاتونِ محترم! ممکن ہے شادی سے پہلے لوگ آپ سے خواستگاری کے لئے آئے ہوں۔ ممکن ہے ایسے افراد آپ کی نظر میں ہوں جن سے شادی کی آرزومند رہی ہوں یا آپ کی خواہش ہو کہ آپ کا شوہر دولت مند ہو۔ فلاں سروس کرتا ہو' انجینئر ہو' یا ڈاکٹر ہو' خوبصورت اور اسمارٹ ہو وغیرہ وغیرہ۔ شادی سے پہلے اس قسم کی خواہش اور تمنا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اب جب کہ آپ نے ایک مرد کو اپنا شریکِ زندگی منتخب کرلیا اور شادی کے مقدس پیمان پر دستخط کرکے آخر عمر تک ساتھ نبھانے کا عہد کرلیا تو گزشتہ باتوں کو یکسر بھلا دینا چاہئے۔ ان آرزوؤں اور تمناؤں کا جو پوری نہ ہوسکیں اب دل میں خیال تک نہ لائیے۔ اور اپنے شوہر کے علاوہ ہر مرد کی طرف سے مکمل طور پر آنکھیں بند کرلیجئے۔ اپنے دل کو اضطراب و پریشانی سے نجات دلائیے۔ اپنے شوہر کے علاوہ ہر غیر مرد کے خیال کو دل سے نکال دیجئے۔ اور اپنی تمام تر توجہ اپنے شوہر کی جانب مرکوز کردیجئے' اپنے سابق خواستگار کو فراموش کردیجئے۔ اس کے بارے میں نہ سوچئے۔ آپ کو کیا کہ وہ پریشان ہے یا نہیں۔ اس کے حالات جاننے کی آپ کو کیوں فکر ہے۔ اس دودلی کی حالت سے سوائے پریشانی کے آپ کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بعض اوقات یہ چیز آپ کے لئے مشکلیں کھڑی کردے گی۔

اب جب کہ آپ نے ایک مرد سے شادی کا رشتہ قائم کرلیا ہے تو پھر یہ شوخیاں کیسی؟ اس مرد اور اُس مرد پر نظر ڈالتی ہیں اور اپنے شوہر کا ان سب سے مقابلہ کرتی ہیں۔ ان باتوں سے سوائے پریشانی' اضطراب اور دائمی حسرت و یاس کے اور کچھ حاصل

نہ ہوگا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنی آنکھوں کو تکلیف پہنچائے اس کے اعصاب ہمیشہ مضمحل رہتے ہیں اور ایسا آدمی ہمیشہ حسرت و یاس میں مبتلا رہتا ہے۔" (۵۴)

جب آپ مردوں پر نظر ڈالتی ہیں اور اپنے شوہر کا ان سے مقابلہ کرتی ہیں تو ایسے مرد بھی نظر آتے ہیں جن میں وہ عیب نہ ہو جو آپ کے شوہر میں ہیں۔ لیکن کیا آپ سمجھتی ہیں کہ وہ سب بے عیب ہیں؟ کیا وہ آسمان سے اترے ہیں؟ جی نہیں۔ بلکہ ممکن ہے ان میں کچھ ایسے عیب موجود ہوں کہ جن کی آپ کو خبر ہو جائے تو آپ اپنے شوہر کو ان پر ترجیح دیں گی۔ چونکہ ان کے عیوب آپ سے پوشیدہ ہیں اور فقط ان کی خوبیوں کو آپ نے دیکھا ہے اس لئے خود کو بدنصیب سمجھتی ہیں۔ اور یہ خیال کرتی ہیں کہ اس شخص سے شادی کر کے آپ سراسر گھاٹے میں رہی ہیں۔ اس قسم کے افکار آپ کو بدبختی اور تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتے ہیں۔

"ایک اٹھارہ سالہ شادی شدہ عورت جو گھر سے بھاگ گئی تھی اسے پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اس نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ تین سال قبل فلاں شخص سے میرا عقد ہوا تھا لیکن رفتہ رفتہ میں نے محسوس کیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی۔ اپنے شوہر کے چہرے کا بعض مردوں سے مقابلہ کرتی تھی اور افسوس کرتی تھی کہ اس مرد کی بیوی کیوں بنی۔" (۵۵)

خاتونِ محترم! اگر آپ چاہتی ہیں کہ بدبختی سے محفوظ رہیں اعصابی کمزوریوں اور ذہنی پریشانیوں کا شکار نہ ہوں، مطمئن اور پرمسرت زندگی گزاریں، تو ہوس بازی اور فضول آرزوؤں سے اپنا دامن بچائیے۔ اپنے شوہر کے علاوہ سب کو نظرانداز کر دیجئے۔ دوسرے مردوں کی تعریف نہ کیجئے دوسرے مرد کا خیال تک دل میں نہ لائیے۔ اور کبھی یہ نہ سوچئے کہ کاش فلاں شخص نے مجھ سے شادی کا پیغام بھیجا ہوتا۔ کاش فلاں شخص سے میں نے شادی کی ہوتی۔ کاش میرے شوہر کا فلاں پیشہ ہوتا۔ کاش ایسا ہوتا ویسا ہوتا

وغیرہ وغیرہ۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کی ان لا حاصل آرزوؤں اور غلط افکار کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ کیوں اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی کو تلخ بنا رہی ہیں۔ کیوں اپنی ازدواجی زندگی کی بنیادوں کو متزلزل کر رہی ہیں۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ اگر فلاں مرد سے آپ کی شادی ہوئی ہوتی تو آپ سو فیصد خوش و مطمئن رہتیں؟ آپ کو اس کے ظاہری اوصاف کے علاوہ تو کچھ معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں ایسے عیوب موجود ہوں کہ اگر آپ کو ان کا علم ہو جائے تو اپنے شوہر کو اس پر ترجیح دیں گی۔ آپ کو کیا معلوم کہ ان مردوں کی بیویاں ان سے کس حد تک راضی و مطمئن ہیں۔

خواہر عزیز! اگر آپ کے شوہر کو احساس ہو جائے کہ دوسرے مرد آپ کی نظر میں ہیں تو وہ بدگمان ہو جائے گا اس کی محبت میں کمی آجائے گی۔ زندگی اور خاندان سے اس کی دلچسپی ختم ہو جائے گی۔ اس بات کا خیال رکھئے کہ دوسرے مردوں کی تعریف نہ کیجئے۔ ان سے اظہار دلچسپی نہ کیجئے' ہنسی مذاق نہ کیجئے۔ مرد اس قدر حساس ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی غیر مرد کی تصویر تک سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں۔ "جو شوہر دار عورت اپنے شوہر کے علاوہ غیر مرد پر ہوسناک نظر ڈالے' پروردگارِ عالم کے شدید غیظ و غضب کا شکار ہوگی۔" (۵۶)

اسلامی حجاب

عورت و مرد میں اگرچہ بہت سی باتیں مشترک ہیں لیکن ان میں کچھ خاص امتیازات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ عورت ایک لطیف و نازک' حسین و محبوب ہستی ہے' عورت دلبر ہے اور مرد دلدار۔ عورت معشوق اور مرد عاشق۔ جب مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس لطیف و نازک ہستی کی تمام خوبیاں اور رعنائیاں صرف اس کی ذات تک محدود رہیں' وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اپنی ساری خوبصورتی' عشوہ وناز' شوخی و دلبری صرف اپنے شوہر کے لئے

مخصوص کرے اور غیر مردوں سے مکمل اجتناب برتے۔ مرد بہت غیور ہوتا ہے اور وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی غیر مرد اس کی بیوی پر نظر ڈالے یا اس سے تعلقات اور میل جول قائم کرے' اس سے باتیں کرے اور ہنسی مذاق کرے۔ اور اس قسم کی باتوں کو وہ اپنے جائز حق پر ظلم سے تعبیر کرتا ہے اور اپنی بیوی سے توقع کرتا ہے کہ اسلامی لباس اور پردے کا لحاظ کرے۔ شرعی اصولوں اور اخلاقی قوانین کی پابندی کرے اور اسلامی شرم و حیا اور متانت سے کام لے کر اپنے شوہر کی اس جائز خواہش کی تکمیل میں اس کی مدد کرے۔ ہر مومن اور غیرت مند مرد کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ اگر اس کی بیوی اس اسلامی اور سماجی فریضہ پر عمل کرتی ہے تو وہ بھی سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور اپنے خاندان کی ضروریات مہیا کرنے کی فکر میں پوری توجہ کے ساتھ مشغول رہتا ہے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی محبت و پاکیزگی اس بات کا سبب بنتی ہے۔ کہ وہ بھی غیر عورتوں پر توجہ نہ دے۔

لیکن اگر مرد دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی اسلامی لباس اور حجاب کا لحاظ نہیں رکھتی اور اپنے حسن و خوبصورتی کی غیر مردوں کے سامنے نمائش کرتی ہے اور ان سے تعلقات قائم کرتی ہے تو وہ سخت ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس کو اپنی حق تلفی سمجھتا ہے۔ اور بیوی کو اس بات کا ذمہ دار سمجھتا ہے۔ ایسے مرد ہمیشہ پریشان اور بدگمانی کا شکار رہتے ہیں اور اپنے خاندان سے ان کی محبت و انسیت رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے۔

معاشرے اور خواتین کی بھلائی اس میں ہے کہ عورتیں اپنے حسن کی نمائش غیروں کے سامنے نہ کرتی پھریں۔ بناؤ سنگار اور آرائش کے بغیر گھر سے باہر نکلیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو غیر مردوں سے چھپائیں ' پردے کی پابندی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

"مومن عورتوں سے کہو' غیر مردوں کے سامنے اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنی خوبصورتی اور بناؤ سنگار کے مقامات کو غیروں پر آشکار نہ کریں۔ سوائے ان اعضاء کے جو فطری طور پر آشکارا ہیں (جیسے ہاتھ اور چہرہ) اپنے

دوپٹوں کو اپنے سینوں پر ڈالے رہیں (اس طرح سے کہ اچھی طرح ڈھک جائے) اور اپنی زینت اور جمال کو سوائے اپنے شوہر' اپنے باپ' دادا' شوہر کے باپ دادا' اپنے بیٹوں' اپنے شوہر کے بیٹوں' اپنے بھائیوں' اپنے بھانجوں اور بھتیجوں کے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں....." (۵۷)

جی ہاں اسلامی لباس اور پردے کی پابندی کرنا' مختلف لحاظ سے خود عورتوں ہی کے نفع میں ہے۔ مثلاً:۔

(۱) سماج میں اپنے وجود کی قدر و منزلت اور مقام کی بہتر طریقے سے حفاظت کر سکتی ہیں اور اپنے آپ کو غیروں کی بری نگاہوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔

(۲) خواتین اسلامی لباس و پردے کا لحاظ کر کے' اپنے شوہروں کی نسبت اپنی محبت و وفاداری کو بہتر طریقے سے پایہ ثبات تک پہنچا سکتی ہیں اور اس طریقے سے خاندان میں سکون و چین اور محبت کا ماحول پیدا کرنے میں مدد کر سکتی ہیں اور بدگمانیوں اور اختلافات پیدا ہونے کے امکانات کی روک تھام کر سکتی ہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہیں کہ بہتر طریقے سے شوہر کا دل جیت سکتی ہیں اور اپنے مقام و مرتبہ کی حفاظت کر سکتی ہیں۔

(۳) اسلامی حجاب کا لحاظ کر کے غیر مردوں کی ناجائز لذت اندوزیوں کی روک تھام کر سکتی ہیں اور اس وسیلہ سے خاندانوں کے اختلافات و بدگمانیوں کو کم کر سکتی ہیں اور خاندانوں کے باہمی تعلقات کو مستحکم و پائدار بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

(۴) اسلامی لباس و پردے کے ذریعہ آپ جوان نسل اور ان غیر شادی شدہ مردوں کی کہ جن کی شادی کا امکان نہیں ہے بہترین طریقے سے مدد کر سکتی ہیں اور جوانوں کی اعصابی کمزوریوں' فحاشیوں اور بدعنوانیوں کی کہ جن کے برے نتائج کا خود عورتوں کو ہی شکار ہونا پڑے گا' روک تھام کر سکتی ہیں۔

(۵) جی ہاں چونکہ اسلام عورت کی مخصوص صلاحیتوں سے آگاہ ہے اور اس کو سماج کا ایک اہم رکن شمار کرتا ہے لہٰذا معاشرے کی پاکیزگی یا بے راہ روی کی ذمہ داری بھی اس پر عائد کرتا ہے۔ اسی لئے اسلام عورت سے چاہتا ہے کہ وہ اپنی اس عظیم ذمہ

داری کو پورا کرنے کے لئے فداکاری سے کام لے اور اپنے اسلامی حجاب کا پاس کر کے سماجی بدعنوانیوں اور فحاشیوں کی روک تھام کرے اور اپنی ملت کی عظمت و سربلندی اور استحکام کے لئے کوشاں رہے اور اس بات پر یقین رکھے کہ اس عظیم فریضۂ الٰہی کی انجام دہی پر اس کو خداوند عالم کی جانب سے بہترین جزا اور انعام عطا کیا جائے گا۔

خاتونِ محترم! اگر آپ اپنے شوہر کا اعتماد حاصل کرنا چاہتی ہیں' آپ کو اپنے خاندان کا سکون و چین مقصود ہے' اگر آپ واقعی اپنے معاشرے کی خواتین کی بہبودی کی خواہاں ہیں' اگر جوان نسل کی نفسیاتی سلامتی' اور ان کی لغزشوں اور بے راہ روی کو روکنے کی فکر میں ہیں' اگر آپ چاہتی ہیں کہ عورتوں کو مردوں کو رجھانے اور ان کو فریب دینے جیسی بری عادتوں سے روکیں اور اگر آپ خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہیں اور ایک مومن و فداکار خاتون کی طرح زندگی گزارنا چاہتی ہیں تو اسلامی حجاب کی ہمیشہ پابندی کریں۔ اور اپنی زیب و زینت اور بناؤ سنگار کو غیروں پر ظاہر نہ کریں خواہ آپ اپنے گھر میں اپنے رشتہ داروں کے درمیان ہوں یا گھر سے باہر' یا مہمانوں کی محفل میں ہوں' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کے شوہر کے بھائی' شوہر کے بھانجے بھتیجے' آپ کی نندوں کے شوہر' آپ کے اپنے بہنوئی' آپ کے پھوپھا' خالو' آپ کے خالہ زاد ماموں زاد' پھوپھی زاد اور چچازاد بھائی' یہ سب آپ کے نامحرم ہیں اور ان سب سے پردہ کرنا واجب ہے خواہ آپ خود اپنے گھر میں ہوں یا کسی محفل میں مہمان ہوں۔ اگر آپ ان سب کے سامنے اپنے حجاب کا خیال نہ رکھیں گی تو آپ گناہ کی بھی مرتکب ہوں گی اور اپنے شوہر کے دل کو بھی رنجیدہ کریں گی۔ ممکن ہے آپ کا شوہر منہ سے کچھ نہ کہے لیکن یقین رکھئے یہ چیز اس کی رنجیدگی کا باعث بنے گی اور آپ کے خاندان کی سلامتی کو صدمہ پہنچنے کا سبب بن سکتی ہے۔

البتہ آپ کے اپنے باپ' آپ کے بھائی' بھانجے بھتیجے اور آپ کے شوہر کے باپ آپ کے محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ بہتر ہوگا کہ ان سے بھی ایک حد تک لحاظ کریں اور اس آرائش اور لباس کے ساتھ' جو

آپ مخصوص طور پر اپنے شوہر کے لئے پہنتی ہیں' ان کے سامنے نہ آئیں۔ اگرچہ شرعاً جائز ہے۔ لیکن بعض مردوں کو یہ بھی گوارہ نہیں۔ لہٰذا ان کے دلی سکون کی خاطر اور اپنے خاندان کی سلامتی و بقاء کے لئے بہتر یہی ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔

اپنے شوہر کی غلطیوں کو معاف کر دیجئے

معصوم کے علاوہ ہر انسان سے خطا اور لغزش سرزد ہوتی ہے۔ دو آدمی جو ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور چونکہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں لہٰذا ایک دوسرے کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرنا چاہئے تاکہ زندگی کی گاڑی بخوبی چلتی رہے۔ اور اس سلسلے میں اگر سخت گیری سے کام لیا گیا تو تعاون ناممکن ہو جائے گا۔ دو ساتھ رہنے والے انسان' دو ہمسائے' دو رفیق' دو ساتھی' اور میاں بیوی کو اجتماعی زندگی میں عفو و درگزر سے کام لینا چاہئے۔ اجتماعی زندگی میں اور سب سے پہلے خاندانی زندگی میں عفو و درگزر اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک خاندان کے افراد چاہیں کہ سخت گیری سے کام لیں اور ایک دوسرے کی خطاؤں پر کڑی نظر رکھیں تو ایسی حالت میں یا تو ان کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا یا ان کی زندگی بدترین طریقے سے گزرے گی۔

خواہر عزیز! ممکن ہے آپ کے شوہر سے کوئی غلطی یا غلطیاں ہو جائیں ممکن ہے غصہ کی حالت میں آپ کی توہین کرے' یا اس کے منہ سے نامناسب الفاظ نکل جائیں' یا اپنے آپے میں نہ رہے اور مارپیٹ کر دے' یا ایک بار آپ سے جھوٹ بول دے یا کوئی ایسا کام کرے جو آپ کو پسند نہ ہو اس قسم کی خطائیں ہر مرد سے سرزد ہو سکتی ہیں لیکن اگر آپ محسوس کریں کہ بعد میں وہ اپنے عمل پر نادم ہے تو اس کو معاف کر دیں اور اس موضوع کو نہ چھیڑیں۔ اگر وہ عذر خواہی کرے تو فوراً اس کو قبول کر لیں' اگر شرمندہ ہے لیکن معافی مانگنے کا روادار نہیں تو اس بات پر مصر نہ ہوں کہ اس کے جرم کو ثابت کریں کیوں کہ اس سے اس کی شخصیت کو ٹھیس پہنچے گی اور ممکن ہے وہ اس کا بدلہ لینے کے درپے ہو جائے۔ اور آپ کی غلطیوں کو پکڑے۔ اور انجام کار لڑائی

جھگڑے اور علیحدگی تک نوبت پہنچے۔ البتہ اگر آپ خاموشی اختیار کرلیں اور اس کی غلطیوں کو نظرانداز کردیں تو اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا اور وہ اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہو گا اور اس کی نظر میں آپ کی وقعت بڑھ جائے گی۔ اور آپ اس کے دل میں ایک عفو و درگزر کرنے والی' عاقل اور جانثار بیوی کی حیثیت سے جگہ پالیں گی۔ اسے اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کو اپنے شوہر اور خاندان سے انس و محبت ہے۔ لہٰذا وہ آپ کی قدر پہچانے گا اور اس کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

رسولِ خدا' فرماتے ہیں۔ "بری عورت اپنے شوہر کے عذر قبول نہیں کرتی اور اس کی خطاؤں کو معاف نہیں کرتی۔" (۵۸)

کیا یہ بات افسوسناک نہیں کہ عورت اس قدر کینہ پرور ہو کہ اپنے شوہر کی ایک معمولی سی غلطی کو برداشت نہ کرسکے اور اس کے سبب شادی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالے!

شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ سے رہئے

زندگی کی مشکلات میں سے ایک مشکل' شوہر کے رشتہ داروں سے بیوی کا اختلاف ہے۔

اکثر عورتیں اپنے شوہر کی ماں بہن اور بھائیوں سے مل جل کر نہیں رہتیں اور ہمیشہ ان میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ ایک طرف بیوی کوشش کرتی ہے کہ اپنے شوہر پر اس طرح سے قابض ہو جائے کہ وہ دوسروں حتی کہ اپنی ماں بہن اور بھائی پر توجہ نہ کر سکے۔ اور ان کے تعلقات کو ختم کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ برا بھلا کہتی ہے۔ شوہر سے جھوٹی شکایتیں کرتی ہے۔ لڑائی جھگڑا کرتی ہے۔ دوسری طرف شوہر کی ماں خود کو اپنے بیٹے اور بہو کا مالک و مختار سمجھتی ہے اور ہر طرح سے اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ اپنے بیٹے کو اپنے قابو میں رکھے اور نووارد بہو اس کے حقوق پر قبضہ نہ جمالے۔ اسی غرض سے بہو کے کاموں میں عیب نکالتی ہے' اسے برا بھلا کہتی ہے جھوٹ و فریب سے کام لیتی ہے۔ اور اس طرح ہر روز آپس میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ خاص طور پر اگر

ایک گھر میں ساتھ رہتے ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں نادان اور ضدی ہوں تو بات بہت زیادہ بگڑ جانے کا امکان ہے۔ یہاں تک کہ مار پیٹ اور خودکشی تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ ساس بہو دن رات جھگڑنے اور زور آزمائی میں مشغول رہتی ہیں لیکن پریشانی اور غم و غصہ مرد کے حصہ میں آتا ہے۔

اصل مشکل تو یہی ہے کہ دونوں طرف ایسے افراد ہیں کہ جن سے مرد آسانی کے ساتھ دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف اس کی بیوی ہے جو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر سینکڑوں امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ اس کے گھر آئی ہے تاکہ اس کی اور اس کے گھر کی مالک بن جائے۔ ضمیر کہتا ہے' اس کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کروں اور اس کی حمایت کروں۔ اس کے علاوہ وہ اس کی زندگی کی دائمی شریک اور اس کی بیوی ہے اس کی حمایت نہ کرنا مناسب نہیں۔ دوسری طرف سوچتا ہے کہ میرے ماں باپ نے سالہا سال میری خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ مجھے پالا پوسا اور بڑا کیا مجھے پڑھایا لکھایا' روزگار سے لگایا' میری شادی کی۔ وہ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ ضعیفی میں ان کا سہارا بنوں۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ ان سے قطع تعلق کر لوں اور انہیں ناراض کر دوں۔ اس کے علاوہ زندگی میں ہزاروں نشیب و فراز آتے ہیں۔ پریشانی' دوستی' دشمنی' حادثے' موت غرض کہ طرح طرح کی مشکلیں درپیش ہوتی ہیں ایسے حساس موقعوں پر حامی و مددگار کی ضرورت ہوتی ہے اور مصیبت کے وقت جو میرے کام آئیں گے اور میری اور خاندان کی مدد و حمایت کریں گے وہ صرف میرے ماں باپ ہی ہوں گے اس وسیع دنیا میں بے یار و مددگار بن کر نہیں رہا جا سکتا۔ اپنے رشتہ دار بہترین پناہ گاہ ہوتے ہیں ان سے لاتعلق نہیں رہا جا سکتا۔

اس موقع پر ایک عاقل انسان اپنے آپ کو بڑی مشکل میں گرفتار پاتا ہے۔ اپنی بیوی کی بات سنے اور ماں باپ کو چھوڑ دے یا ماں باپ کی مرضی کے مطابق کام کرے اور بیوی کو رنجیدہ کر دے۔ اور ان میں سے دونوں باتیں اس کے لئے امکان پذیر نہیں ہوتیں اس لئے مجبور ہے کہ حتی الامکان دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرے۔ یہ کام

بہت دشوار ہے لیکن اگر بیوی سمجھدار اور موقع شناس ہو اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لے تو یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی موقع پر مرد اپنی بیوی سے جو کہ اس سے سب سے قریب اور اس کی سب سے بڑی غمگسار ہوتی ہے توقع کرتا ہے کہ اس مشکل کو حل کرنے میں اس کی مدد کرے۔ بہو اگر ساس کے سامنے خاکساری دکھائے اس کا احترام کرے۔ اس سے محبت کا اظہار کرے کاموں میں اس سے صلاح و مشورہ لے اس کی مدد کرے اور اس کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کرے تو وہی ساس اس کی سب سے بڑی حامی و مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

انسان اپنی خوش اخلاقی اور اظہار محبت کے ذریعے ایک گروہ کو اپنا دوست اور ہمدرد بنا لیتا ہے۔ کیا افسوس کا مقام نہیں کہ اپنے غرور و خودغرضی اور ہٹ دھرمی کے سبب ان سب محبت کرنے والوں سے ناطہ توڑ لے؟ کیا آپ کو اس بات کی فکر نہیں کہ زمانے کے نشیب و فراز' سختیوں اور پریشانیوں میں انسان کو دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے وقت میں صرف اپنے عزیز و اقارب ہی کام آتے ہیں؟

کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ خوش اخلاقی اور میل محبت سے اپنوں کے ساتھ مل جل کر رہئے تاکہ انس و محبت کی لذتوں کا لطف اٹھائیے اور یوں ایک گروہ آپ کا حقیقی معنوں میں حامی و پشت پناہ ہو۔ کیا یہ مناسب ہے کہ غیروں کے ساتھ تو دوستی نبھائیے اور اپنوں سے قطع تعلق کر لیجئے۔ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ مصیبت کے وقت اکثر دوست انسان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں لیکن وہی عزیز رشتہ دار جن سے آپ نے قطع تعلق کر لیا تھا آپ کی مدد کے لئے دوڑتے ہیں کیوں کہ یہ خونی رشتے ہوتے ہیں اور انہیں آسانی سے توڑا نہیں جا سکتا۔

مثل مشہور ہے کہ اگر اپنے عزیز رشتہ دار انسان کا گوشت کھا جائیں تو اس کی ہڈیاں دور نہیں پھینکیں گے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ "انسان اپنے عزیز و اقارب سے کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتا خواہ مال و دولت اور اولاد رکھتا ہو۔ ان کے التفات و احترام کی ضرورت ہوتی ہے

وہی لوگ ہر طرح سے (ہاتھ اور زبان سے) اس کی مدد کرتے ہیں۔ اپنے عزیز و رشتہ دار بہتر طریقے سے دفاع کر سکتے ہیں۔ مصیبت کے وقت سب سے پہلے وہی اس کی مدد کو دوڑتے ہیں۔ جو شخص اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے گویا وہ ایک ہاتھ ان سے کھینچ لیتا ہے لیکن دراصل بہت سے ہاتھوں سے محروم ہو جاتا ہے۔" (۵۹)

خواہر عزیز! اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے' اپنے سکون و آرام کے لئے' اپنے بچے خیر خواہ اور حامی و مددگار پیدا کرنے کے لئے اور اپنے شوہر کی محبت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے اور اپنے شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ کے ساتھ رہئے۔ بیجا ضد' تکبر و جہالت سے دامن بچائیے۔ عاقل و دانا بنئے۔ اپنے شوہر کی فکروں میں اضافہ نہ کیجئے۔ ایثار و قربانی سے کام لیجئے۔ تاکہ خدا اور اس کے بندوں کی نظروں میں آپ محبوب و محترم بنی رہیں۔

اپنے شوہر کے شغل اور پیشہ پر اعتراض نہ کیجئے

ہر انسان کو کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور اپنے پیشے کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ ایک ڈرائیور اپنی عمر کا بڑا حصہ راستوں میں گزارتا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح ہر رات اپنے گھر نہیں آ سکتا۔ ایک چوکیدار بعض راتوں میں یا ہر رات چوکیداری کرتا ہے۔ ایک ڈاکٹر کو کم موقع ملتا ہے کہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ فراغت و اطمینان کے ساتھ بیٹھے یا تفریح کرے۔ ایک استاد یا دانشور جو مطالعہ کا عادی ہے مجبور ہے کہ راتوں کو مطالعہ کرے۔ بعض پیشے ایسے ہوتے ہیں جن میں زیادہ تر سفر میں رہنا ہوتا ہے۔ تیل بیچنے والے کے پاس سے تیل کی بو آتی ہے۔ میکینک کا لباس چکنا رہتا ہے اور اس میں سے تیل کی بو آتی ہے۔ کوئلہ فروش ہمیشہ سیاہ رہتا ہے۔ راتوں کو ڈیوٹی دینے والا مزدور مجبور ہے کہ راتوں کو کارخانے میں جائے۔

ایسے بہت کم پیشے ہیں جن میں مکمل طور پر سکون و اطمینان میسر ہو۔ زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ روزی کا حصول کوئی آسان کام نہیں۔ مرد کے لئے ان مشکلات کو جھیلنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ البتہ ایک

اور مشکل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہے اس سلسلے میں خاندان والوں کا عدم تعاون۔

عورتیں عموماً ایسا شوہر پسند کرتی ہیں جو ہمیشہ وطن میں رہے۔ اول شب گھر آجائے فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ ہوں تاکہ سیرو تفریح میں وقت گزارا جاسکے۔ اس کا پیشہ باعزت' صاف ستھرا اور زیادہ آمدنی والا ہو۔ لیکن افسوس کہ بہت سے مردوں کے پیشے ان کی بیویوں کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتے۔

خاندانی زندگی کی مشکلات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ ایک ڈرائیور جو مسلسل کئی کئی دن اور راتیں بیابانوں میں زحمت اٹھاتا پھرتا ہے' سینکڑوں پریشانیوں کا مقابلہ کرتا ہے نہ ٹھیک سے سو سکتا ہے نہ قاعدے سے کھانا کھا پاتا ہے اور جب چند شب و روز گزارنے کے بعد تھکا ہارا گھر آتا ہے تاکہ چند گھنٹے آرام کرے اور اپنے گھر کے حالات سے باخبر ہو تو ابھی گھر میں داخل بھی نہیں ہو پاتا کہ بیوی کے نالہ و فریاد اور شکایتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے بھلا یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ مجھ بدنصیب کو ان بچوں کے ساتھ چھوڑ کر خود نہ معلوم کہاں چلے جاتے ہو۔ سارے کام مجھے تنہا کرنے پڑتے ہیں۔ ان شیطان بچوں سے تو میں تنگ آگئی ہوں۔ ڈرائیونگ ذرا بھی اچھا کام نہیں ہے۔ اپنا شغل تبدیل کر لو۔ میں ساری عمر اس طرح زندگی بسر نہیں کر سکتی۔

بے چارہ مرد جو ان اعتراضات' شکایتوں اور ہنگاموں کے بعد تھکا ہارا' پریشان حال ٹرک بس یا ٹیکسی چلاتا ہے اس کے مسافروں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔

ایک ڈاکٹر جسے صبح سے آدھی رات تک طرح طرح کے مریضوں سے نمٹنا پڑتا ہے اور اس کے اعصاب اور دماغ مسلسل کام کے سبب کافی تھک جاتے ہیں۔ اگر گھر میں بھی اسے سکون نہ ملے اور بیوی اپنی شکایتوں کے دفتر کھول کر بیٹھ جائے تو اس کا کیا حال ہو گا۔ وہ تھکے اعصاب اور پریشان دماغ کے ساتھ اپنا کام کس طرح بخوبی انجام دے سکتا ہے وہ مزدور جو ساری رات سویا نہیں ہے اور کام کرتا رہا ہے جب صبح آرام کرنے کی خاطر گھر آتا ہے اگر یہاں بھی اسے سکون نہ ملے اور بیوی کی شکایتوں اور اعتراضات سے دوچار ہونا پڑے تو وہ دوبارہ اپنے کام کو انجام دینے کے لئے کس طرح جا سکتا ہے؟

دانشور جس کا کام تحقیق و مطالعہ کرنا ہے اگر اس کی بیوی اس سے تعاون نہ کرے اور اس کے کاموں پر اعتراضات کرے تو وہ اپنے مشن میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ ایسے ہی موقعوں پر عقلمند اور نادان عورت کا فرق محسوس ہوتا ہے۔

خواہر گرامی! ہم دنیا کے تمام کاموں کو اپنی مرضی و خواہش کے مطابق چلانے پر قادر نہیں ہیں۔ لیکن ہم خود کو حالات کے مطابق ڈھالنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ روزی کے حصول کے لئے آپ کا شوہر مجبور ہے کہ کوئی پیشہ اختیار کرے۔ ہر پیشہ اور کام کے کچھ اصول و لوازم ہوتے ہیں۔ آپ چاہیں تو اپنی زندگی کے کاموں کو اس کے پیشے کے مطابق اس طرح سے ترتیب دے سکتی ہیں کہ وہ بھی سکون و آزادی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دے سکے اور آپ بھی اطمینان کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ صرف اپنے آرام و آسائش کی فکر نہ کیجئے اپنے شوہر کے آرام کی بھی تھوڑی سی فکر کیجئے۔ دانشمندی اور ایثار سے کام لیجئے۔ ایک سلیقہ مند اور ہوشیار بیوی کی طرح اپنے فرائض انجام دیجئے۔ اگر آپ کے شوہر ڈرائیور ہیں اور کئی راتوں کے بعد تھکے ماندے گھر آتے ہیں تو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کا استقبال کیجئے۔ ان سے محبت کا اظہار کیجئے تاکہ ان کی تھکن دور ہو جائے۔ بدمزگی پیدا کرنے والی باتوں سے گریز کیجئے۔ ان کے پیشہ پر اعتراض نہ کیجئے۔ ڈرائیونگ کے پیشے میں آخر کیا برائی ہے؟

وہ بے چارہ تو آپ کے آرام و آسائش کی خاطر اپنے شب و روز جنگل و بیابانوں میں ڈرائیونگ کرتا پھرتا ہے۔ اس کی قدردانی کرنے کے بجائے آپ اس کے پیشے کی برائی کرتی ہیں۔ آپ کا یہ طرز سلوک اسے زندگی اور گھر کی جانب سے لاپرواہ بنا دیتا ہے۔ اس کے پیشے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ وہ سماج کی خدمت کرتا ہے۔ روزی کمانے کے لئے زحمت اٹھاتا ہے۔ اگر کاہلی کرتا یا ناجائز پیشہ اختیار کر لیتا تو کیا وہ اچھا ہوتا؟ اس کے کام میں کوئی برائی نہیں ہے۔ عیب تو خود آپ میں ہے کہ اس سے توقع رکھتی ہیں کہ وہ ہر شب گھر آجائے اور خود کو اپنے موجودہ حالات کے مطابق تیار نہیں کرتیں۔

کیا یہ خود آپ کے حق میں بہتر نہ ہو گا کہ اس قسم کی زندگی کے لئے آپ اپنے

آپ کو تیار کر لیں اور اس کی عادت ڈال لیں اور نہایت خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں اور جب آپ کے شوہر گھر آئیں تو ان کا گرمجوشی سے استقبال کریں اور محبت بھرے لہجے میں ان کے کام کی اور ان ی زحمتوں کی تعریف کریں اور ان کی ہمت افزائی کریں اور مسکراہٹ کے ساتھ گھر کے دروازے تک ان کو رخصت کرنے آئیں۔ آپ کا یہ طرز عمل ان کے دل کو سارے دن مسرور و شاد رکھے گا۔ اور وہ خوش خوش گھر واپس آئیں گے۔ محبت و لگن سے اپنے فرائض انجام دیں گے۔ گھر سے ان کی دلچسپی برقرار رہے گی اور اپنا وقت باہر سیر سپاٹے میں نہیں گزاریں گے۔ ان کے اعصاب صحیح و سالم رہیں گے۔ آپ کے آرام و آسائش کا انہیں اور زیادہ خیال رہے گا۔ اور زیادہ محنت کر سکیں گے۔

اگر آپ کے شوہر کا کام اس قسم کا ہے کہ انہیں راتوں کو ڈیوٹی دینی ہوتی ہے اور وہ آپ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اپنی رات کی نیند و آرام تج دیتے ہیں تو اس قسم کی زندگی کا خود کو عادی بنا لیجئے اور ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیجئے۔ اگر تنہائی سے آپ کا دل گھبراتا ہے تو ایسا کر سکتی ہیں کہ گھر کے کچھ کاموں کو رات کے وقت انجام دیں۔ رات کے کچھ حصے میں سلائی کیجئے۔ کاڑھئے' بنئے' مطالعہ کیجئے۔ جب آپ کے شوہر کارخانے سے گھر آئیں تو فوراً ان کو چائے ناشتہ دیجئے۔ ان کے آرام کرنے کے لئے کمرہ تیار رکھئے تاکہ اپنی تھکن دور کر لیں۔ بچوں کو عادت ڈالئے کہ شور و غل نہ مچائیں اور آپ کے شوہر کی خوابگاہ کے نزدیک نہ جائیں۔ ان کو سمجھایئے کہ تمہارے والد رات بھر سوئے نہیں ہیں اب انہیں آرام کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ بھی کر سکتی ہیں کہ بچے اور آپ رات میں کم سوئیں اور دن میں اپنے شوہر کے ساتھ کچھ دیر آرام کر لیں۔ ان کے آرام میں خلل نہ ڈالئے۔ اس بات کو مد نظر رکھئے کہ آپ کے شوہر ساری رات بیدار رہے ہیں اور دن ان کے لئے بمنزلہ شب کے ہے۔ اس لئے بغیر شور و غل کے انہیں آرام کا موقع ملنا چاہئے۔

ایسے حالات میں خواتین کو اپنے پروگرام کو دو طرح سے مرتب کرنا چاہئے۔ ایک

اپنے لئے اور ایک اپنے شوہر کے لئے۔ تاکہ ماحول کی کشیدگی کے سبب اس کی خستہ روح اور زیادہ خستہ و مضمحل نہ ہو جائے۔ اس کے اعصاب کو صحیح و سالم رہنے دیجئے تاکہ ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے پوری طرح سرگرم عمل رہے۔ اس کے شغل میں عیب نہ نکالئے۔ اس کے پیشے میں کیا برائی ہے۔ اگر بیکار ہوتا یا سستی و کاہلی سے کام لیتا یا آوارہ گردی کرتا پھرتا تو کیا وہ بہتر ہوتا؟ آپ کو تو فخر کرنا چاہئے کہ آپ کا شوہر ایسا محنتی ہے جو روزی کے حصول کے لئے اپنی راتوں کی نیندیں حرام کرتا ہے۔ اس کی ہمت و حوصلہ افزائی کیجئے۔ نہایت محبت اور متبسم ہونٹوں کے ساتھ اس کو دروازے تک رخصت کیجئے۔

اگر آپ کا شوہر ڈاکٹر یا مطالعہ کا عادی اور دانشور ہے اور معاشرے کے لئے شب و روز محنت کرتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کیجئے اور ایسے قابل شوہر پر فخر کیجئے۔

اس کا پیشہ اس قسم کا ہے کہ فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اس کے پیشے اور کام کے مطابق اپنا پروگرام ترتیب دے سکتی ہیں۔ اس سے اس بات کی توقع نہ کیجئے کہ آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے وہ اپنے پیشے اور کام سے دستبردار ہو جائے۔ اس کو آزادی کے ساتھ اطمینان و سکون کے ماحول میں اپنے کاموں اور مطالعہ میں مشغول رہنے دیجئے۔ جس وقت وہ کام میں مشغول ہو اس وقت آپ گھر کے کاموں کو انجام دے سکتی ہیں۔ باقی وقت کتاب پڑھنے میں گزاریئے یا اس کی اجازت سے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے گھر ملنے چلی جائیں لیکن یہ کوشش کیجئے کہ جب آپ کے شوہر کے آرام کا وقت ہو اس وقت آپ گھر پر موجود ہوں۔ پہلے سے اس کے استقبال کے لئے تیار رہئے۔ اور جب وہ گھر میں داخل ہو تو نہایت گرمجوشی اور شیریں لہجے میں گفتگو کر کے اس کی تھکن کو دور کیجئے۔ اس کے کاموں پر اعتراض کر کے اس کے تھکے ہوئے اعصاب کو مزید مضمحل نہ کیجئے۔ اگر آپ صحیح طریقے سے ایک بیوی کے فرائض انجام دیں گی تو یہ چیز نہ صرف آپ کے شوہر کی عظمت و ترقی کا سبب بنے گی بلکہ اس کی سماجی خدمات میں آپ بھی برابر کی حصہ دار

ہوں گی۔

ایسے فعال مردوں کی شریک حیات بننے کی صلاحیت ہر عورت میں نہیں ہوتی' ایثار و فداکاری اور اچھے طرز سلوک سے اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیجئے۔ اگر آپ کے شوہر کا کام اس قسم کا ہے جس میں ان کا لباس گندہ ہو جاتا ہے تو اعتراض اور لعن طعن نہ کیجئے یہ نہ کہئے کہ یہ گندہ پیشہ جو منتخب کیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ کیوں کہ یقیناً یہ کام انہوں نے کسی وجہ سے اور سوچ سمجھ کر منتخب کیا ہے۔

خاتون محترم! کسی بھی قسم کے کام میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہاں بے کار بیٹھے رہنا یا سستی سے کام لینا یا ناجائز کاموں کو انجام دینا عیب ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ایسے مرد کی قدر کریں جو روزی کمانے کے لئے اتنی محنت کرتا ہے اور اپنا پسینہ بہاتا ہے۔ برا بھلا کہہ کر اس کی حوصلہ شکنی نہ کیجئے اور پیشہ تبدیل کرنے کے لئے اس سے اصرار نہ کیجئے۔ یقیناً اس نے اپنے لئے مناسب سمجھ کر ہی اس کا انتخاب کیا ہے۔

آپ کو کسب معاش اور ملازمتوں کا حال نہیں معلوم۔ آپ سمجھتی ہیں شغل بدل لینا بہت آسان ہے۔ اصولی طور پر اس کے پیشے میں آخر کیا برائی ہے جو آپ اس کو تبدیل کرانے پر مصر ہیں۔ آخر تیل بیچنا' کوئلہ بیچنا' مشینوں کے پرزوں کی مرمت کرنا جیسے کاموں میں کیا برائی ہے؟ فقط ایک عیب جو آپ نکال سکتی ہیں وہ لباس کا گندہ ہونا ہے۔ اس مشکل کو بھی آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کے شوہر کے پاس کام کا مخصوص لباس نہیں ہے تو مناسب الفاظ میں اس سے کہئے کہ کام کے لئے علیحدہ لباس استعمال کرے۔ اس کے کپڑوں کو جلدی جلدی دھو کر صاف کر دیا کیجئے۔ بہر حال یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے جس کے سبب علیحدگی اور طلاق تک نوبت آ جائے۔ بعض عورتوں کی بہانہ بازیاں اور اعتراضات واقعی مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔

ایک عورت نے عدالت میں کہا کہ "میرے شوہر نے اپنا پیشہ بدل لیا ہے۔ اس کے پاس سے تیل کی بو آتی ہے اور میں اس صورت حال سے تنگ آ چکی ہوں۔" (۶۰)

اگر پردیس میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوں.....

کبھی کبھی انسان پردیس میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ سرکاری ملازم ہو' فوج' پولیس یا میونسپلٹی میں ملازم ہو' معلم ہو' تاجر ہو' یا مزدور ہو' غرض کہ ملازمت کے سلسلے میں انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ ہمیشہ یا عارضی طور پر پردیس میں زندگی گزارے۔ مرد وطن سے دوری برداشت کر لیتا ہے لیکن یہ مسئلہ بعض خواتین کی برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ' عزیز و اقارب کے نزدیک رہنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے جہاں اپنا بچپن گزارا ہے وہاں کے در و دیوار اور گلی کوچوں سے انہیں ایک خاص لگاؤ ہوتا ہے اس لئے اس سے دوری انہیں گوارا نہیں ہوتی۔ اپنے شوہروں سے بحث کرتی ہیں اور جھگڑا کرتی ہیں کہ آخر کب تک پردیس میں زندگی گزرے گی۔ کب تک اپنے ماں باپ کے فراق میں مبتلا رہوں نہ یہاں دوست آشنا ہیں یہ تم مجھے کہاں لے آئے۔ میں اب یہاں نہیں رہ سکتی۔ تمہارا جو دل چاہے کرو۔

اس قسم کی عورتیں اس طرح کی باتیں کر کے بلاوجہ ہی اپنے شوہروں کو اذیت میں مبتلا کرتی ہیں۔ یہ اس قدر کوتاہ نظر ہوتی ہیں کہ اپنی جائے تولد ہی کو بہترین مقام تصور کر لیتی ہیں کہ جہاں زندگی بسر کی جا سکتی ہے اور صرف وہیں پر خوشی میسر ہو سکتی ہے۔

انسان نے اس وسیع و عریض کرہ ارض پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کائنات کے دوسرے کروں تک پہنچ گیا ہے لیکن تنگ نظر خواتین اپنی جائے تولد سے صرف چند میل کے فاصلے پر رہنے کے لئے تیار نہیں' اپنے دوستوں کو چھوڑ کر پردیس میں رہنے پر تیار نہیں ہوتیں۔ گویا اس قسم کی عورتوں کو اپنی شخصیت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ پردیس میں اپنے لئے دوست پیدا کر سکیں۔

خاتونِ عزیز! بلند ہمتی' ایثار اور عقلمندی سے کام لیجئے۔ صرف اپنی فکر نہ کیجئے۔ آپ کے شوہر کی ملازمت اس قسم کی ہے کہ وطن سے باہر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اگر وہ سرکاری ملازم ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ جس شہر میں ان کی پوسٹنگ ہوئی ہے وہاں نہ جائیں۔ یا اگر ان کا پیشہ تجارت ہے یا مزدوری ہے اور پردیس میں زیادہ بہتر

طریقے سے کما سکتے ہیں تو ان کی ترقی کی راہ میں کیوں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے شوہر وطن سے باہر زندگی گزارنے پر کسی سبب سے مجبور ہیں تو بلاوجہ بہانے اور اعتراضات کر کے کیوں ان کی ناراضگی اور پریشانی کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔ جب آپ دیکھیں کہ ملازمت کے سلسلے میں انہیں کسی دوسرے شہر، دیہات یا غیر ملک میں منتقل ہونا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کیجئے۔ خوشی خوشی گھر کے سازو سامان کی پیکنگ میں لگ جایئے اور پورے سکون و اطمینان کے ساتھ نئی جگہ کے لئے روانہ ہو جایئے۔ اپنے آپ کو اسی جگہ کا سمجھئے اور سرگرمی اور تن دہی کے ساتھ اپنی زندگی کا آغاز کیجئے۔ اپنے ماحول اور حالات سے سمجھوتہ کرنا سیکھئے۔ خوش اخلاقی اور خوش بیانی کے ذریعہ لوگوں کو اپنا دوست بنایئے۔ چونکہ آپ یہاں نئی ہیں اس لئے اس علاقے کے لوگوں کی عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف نہیں لہٰذا نئے دوستوں کے انتخاب میں احتیاط سے کام لیجئے اور اس سلسلے میں اپنے شوہر سے بھی مشورہ لیجئے۔ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کیجئے۔ بلکہ نئے ماحول اور وہاں کے لوگوں سے آشنا ہونے اور مانوس ہونے کی کوشش کیجئے۔ ہر جگہ کی کچھ خاص خصوصیات ہوتی ہیں آپ وہاں کے فطری مناظر یا قابل دید مقامات کی سیر کر کے اپنی تنہائی دور کر سکتی ہیں۔ مہر و محبت کا اظہار کر کے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنایئے۔ اپنے شوہر کی دلجوئی کیجئے۔ ان کے مشاغل اور کاموں میں ان کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ جب آپ نئے ماحول سے آشنا ہو جائیں گی تو آپ خود محسوس کریں گی کہ یہاں بھی کچھ برا نہیں بلکہ شائد وطن سے یہاں زیادہ بہتر ہے نئے لوگوں میں ایسے افراد تلاش کیجئے جو پرانے دوستوں بلکہ ماں باپ اور عزیز و اقارب سے زیادہ مہربان اور ہمدرد ہوں۔ اگر قصبہ یا دیہات میں آپ کا قیام ہے، جہاں شہری زندگی کی سہولتیں اور آسائش کا سامان میسر نہیں ہے تو خود کو ان چیزوں کی قید سے آزاد کر لیجئے وہاں کی فطری اور صاف ستھری زندگی سے انسیت پیدا کیجئے اور اس قسم کی زندگی کی خوبیوں پر توجہ کیجئے۔ یہاں اگرچہ بجلی پنکھا، کولر، فریج وغیرہ نہیں ہے لیکن صاف اور تازہ آب و ہوا اور بلاملاوٹ کی اصلی

غذائیں ہیں جو شہروں میں کم ہی میسر ہوتی ہیں۔ پکی سڑکیں اور ٹیکسی نہیں ہے لیکن گاڑیوں اور کارخانوں کے دھوئیں اور شور و غل سے آپ محفوظ ہیں۔

تھوڑی دیر کے لئے آپ اپنے آس پاس کے لوگوں کی زندگیوں پر نظر ڈالئے دیکھئے کس طرح معمولی کچے مکانوں میں نہایت خوشی اور اطمینان و سکون کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور شہری زندگی کے لوازمات اور خوبصورت محلوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کی ضروریات اور محرومیوں کو دیکھئے اور اگر آپ کوئی خدمت انجام دے سکتی ہیں تو اس سے ہرگز دریغ نہ کیجئے۔ اپنے شوہر سے بھی سفارش کیجئے کہ ان کی آسائش اور فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں۔

اگر آپ دانشمندی سے کام لے کر اپنے فرائض پورے کریں تو نہایت سکون و آرام کے ساتھ پردیس میں زندگی گزار سکتی ہیں اور اپنے شوہر کی ترقی میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں اور ایسی صورت میں آپ نہایت شریف اور باوقار خاتون اور ایک وفادار بیوی کی حیثیت سے پہچانی جائیں گی۔ اور آپ کے شوہر اور دوسروں کی نظروں میں آپ کی عزت و محبت بڑھ جائے گی اور آپ کو خدا کی خوشنودی بھی حاصل ہو گی۔

اگر آپ کے شوہر گھر میں کام کرتے ہیں

جب مرد گھر سے باہر کام پر جاتا ہے تو اس کی بیوی اس کی غیر موجودگی میں آزاد رہتی ہے لیکن اگر گھر میں کام کرتا ہے تو اسکی بیوی پابند ہو جاتی ہے۔ شاعر، مصنف، مصور اور دانشور عموماً اپنے گھروں میں ہی کام کرتے ہیں اور ہمیشہ یا اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے کاموں میں مصروف رہ کر گزارتے ہیں اور چونکہ ان کا کام اس قسم کا ہوتا ہے جس میں پر سکون ماحول کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ایک گھنٹہ پورے انہماک اور توجہ سے کام کرنا کئی گھنٹے شور و ہنگامے کے ماحول میں کام کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر ایک بڑی مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک طرف مرد کو انتہائی پر سکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے دوسری طرف بیوی چاہتی ہے کہ گھر میں آزادانہ طور پر رہے۔ اگر عورت چاہے تو گھر کے کاموں کو اس طرح انجام دے سکتی ہے کہ اپنے شوہر کے دماغی

کاموں میں مزاحم نہ ہو' یہ اس کا بڑا ایثار اور قابلِ قدر کارنامہ ہو گا کیوں کہ ایک پر سکون ماحول فراہم کرنا آسان کام نہیں ہے خصوصاً ایسے گھر میں جہاں بچے موجود ہوں۔ اس کے لئے نہایت ایثار و تدبر کی ضرورت ہے اگرچہ کام مشکل ضرور ہے لیکن مرد کے مشغلے کے اعتبار سے نہایت ضروری ہے۔

اگر بیوی تعاون کرے تو اس کا شوہر سماج کا ایک نہایت مفید اور باعزت فرد بن سکتا ہے جو خود اس کے لئے بھی افتخار کا باعث ہو گا۔ خواتین کو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اگرچہ ان کے شوہر ہمیشہ یا اکثر اوقات گھر میں رہتے ہیں لیکن بیکار نہیں ہیں۔ انہیں اس بات کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ گھر کی گھنٹی بجے گی تو وہ دروازہ کھولنے جائیں' بچوں کو سنبھالیں' گھر کے کاموں میں ان کی مدد کریں یا شیطان بچوں سے نمٹیں گے بلکہ جس وقت مرد کام میں مشغول ہو تو یہ فرض کر لینا چاہئے گویا وہ گھر میں موجود ہی نہیں ہیں۔

خاتونِ محترم! جب آپ کے شوہر اپنے مطالعہ کے کمرے (یا جس کمرے میں وہ اپنا کام انجام دیتے ہیں) جائیں تو ان کی ضرورت کی تمام اشیاء مثلاً کتاب' کاغذ' قلم' کاپی' پنسل' سگریٹ' ماچس' ایش ٹرے وغیرہ کی فراہمی میں ان کی مدد کیجئے۔ تاکہ ان چیزوں کی تلاش انہیں اپنے کام سے معطل نہ کر دے۔ اگر انگیٹھی' ہیٹر یا پنکھے کی ضرورت ہو تو اسے فراہم کر دیجئے۔ جب ان کی ضرورت کا سب سامان مہیا ہو جائے تو کمرے سے آجایئے اور انہیں تنہا چھوڑ دیجئے۔ ان کے کمرے کے نزدیک آہستہ سے چلئے۔ زور زور سے بات نہ کیجئے۔ دھیان رکھئے کہ بچے شور نہ مچائیں۔ انہیں سمجھائیے کہ یہ تمہارے کھیلنے کا وقت نہیں ہے کیونکہ تمہارے والد اس وقت کام میں مشغول ہیں اور تمہارے شور وغل سے ان کے کام میں خلل پڑے گا۔ جب وہ کام میں مشغول ہوں تو امورِ زندگی کے متعلق ان سے بات چیت نہ کیجئے کیونکہ ان کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور ان کے افکار پراگندہ ہو جائیں گے۔ بے صدا جوتے پہنئے۔ دروازے یا ٹیلی فون کی گھنٹی بجے تو فوراً جواب دیجئے تاکہ ڈسٹرب نہ ہو جائیں۔ اگر کسی کو ان سے کام ہو تو کہہ دیجئے

کہ ابھی تو کام میں مشغول ہیں ممکن ہو تو فلاں وقت ٹیلی فون کر لیجئے گا۔ مہمانوں کی آمد و رفت کے پروگرام بھی ایسے وقت رکھئے جب ان کے کام کا وقت نہ ہو۔ آپ کے عزیز و اقارب یا دوست جو ملنے کے لئے آنا چاہیں ان سے بھی معذرت کر لیجئے کہ چونکہ ہماری باتوں کے شور سے ہمارے شوہر کے کاموں میں خلل پڑے گا لہٰذا براہ کرم فلاں وقت تشریف لائیں۔ اگر وہ بھی آپ کے حقیقی دوست ہوں گے تو آپ کی بات کا برا نہیں مانیں گے بلکہ آپ کے اس عمل سے کہ آپ کو اپنے شوہر کا کس قدر خیال ہے، خوش ہوں گے اور آپ کی تعریف کریں گے۔ جب امور خانہ داری میں مشغول ہوں اس وقت بھی اپنے شوہر کی ضروریات کا خیال رکھئے اگر کوئی چیز مانگیں تو فوراً پیش کر دیجئے اور ان کے کمرے سے فوراً باہر آجایئے۔ شاید کچھ خواتین اس قسم کی زندگی کو ناممکن سمجھیں اور سوچیں کہ کیا ایک عورت کے لئے یہ ممکن ہے کہ گھر کے دشوار اور صبر آزما کام بھی انجام دے اور ساتھ ہی شوہر کا بھی دھیان رکھے اور گھر میں ایسا پر سکون ماحول پیدا کرے کہ شوہر کے کاموں میں ذرا سا بھی خلل نہ پڑے لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس قسم کی زندگی دشوار ضرور معلوم ہوتی ہے لیکن اگر آپ ان کے کاموں کی اہمیت اور قدر و قیمت سے واقف ہو جائیں اور ایثار و کوشش سے کام لینے کا ارادہ کر لیں تو اپنی دانشمندی اور تدبر سے اس مشکل کو حل کر سکتی ہے۔

ایک عورت کی لیاقت و شائستگی ایسے ہی موقعوں پر ظاہر ہوتی ہے ورنہ ایک عام زندگی تو ہر شخص گزار لیتا ہے۔

خواہرِ عزیز! ایک علمی کتاب یا ایک تحقیقی مقالہ لکھنا یا شعر کہنا یا ایک گراں قدر پینٹنگ تیار کرنا یا سائنس کے کسی مسئلہ کو حل کرنا آسان کام نہیں ہے البتہ آپ کے تعاون اور ایثار کے ذریعہ یہ مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

کیا اس سلسلے میں آپ ایثار و قربانی کرنے کو تیار نہیں ہیں؟ اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں معمولی سی تبدیلی کر کے اپنے شوہر کو جس میں ہر قسم کی لیاقت موجود ہے، سماج میں ایک ایسے قابل قدر اور دانشور مرد کی حیثیت نہیں دلا سکتیں کہ قوم ان کی

خدمات سے استفادہ کرے۔ آپ بھی تو اس کے نتیجہ میں ہونے والے مادی منافع اور سماج میں ان کے اعلیٰ مقام سے بہرہ مند ہوں گی۔

اپنے شوہر کی ترقی میں مدد کیجئے

انسان اپنی صلاحیت اور قابلیت کے مطابق ترقی کرتا ہے۔ کمال سے محبت انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ انسان تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہر شخص ' ہر مقام پر اور ہر حالت اور ہر سن و سال میں ترقی کی منزلیں طے کر کے کامل ترین بن سکتا ہے اور یہی اس کی خلقت کا مقصد ہے۔ اس کو موجودہ حالت پر قناعت نہیں کرلینی چاہئے۔ جب تک زندہ ہے اس کو کمال کی منزلیں طے کرتے رہنا چاہئے۔ ہر انسان ترقی کرنے کا خواہاں ہوتا ہے لیکن سب لوگ اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس راہ میں بلند ہمتی اور زبردست محنت و کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ راہ کو ہموار کر کے رکاوٹوں کو دور کرنا چاہئے۔ اس کے بعد کوشش کر کے اپنے مقصد تک پہنچنا چاہئے۔ مرد کی شخصیت بہت حد تک اس کی بیوی کی خواہش سے وابستہ ہوتی ہے۔ عورت چاہے تو اپنے شوہر کی مدد کر کے اس کو ترقی کی اعلیٰ منزل تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے اور اسی طرح وہ چاہے تو اس کی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بھی بن سکتی ہے۔

خواہر گرامی! اپنے موجودہ امکانات اور حالات کے دائرے میں رہ کر اپنے شوہر کی شخصیت کو بلند کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ اگر وہ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں یا کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں بلکہ انکی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ زندگی کے پروگراموں کو اس طرح ترتیب دیجئے کہ ان کے کاموں میں خلل نہ پڑے اور ان کے آرام و آسائش کے اسباب مہیا کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ فکروں سے آزاد ہو کر ترقی کے مراحل طے کرتے رہیں۔ اگر پڑھے لکھے نہ ہوں تو ان سے درخواست اور اصرار کیجئے کہ رات کی کلاسوں میں شرکت کریں یا کہیں اور تعلیم حاصل کریں۔ اگر تعلیم یافتہ ہیں تو ان کو ترغیب دلایئے کہ اپنے مضمون میں مہارت حاصل کریں اور اس موضوع سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کر کے اس فن میں اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ اگر ڈاکٹر ہیں تو ان سے اصرار کیجئے کہ ہر روز اپنے اوقات کا کچھ حصہ

میڈیکل سے متعلق رسالوں اور کتابوں کے مطالعہ کے لئے مخصوص کردیں۔ اگر معلم، جج، پروفیسر یا انجینئر ہیں تو ان سے کہئے کہ فراغت کے اوقات کو اپنے فن سے متعلق کتابوں اور علمی اخلاقی اور تاریخی کتب کے مطالعہ میں صرف کریں۔ مختصراً عرض کروں کہ آپ کے شوہر جو بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں حتی کہ مزدور یا دوکاندار ہوں تب بھی آپ ان کو ترقی کے لئے آمادہ کر سکتی ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ وہ راہ جو قدرت نے ان کے لئے بنائی ہے اس سے منحرف ہو جائیں اور ترقی و ارتقاء کی منازل طے کرنے سے دستبردار ہو جائیں۔ علمی اور سائنسی تحقیقات اور کتابوں کے مطالعہ کی عادت ڈلوائیں خیال رکھئے کہ آپ کے شوہر کی شخصیت کہیں ایک نقطہ پر آکر نہ ٹھہر جائے اگر انہیں کتاب فراہم کرنے کی فرصت نہیں ہے تو آپ ان کے مشورے اور دوستوں کی مدد سے یہ کام انجام دے سکتی ہیں۔ علمی و سائنسی، اخلاقی، تاریخی، مذہبی، ادبی، اقتصادی اور حفظان صحت سے متعلق سودمند کتابیں جو ان کے ذوق و صلاحیت کے مطابق ہوں انہیں آپ مہیا کر سکتی ہیں اور ان کتابوں کو پڑھنے کے لئے اپنے شوہر کو ترغیب دلایئے۔ آپ خود بھی مفید رسالے اور کتابیں پڑھئے اگر مطالعہ کے دوران کوئی چیز آپ کو ایسی نظر آئے جو آپ کے شوہر کے لئے بھی مفید ہو تو اس کو نوٹ کر کے انہیں دے دیجئے اس کام کے بے شمار فوائد ہیں۔

☆ اول یہ کہ اگر ایک مدت تک آپ اس اصول پر کاربند رہیں تو آپ کے شوہر ایک قابل اور دانشمند انسان بن جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں خود کو سربلند محسوس کریں گے اور آپ کو بھی ان کی شخصیت پر فخر ہوگا اس کے علاوہ وہ اپنے فن میں مہارت حاصل کرلیں گے اور اس سے خود ان کی ذات کو بھی فائدہ پہنچے گا اور سماج کو بھی وہ بے شمار فائدے پہنچا سکیں گے۔

☆ دوسرے یہ کہ جب انسان اپنی خلقت کے مقصد کو لبیک کہتے ہوئے تحقیق و مطالعہ میں مشغول رہے گا تو اعصابی کمزوریوں اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار کم ہوگا۔

☆ تیسرے یہ کہ اسے ترقی کرنے اور کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہوگا تو اپنا وقت ادھر ادھر ضائع نہیں کرے گا۔ عیش و عشرت کے مراکز کا رخ نہیں کرے گا۔ تباہ کرنے والوں اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنے والوں کے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوگا۔

دھیان رکھئے آپ کے شوہر غلط راہ اختیار نہ کرلیں

مرد کو کسب معاش اور دفتری کاموں کے سلسلے میں آزادی عمل کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں اور رجحان کے مطابق سعی و کوشش کر سکے۔ اگر کوئی اس پر پابندی لگائے یا اس کی آمد و رفت کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور اس کی شخصیت کو دھچکا لگتا ہے۔ سمجھدار اور دانا بیوی شوہر کے روزمرہ کے کاموں میں دخل اندازی نہیں کرتی۔ اور اس کے تمام کاموں کی کڑی نگرانی نہیں کرتی۔ کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ مرد کی آزادی کو سلب کر لینے اور اس کے کاموں میں دخل دینے سے اچھا نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا بلکہ ممکن ہے اس کے برعکس نتیجہ نکلے۔

عقلمند اور تجربہ کار مردوں کی کڑی نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ وہ خود برے کاموں کے نتائج کو سمجھتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کوئی قدم نہیں اٹھاتے نہ دھوکا کھاتے ہیں۔ وہ مصلحتوں کو سمجھتے ہیں دوست و دشمن میں فرق محسوس کرسکتے ہیں لیکن سبھی مرد ایسے نہیں ہوتے۔ بعض مرد سادہ لوح ہوتے ہیں اور جلدی یقین کر لیتے ہیں ایسے لوگ دوسروں کے دھوکہ میں جلدی آجاتے ہیں اور دوست نما دشمنوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ بعض ایسے مکار اور دغاباز افراد ہوتے ہیں جو اس قسم کے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی فکر میں رہتے ہیں اور خیر خواہ بن کر اپنے دام فریب میں گرفتار کر لیتے ہیں دراصل انسان کی سرکش فطرت 'بری صحبت' اور فاسد ماحول گمراہ کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور غافل انسان جب ہوش میں آتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ فتنہ و فساد کے جال میں پھنس گیا ہے اس وقت پانی سر سے اونچا ہو چکا ہوتا ہے اور دام فریب سے فرار اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے چاروں طرف نظر ڈالیں تو دیکھیں گی کہ اس قسم کے سینکڑوں بے چارے سادہ لوح انسان بغیر کسی ارادے کے فتنہ و فساد کے جال اور بدبختی میں گرفتار ہو گئے ہیں اور شاید ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو گا جو جان بوجھ کر ان بلاؤں میں گرفتار ہوا ہو بلکہ ناسمجھی 'ناتجربہ کاری اور انجام کار کو سوچے بغیر ان برائیوں کا شکار ہوتے ہیں۔

یہی وہ مقام ہے جب اس قسم کے مردوں کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے اگر ایک خیر خواہ

اور ہوشیار انسان ان کی کاموں پر نظر رکھے اور ان کی نگرانی کرے تو واقعی یہ چیز ان کے مفاد میں ہوگی۔

اس عظیم ذمہ داری کو بہتر طریقے سے صرف بیوی ہی ادا کر سکتی ہے ایک دانا اور مدبر قسم کی خاتون چاہے تو اپنے عاقلانہ اور خیر خواہانہ طرز سلوک کے ذریعہ اپنے شوہر کی نسبت اس عظیم خدمت کو بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ البتہ اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ اپنے شوہر کے کاموں میں براہ راست مداخلت کرنا یا ان کو ٹوکتے رہنا اور منع کرتے رہنا مناسب نہیں ہے۔ کیوں کہ شاید ہی کوئی ایسا مرد ہو جو کسی دوسرے حتیٰ کہ اپنی بیوی کے زیر کنٹرول رہنا پسند کرے بلکہ شدید نگرانی کے سبب اس کا اثر الٹا ہونے کا امکان ہے۔ البتہ ہوشیاری اور عقل مندی سے کام لینا چاہئے اور بیوی کو دور سے اپنے شوہر کی نگرانی کرنی چاہئے کہ وہ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے' کن لوگوں کے یہاں اس کا آنا جانا ہے۔

اگر دیکھیں کہ شوہر معمول کے خلاف دیر سے گھر آتا ہے تو ایک مرتبہ یا دو تین مرتبہ اس کا کوئی نوٹس نہ لیں کیوں کہ اکثر ایسے کام درپیش ہو جاتے ہیں جنہیں انجام دینا لازمی ہے لیکن اگر بار بار ایسا ہو اور حد سے تجاوز کر جائے تو اس کی تحقیق و جستجو کرنی چاہئے لیکن تحقیق کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ صبر و ضبط اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ غصہ' سختی اور اعتراض کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ نرمی اور محبت سے پوچھنا چاہئے کہ آپ دیر سے گھر کیوں آتے ہیں۔ کہاں گئے تھے وغیرہ۔

مختلف موقعوں پر ہوشیاری اور صبر و ضبط کے ساتھ اس بات کی چھان بین کیجئے تاکہ حقیقت آشکارا ہو جائے۔ اگر وہ اوور ٹائم کرتا ہے یا کسب معاش کے سلسلے میں یا دفتری امور میں مشغولیت کے سبب دیر سے آتا ہے یا دینی' اخلاقی یا علمی و ادبی قسم کے جلسوں میں شرکت کرتا ہے تب آپ مزاحم نہ ہوں بلکہ اسے چھوڑ دیجئے کہ آزادی کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول رہے۔

اگر آپ محسوس کریں کہ نئے لوگوں سے راہ و رسم بڑھا رہا ہے تو اس کے متعلق معلومات حاصل کیجئے۔ اگر دیکھئے کہ خوش اخلاق اور نیک و صالح لوگوں سے تعلقات قائم کرتا ہے تو آپ

رکاوٹ نہ ڈالئے بلکہ خدا کا شکر ادا کیجئے کہ آپ کے شوہر نے اچھے لوگوں سے تعلقات بڑھائے ہیں۔ اس توفیقِ الٰہی کی قدر کیجئے۔ اور اس کے دوستوں کی خاطر مدارت کیجئے۔ کیوں کہ انسان کو رفیق و دوست کی ضرورت ہوتی ہے اچھا دوست ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ عورت کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے انجام دینا ایک بہت ضروری اور حیات بخش امر سمجھا جاتا ہے اگر ذرا بھی بے احتیاطی سے کام لیا گیا تو ممکن ہے زندگی کا شیرازہ بکھر جائے ایسے ہی موقعوں پر خواتین کے حسن تدبر اور ہوشیاری و دانائی کا مظاہرہ ہوتا ہے بردبار اور عاقبت اندیش بننا چاہئے۔ چیخ پکار' نالہ و فریاد اور لڑائی جھگڑے کے ذریعہ یہ مسائل حل نہیں ہو سکتے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلتا ہے۔ ایسے موقع پر عورت پر دو فرائض عائد ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ اندرونی زندگی میں اپنے اخلاق و عادات اور اپنے گھر کے عام حالات کا مکمل اور تحقیقی طور پر جائزہ لیجئے اور غور کیجئے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کی سبب آپ کے شوہر گھر سے جو کہ آرام و آسائش اور امن و سکون اور محبت کا مرکز ہوتا ہے' بیزار ہو گئے ہیں اور تباہی و بربادی کے اڈوں کا رخ کرتے ہیں۔ ایک عادل جج کی مانند آپ اس مسئلہ کے اسباب و علل کی کھوج کریں۔ اس کے بعد اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے بیوی کی بداخلاقی' لڑائی جھگڑے' اعتراضات اس قضیہ کا سبب ہوں۔ یا گھر کی حالت ابتر رہتی ہو۔ یا بیوی گھر میں اپنی آرائش و زیبائش اور لباس پر توجہ نہ دیتی ہو۔ شاید اپنے شوہر سے اظہار محبت نہ کرتی ہو۔ یا اس کی پسند کی اور لذیذ غذائیں تیار نہ کرتی ہو یا اس کی قدردانی اور سپاس گزاری نہ کرتی ہو۔

اس قسم کی بہت سی خامیاں ہیں جو مرد کو گھر اور زندگی سے لاپرواہ بنا دیتی ہیں اور وہ اپنی ذہنی الجھنوں کو بھلانے کے لئے آوارہ گردی' شراب نوشی اور جوا بازی شروع کر دیتا ہے۔

ایسی صورت میں خود مرد سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے اور اس کی ذہنی الجھنوں کے اسباب معلوم کئے جا سکتے ہیں اگر عورت اپنی خامیوں کو دور کر لے' گھر کو اپنے شوہر کی

مرضی کے مطابق سنوارے سجائے' تو اس کی کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ایسی صورت میں مرد کو رفتہ رفتہ زندگی اور گھر سے رغبت پیدا ہو جائے گی اور اپنی بیوی کی خوش اخلاقیوں اور مہربانیوں کا اس پر اثر ہو گا اور تباہی و بربادی کے مراکز سے کنارہ کش ہو جائے گا۔

بیوی کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو شوہر سے اظہار محبت کرے۔ نرمی و ملائمت کے ساتھ اس کو نصیحت کرے۔ مہربانی اور خوش گفتاری کے ساتھ اس کے طرز معاشرت کے نتائج سے آگاہ کرے۔ التماس و التجا کرے۔ اس سے کہے کہ میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتی ہوں' آپ جیسے شوہر کے وجود پر فخر کرتی ہوں۔ آپ کے وجود کو ہر چیز پر ترجیح دیتی ہوں۔ ہر طرح آپ کے ساتھ تعاون اور ایثار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط مجھے ایک بات کا بہت صدمہ ہے کہ ایسی خوبیوں کا مالک انسان خراب لوگوں کی محفل میں کیوں شریک ہوتا ہے۔ یا فلاں شخص سے کیوں راہ و رسم بڑھاتا ہے یا فلاں برے کام کی عادت کیوں ڈال لی ہے۔ اس قسم کے اعمال آپ جیسے انسان کے لئے مناسب نہیں۔ مہربانی کر کے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیجئے۔ اس طرح سے التماس و اصرار کیجئے کہ مرد کا دل ان چیزوں کی طرف سے ہٹ جائے۔

ممکن ہے مرد کا اخلاق و کردار اچھا نہ ہو اور اس پر ان باتوں کا جلدی اثر نہ ہو۔ لیکن کسی حال میں عورت کو مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اور زیادہ بردباری اور استقامت سے کام لینا چاہئے اور اٹل ارادے کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول میں لگا رہنا چاہئے۔

عورت میں خدا نے ایک عجیب و غریب قدرت اور اثر انگیزی کی طاقت رکھی ہے۔ جس بات کا ارادہ کر لیتی ہے اس میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ وہ جس طرف چاہے اپنے شوہر کا رخ موڑ سکتی ہے۔ اگر ارادہ کر لے کہ اپنے شوہر کو گمراہی سے نجات دلائے گی تو اس میں کم سے کم اسی فیصد کامیابی کا امکان ہے لیکن اس کے لئے عاقل' مدبر اور دانشمند ہونا شرط ہے۔

بہر حال جہاں تک ممکن ہو سختی' غصہ اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ البتہ اگر نرمی اور ملائمت سے کام لینے کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو اور جب کوئی راہ حل نہ ہو تو جس صورت میں بھی کامیابی کی امید ہو اس سے کام لینا چاہئے حتیٰ کہ لڑائی جھگڑے سے بھی کام لیا جاسکتا ہے لیکن پھر بھی مہربانی اور ہمدردی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ غصہ اور سختی میں ہمدردی شامل ہو نہ کہ انتقام اور کینہ پروری کا جذبہ۔

جی ہاں مرد کی نگرانی اور دیکھ بھال ایک قسم کی شوہرداری ہے اور شوہرداری بیوی کا فرض ہے۔ چونکہ یہ کام بہت اہم اور دشوار ہے اس لئے حضرت رسولِ خدا نے اس کو جہاد قرار دیا ہے۔ آپ' فرماتے ہیں:۔

"عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔" (۱۱)

شکی عورتیں

بیوی اگر اپنے شوہر کی معمولی سی نگرانی کرتی رہے تو بری بات نہیں ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ بدگمانی اور شک اپنی انتہا پر پہنچ جائے۔ بدگمانی ایک لاعلاج اور خانماں سوز مرض ہے۔ افسوس بعض عورتیں بلکہ کہنا چاہئے بڑی تعداد میں عورتیں اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ایک شکی عورت سوچتی ہے کہ اس کا شوہر جائز یا ناجائز طور پر اس سے خیانت کر رہا ہے۔ فلاں بیوہ عورت سے ملتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے' اپنی سکریٹری سے اس کے تعلقات ہیں۔ فلاں لڑکی سے عشق کرتا ہے۔ چونکہ گھر دیر سے آتا ہے یقیناً عیاشی کرنے جاتا ہے۔ چونکہ فلاں عورت سے بات کر رہا تھا اس پر اس کی نظر ہے۔ فلاں عورت نے سلام کیا تھا یقیناً آپس میں تعلقات ہیں چونکہ فلاں بیوہ اور اس کے بچوں پر احسان کرتا ہے ضرور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے' چونکہ اس کی کار میں بال پن ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی محبوبہ کو سیر کرانے لے گیا تھا۔ فلاں عورت نے اس کو خط لکھا ہے شاید وہ اس کی بیوی ہے۔ فلاں لڑکی اس کی تعریف کر رہی تھی کہ خوش اخلاق اور اسمارٹ آدمی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں' چونکہ اپنے خط پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا یقیناً عاشقانہ خطوط

ہوتے ہوں گے چونکہ مجھ سے کم بات چیت کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی محبوبہ ہے۔ مجھ سے جھوٹ بولا تھا دھوکہ باز ہے' چونکہ قسمت کا حال بتانے والے رسالے میں میرے شوہر کے ستارے کے متعلق لکھا تھا کہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے کا وقت اچھا گزرے گا لہٰذا دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ میری دوست نے بتایا تھا کہ تمہارا شوہر فلاں گھر گیا تھا یقیناً وہاں کوئی عورت ہو گی' چونکہ فال دیکھنے والے نے بتایا تھا کہ ایک سنہری بالوں' سیاہ آنکھوں اور لمبے قد کی عورت تمہارے ساتھ دشمنی کر رہی ہے۔ یقیناً وہ میری سوت ہو گی۔

شکی عورتیں اس قسم کی بیکار باتوں پر یقین کر کے اپنے شوہروں کے تئیں بدگمانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کا یہ شک یقین میں بدل جاتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اس قدر سوچتی ہیں کہ ہر بات میں انہیں شک ہونے لگتا ہے شب و روز اسی موضوع پر بات کرتی ہیں جہاں بیٹھتی ہیں اپنے شوہر کی خیانت اور بے وفائی کا تذکرہ لے بیٹھتی ہیں ہر دوست و دشمن کے سامنے کہہ ڈالتی ہیں۔ وہ لوگ بھی سوچے سمجھے بغیر ہمدردی کے طور پر ان کی باتوں کی تائید کرتے ہیں اور مردوں کی خیانت و بے وفائی کے سینکڑوں قصے بیان کرتے ہیں۔

اعتراضات اور بدمزگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ گھر کے کام اور بچوں کی نگہداشت صحیح طریقے سے نہیں ہو پاتی۔ ہر روز لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی ناراض ہو کر میکے چلی جاتی ہے۔ شوہر کی طرف سے بے اعتنائی برتتی ہے۔ سایہ کی طرح شوہر کا پیچھا کرتی ہے۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لیتی ہے۔ اس کے خطوط پڑھتی ہے۔ اس کی تمام حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی ہے۔ اور ہر بے ربط حادثہ کو اپنے شوہر کی خیانت سے تعبیر کرتی ہے اور اس کا شک یقین میں بدل جاتا ہے۔

اس قسم کی باتوں سے اپنی اور بے چارے شوہر و بچوں کی زندگی اجیرن کر دیتی ہیں گھر کو جسے کہ مہر و محبت اور آرام و سکون کا گہوارہ ہونا چاہیئے' قید خانہ بلکہ جہنم بنا دیتی ہیں۔ اور جو آگ لگائی ہے اس میں خود بھی جلتی ہیں اور بے گناہ بچوں اور شوہر کو بھی

جلاتی ہیں۔ مرد جو بھی ثبوت پیش کرے، قسمیں کھائے، خوشامد کرے اور جتنی بھی صفائی پیش کرے لیکن ایسی شکی اور حاسد عورتیں مجال ہے جو ٹس سے مس ہو جائیں۔

قارئین محترم! اس قسم کے سینکڑوں افراد ہمارے سماج میں موجود ہیں جن سے آپ بھی واقف ہوں گے۔ یہاں پر چند واقعات کا ذکر بیجا نہ ہو گا۔

"خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں ایک خاتون کہتی ہے۔ تعجب نہ کیجئے کہ بارہ سال ساتھ زندگی گزارنے اور چھوٹے بڑے تین بچوں کے ہوتے ہوئے میں نے اپنے شوہر سے کیوں علیحدگی اختیار کر لی۔ کیوں کہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا شوہر میرے ساتھ بے وفائی کر رہا ہے۔ چند روز قبل سڑک پر میں نے ایک بنی سنوری عورت کے ساتھ اس کو جاتے دیکھا تھا یقیناً وہ اس کی معشوقہ ہو گی جو جون کے مہینے میں پیدا ہوئی ہو گی۔ میں ہر ہفتہ قسمت کا حال بتانے والا رسالہ پڑھتی ہوں۔ زیادہ تر میرے شوہر کی قسمت کے حال میں لکھا ہوتا ہے کہ آپ کا وقت جون کے مہینے میں پیدا ہونے والے کے ساتھ اچھا گزرے گا۔ میں فروری میں پیدا ہوئی ہوں، لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی دوسری عورت ہے جس کے ساتھ اس کا وقت اچھا گزرے گا۔ اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا ہے کہ میرے شوہر کو اب مجھ سے پہلی سی محبت نہیں رہی۔ یہ کہہ کر وہ خاتون اپنے آنسو پونچھنے لگی۔"

اس کے شوہر نے کہا "آپ ہی بتائیے میں کیا کروں۔ کاش یہ رسالے اس قسم کے وہمی قارئین کی فکر کریں اور اس طرح کی فضول باتوں سے پرہیز کریں۔ یقین کیجئے ان باتوں کے سبب میری اور میرے بچوں کی زندگی تلخ ہو گئی ہے۔ اگر کسی ہفتہ میری قسمت کے حال میں لکھ ہوتا ہے کہ اس ہفتہ پیسہ ملے گا تو میرے سر ہو جاتی ہے کہ اس پیسہ کا کیا کیا۔ یا اگر لکھا ہوتا ہے کہ آپ کا خط آئے گا تو بس کچھ نہ پوچھئے۔ اب میں سوچتا ہوں یہ عورت کبھی نہیں بدلے گی لہٰذا یہی بہتر ہے کہ ہم علیحدہ ہو جائیں۔" (۹۲)

ایک مرد عدالت میں بیان دیتا ہے: "ایک ماہ قبل ایک دعوت سے گھر واپس آ رہا

تھا۔ اپنے ایک ساتھی کو بھی میں نے اپنے ساتھ کار میں بیٹھا لیا جو اپنی بیوی کے ہمراہ اس دعوت میں شریک تھا۔ دوسرے دن صبح میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ راستہ میں اس کی ماں کے گھر چھوڑتا ہوا جاؤں۔ چنانچہ ہم دونوں کار میں سوار ہوئے راستے میں میری بیوی نے پیچھے کی سیٹ پر نظر کی اور سر کا ایک کلپ اٹھا کر مجھے دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کلپ کس عورت کا ہے؟ ڈر کے مارے مجھے اس وقت کچھ یاد ہی نہیں رہا کہ میری گاڑی میں کون بیٹھا تھا اور میں وضاحت نہ کر سکا۔ شام کو جب میں اس کو لینے گیا تو اس نے کہلوادیا کہ میں گھر واپس نہیں جاؤں گی۔ جب میں نے سبب پوچھا تو دروازے کے پیچھے سے کہا کہ بہتر ہے اس عورت کے ساتھ رہو جس کے سر کا کلپ تمہاری کار میں تھا۔" (۶۳)

"ایک نوجوان خاتون شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ میرا شوہر اکثر راتوں کو یہ کہہ کر کہ اس کے دفتر میں کام زیادہ ہے دیر سے گھر آتا۔ یہی چیز میری پریشانی کا سبب ہے۔ خصوصاً جب سے چند پڑوسی عورتوں نے کہا ہے کہ تمہارا شوہر جھوٹ بولتا ہے' راتوں کو آفس میں اوور ٹائم کرنے کے بجائے دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور وہاں وقت گزارتا ہے' مجھے اس وقت سے زیادہ بدگمانی پیدا ہو گئی ہے میں ایسے مرد کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی جو مجھ سے جھوٹ بولتا ہو۔

اس وقت اس خاتون کے شوہر نے اپنی جیب سے کچھ خطوط نکال کر جج کی میز پر رکھ دیئے اور اس سے درخواست کی کہ ان خطوط کو زور سے پڑھے تاکہ اس کی بیوی بھی سن لے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے اور بلا سبب ہی بے جا اعتراضات اور جھگڑا کر کے ہر شب مجھے پریشان کرتی ہے۔ جج نے ان خطوں کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک خط میں اوور ٹائم کے متعلق تھا جس کے مطابق اس کو ۴ سے ۸ بجے رات تک چار گھنٹے اوور ٹائم کام کرنا تھا۔ آفس کے دوسرے خطوں سے بھی ثابت ہوتا تھا کہ مقررہ اوقات میں مختلف فنکشنوں اور جلسوں میں شریک تھا۔ وہ نوجوان خاتون جج کے پاس آئی اور ان خطوں کو دیکھنے کے بعد بولی کہ ہر شب جب میرا شوہر سو جاتا تھا تو میں اس کی جیبوں کی

تلاشی لیتی تھی لیکن اس میں سے کوئی خط مجھے نہیں ملا۔
جج نے کہا ممکن ہے ان خطوں کو اپنی میز کی دراز میں رکھتا ہو اور گھر نہ لاتا ہو۔
مرد نے کہا کہ اپنی بیوی کی بدگمانیوں سے میں اس قدر پریشان ہو گیا تھا کہ میں بھی شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا اور اکثر راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔ اس وقت وہ جوان خاتون اپنے شوہر کے پاس پہنچی اور نہایت بے تابی سے روتے ہوئے معافی مانگی اور دونوں عدالت سے باہر چلے گئے۔" (۶۴)

"دانتوں کا ایک ڈاکٹر عدالت میں شکایت کرتا ہے کہ میری بیوی بہت حاسد ہے۔ میں دانتوں کا ڈاکٹر ہوں میرے پاس علاج کے لئے عورتیں بھی آتی ہیں اور یہی چیز میری بیوی کے حسد اور جلن کا سبب بنتی ہے اور ہر روز اسی موضوع پر ہمارے درمیان جنگ ہوتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مجھے عورتوں کا علاج نہیں کرنا چاہئے۔ میں اس کے بے جا حسد کے سبب اپنے پرانے مریضوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں اپنی بیوی سے محبت کرتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے لیکن اس کی اس بے جا بدگمانی نے زندگی اجیرن کردی ہے۔ چند روز قبل اچانک میرے مطب میں آئی اور میرا ہاتھ پکڑ کے زبردستی گھسیٹ کر باہر لے گئی۔ گھر پہنچ کر ہم میں خوب جھگڑا ہوا۔ اس قصہ کا اصل سبب یہ تھا کہ وہ میرے مطب میں آئی اور مریضوں والے کمرے میں ایک لڑکی کے پاس بیٹھ گئی۔ میرے طریقہ کار کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ اس لڑکی نے جو میری بیوی کو پہچانتی نہیں تھی کہا کہ یہ ڈاکٹر بہت اچھا اور بڑا اسمارٹ ہے۔ ایک لڑکی کا یہ کہنا اس بات کا سبب ہوا کہ وہ مجھ کو ذلت و خواری کے ساتھ کھینچ کر گھر لے آئی۔" (۶۵)

"ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میری ایک دوست نے بتایا ہے کہ تمہارا شوہر فلاں عورت کے گھر آتا جاتا رہتا ہے میں نے اس کا پیچھا کیا اور دیکھا کہ یہ سچ ہے۔ میں اس قدر پریشان ہوئی کہ اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ اب آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ میرے خطاکار شوہر کو سزا دیجئے۔ شوہر نے اپنی بیوی کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے کہا' ایک دن میں دواخانے گیا تھا وہاں میں نے دیکھا کہ ایک عورت دودھ کا ڈبہ

خریدنے آئی ہے اس کے پاس پیسے کم تھے اس لئے میں نے اس کی مدد کر دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عورت بیوہ اور غریب ہے۔ لہٰذا میں اس کی مدد کرتا رہتا ہوں۔ ججوں نے شوہر کی حسنِ نیت کے متعلق تحقیق کرنے کے بعد ان کے درمیان صلح کرا دی۔" (۲۲)

اس قسم کے واقعات اکثر خاندانوں میں پیش آتے رہتے ہیں وہ بدقسمت خاندان جو غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی زندگیاں تلخ ہو جاتی ہیں۔ وہ بے چارے معصوم بچے جو اس قسم کے لڑائی جھگڑے اور تناؤ سے بھرے ماحول میں زندگی گزارتے ہیں اس برے ماحول کا ان کی روح اور ذہن پر نہایت خراب اثر پڑنا ایک مسلمہ امر ہے۔ اس قسم کا ماحول ان میں اس قدر الجھنیں پیدا کر دیتا ہے کہ مستقبل میں ان کا کیا انجام ہوگا معلوم نہیں۔ اگر میاں بیوی ان حالات پر صبر کر کے زندگی کی گاڑی کو اسی طرح کھینچتے رہتے ہیں تو آخر عمر تک عذاب میں گرفتار رہتے ہیں۔ اور اگر ایک دوسرے کی نسبت سختی اور ضد سے کام لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ جدائی اور طلاق ہوتا ہے اس صورت میں عورت اور مرد دونوں کو ہی بدبختی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک طرف مرد کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے معلوم نہیں آسانی سے دوسری شادی میسر ہوگی یا نہیں۔ فرض کیجئے کسی عورت کا انتخاب کیا تو ضروری نہیں کہ پہلی سے بہتر ہوگی ممکن ہے اس میں کچھ دوسرے عیب ہوں۔ شاید بدگمانی کے عیب سے بھی بدتر ہوں۔ سب سے بڑھ کر بچوں کی خرابی ہے وہ دربدر ہو جاتے ہیں۔ سب سے بڑی مشکل جو پیش آتی ہے وہ سوتیلی ماں کا بچوں کے ساتھ سلوک ہے۔ مرد اگر یہ خیال کرتا ہے کہ اس شکی عورت کو طلاق دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کر لے گا اور بے عیب عورت سے شادی کر کے سکون و آرام کی زندگی شروع کرے گا تو اس کو جان لینا چاہئے کہ یہ محض اس کا خیال خام ہے اور ایسے حالات پیدا ہو جانا بہت بعید ہے۔

عورت کے لئے بھی طلاق لے لینا سکون و خوش بختی کا باعث نہ ہوگا۔ شاید وہ سوچے کہ اس طریقے سے اپنے شوہر سے انتقام لے لے گی۔ جی نہیں اس طرح وہ خود اپنے لئے نئی نئی پریشانیاں اور مصیبتیں کھڑی کر لے گی۔ یوں آسانی سے دوسرا شوہر

حاصل نہیں ہو جائے گا۔ شاید ساری عمر بیواؤں جیسی زندگی گزارنی پڑے اور انس و محبت کی نعمت سے محروم رہ جائے۔ بالفرض اگر کوئی خواستگار پیدا بھی ہو جائے تو معلوم نہیں کہ پہلے شوہر سے بہتر ہو گا۔ ممکن ہے ایسے مرد سے شادی کرنی پڑے جس کی بیوی مر گئی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو۔ ایسے حالات میں مجبور ہو گی کہ خود اپنے بچوں کے فراق میں تڑپے اور دوسرے کے بچوں کو پالے۔ اس کے علاوہ گوناگوں دوسری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا نہ تو آپس میں لڑائی جھگڑے ہی میاں بیوی کو اس مخمصے سے نکال سکتے ہیں اور نہ ہی طلاق و علیحدگی البتہ ایک تیسری راہ بھی موجود ہے اور یہی راہ سب سے بہتر اور مناسب ہے۔

وہ تیسری راہ یہ ہے کہ میاں بیوی سختی اور ضد سے کام نہ لے کر عقل و تدبر کا راستہ اختیار کریں۔ اس سلسلے میں مرد کی ذمہ داری زیادہ ہے بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس مشکل کی کنجی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اگر ذرا تحمل و بردباری اور دانشمندی سے کام لے تو خود بھی مصیبت و پریشانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اپنی بیمار بیوی کو بھی اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے۔

اب یہاں میرا روئے سخن مرد ہیں۔

مردوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اول تو اس نکتہ کو مدنظر رکھئے کہ آپ کی بیوی اپنے شکی پن کے باوجود آپ کو چاہتی ہے زندگی اور بچوں کو عزیز رکھتی ہے جدائی کے خیال سے اسے وحشت ہوتی ہے۔ آپ کی زندگی کے افسوس ناک حالات کے سبب دلی طور پر رنجیدہ ہے اگر آپ کو عزیز نہ رکھتی ہوتی تو حسد نہ کرتی وہ نہیں چاہتی کہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں مگر کیا کرے کہ بیمار ہے۔ فقط ہارٹ اٹیک' اپنڈیکس' کینسر اور پیٹ کے امراض ہی بیماریاں نہیں ہیں بلکہ اعصابی بیماریوں کا شمار بھی مہلک بیماریوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی بیوی اگرچہ نفسیاتی امراض کے اسپتال میں زیر علاج نہیں ہے لیکن درحقیقت وہ ایک نفسیاتی مریض ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی ماہر نفسیات سے رجوع کر کے تصدیق کر لیجئے۔ ایک ایسی خاتون پر رحم اور ہمدردی کی نگاہ ڈالنی چاہئے۔ نہ

کہ اس سے انتقام لینا چاہیے۔ اس کے حال زار اور پریشان افکار پر رحم کھائیے۔ بیمار سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا جاتا۔ اس کی گستاخیوں اور ناروا باتوں پر اپنے شدید رد عمل کا اظہار نہ کیجئے۔ لڑائی جھگڑا اور شور و غل نہ کیجئے۔ مارپیٹ اور گالم گلوچ سے کام نہ لیجئے۔ خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت سے رجوع نہ کیجئے۔ بات چیت بند نہ کر دیجئے۔ طلاق اور علیحدگی کی بات نہ کیجئے۔ اس طرح کے کسی بھی طرز عمل سے اس کی بیماری کا علاج نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں اور شدت پیدا ہو جائے گی۔ آپ کی بد مزاجی اور برا سلوک اس کے شک کو سچ ثابت کرنے کی دلیل ہو گا۔

صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے محبت کا اظہار کیجئے۔ ممکن ہے اس کے شکی پن اور وہم سے آپ تنگ آ گئے ہوں اور اس صورت حال سے آپ پوری طرح اکتا چکے ہوں لیکن اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ آپ کو اس طرح محبت کا اظہار کرنا چاہئے کہ اسے یقین آ جائے کہ آپ کا دل مکمل طور پر اس کی محبت سے سرشار ہے اور کسی کے اس میں جگہ پانے کی گنجائش ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ آپس میں مفاہمت اور صلح و صفائی پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس سے کوئی بات چھپایئے نہیں۔ اپنے خطوط اطمینان سے پڑھ لینے دیجئے۔ کسی مخصوص الماری یا ضروری کاغذات اور اسناد کے بکس کی چابی اپنے پاس نہ رکھئے، بلکہ اس کے سپرد کر دیجئے تاکہ اگر اس کا دل چاہے تو کھول کر دیکھ لے۔ اگر آپ کی جیبوں کی تلاشی لیتی ہے تو ناراض نہ ہوئیے۔ آپ کے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کی نگرانی کرتی ہے تو کرنے دیجئے۔ اس قسم کی باتوں پر نہ صرف یہ کہ ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے بلکہ اس کو ایک عام بات اور آپس میں صدق و صفائی کا لازمہ سمجھئے۔ روزانہ کے مشاغل کے بعد اگر کوئی کام نہ ہو تو جلدی گھر آ جایا کیجئے۔ اور اگر کوئی کام آ پڑے تو پہلے سے اپنی بیوی کو بتا دیجئے کہ میں فلاں جگہ جاؤں گا اور فلاں وقت لوٹوں گا۔ کوشش کیجئے کہ اس کی خلاف ورزی نہ ہو اور اگر اتفاق سے وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر نہ لوٹ سکیں تو صراحت کے ساتھ فوراً دیر سے لوٹنے کی وجہ بیان کر دیجئے۔ دھیان رکھئے کہ ان تمام مراحل میں ذرا سا بھی جھوٹ نہ بولئے ورنہ

اس کی بدگمانی میں اضافہ ہو جائے گا۔ کاموں میں اس سے صلاح و مشورہ لیجئے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھئے بلکہ اپنے روزمرہ کے کاموں کے متعلق اس سے بات چیت کیا کیجئے۔ کبھی بھی صداقت و سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔ اس سے کہئے کہ جہاں بھی شک و شبہ ہو وہاں بغیر کسی جھجک کے وضاحت کرے تاکہ اس کے دل میں کوئی گرہ نہ رہ جائے۔

دوسرے یہ کہ ' ممکن ہے جناب عالی ایک پاک و پاکیزہ انسان ہوں حتیٰ کہ خیانت کرنے کا ارادہ تک نہ رکھتے ہوں لیکن عورتوں کی بدگمانیاں اکثر بلا سبب نہیں ہوتی ہیں۔ یقیناً غفلت میں آپ سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو گیا ہو گا جس کا اس کے ذہن پر خراب اثر پڑا ہو اور رفتہ رفتہ بڑھ کر شک و بدگمانی کی شکل اختیار کر گیا ہو۔ لازم ہے کہ اپنے موجودہ اور گزشتہ اعمال اور سلوک پر غور کیجئے اور اپنی بیوی کی بدگمانی کا اصل سبب اور اس کی جڑ تلاش کر کے اس کو رفع کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ غیر عورتوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں تو اس عمل کو ترک کیجئے۔ کیا ضرورت ہے کہ دوسری عورتیں تو آپ کو بہت خوش اخلاق اور خوش گفتار سمجھیں لیکن آپ کی بیوی کی رنجش کا سبب بنے اور آپ کی گھریلو زندگی ناخوشگوار ہو جائے۔ کیا ضرورت ہے کہ اپنی سیکریٹری سے آپ گھل مل کے باتیں کریں شوخیاں کریں اور آپ کی بیوی کو شک ہو جائے کہ اس سے آپ کے تعلقات ہیں بلکہ ایسی صورت میں کیا ضروری ہے کہ عورت کو ہی سیکریٹری رکھیں۔ محفلوں میں غیر عورتوں سے گرمجوشی کا اظہار نہ کریں' ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دیں۔ اپنی بیوی سے ان کی تعریف نہ کریں۔ اگر کسی بیوہ عورت کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو بتا دیجئے بلکہ اس کار خیر کو اسی کے ہاتھوں انجام دلوایئے تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ نہ کہئے کہ کیا میں قیدی اور غلام ہوں کہ اس قدر مقید ہو کر زندگی گزاروں۔ جی نہیں نہ آپ اسیر ہیں اور نہ غلام۔ بلکہ عاقل اور مدبر مرد ہیں اور اپنی بیوی سے تعاون کرتے ہیں اور اس سے وفاداری کے عہد کو نبھاتے ہیں۔ محبت و وفاداری کا تقاضہ ہے کہ بیوی کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے اور اپنے فہم و تدبر سے

اس کے مرض کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ دانشمندانہ طرز سلوک اور ایثار کے ذریعہ اس بڑے خطرہ کو جو آپ کے خاندان کے مقدس مرکز کو درہم برہم کرنے کا سبب بن سکتا ہے، رفع کیجئے ـــــ اس طریقے سے آپ نہ صرف اپنی بیمار بیوی کی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے بلکہ اپنے معصوم بچوں کو بھی دربدری اور رنج و غم سے نجات دلا سکیں گے اور خود بھی ذہنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکیں گے۔

البتہ جو مرد ایسے حساس موقعوں پر ایثار سے کام لیتا ہے خدا بھی اس کو عظیم اجر عطا فرماتا ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں "ہر حال میں عورتوں کے ساتھ نبھایئے ان سے اچھی طرح پیش آیئے تاکہ ان کے افعال اچھے ہوں۔" (۶۷)

حضرت امام سجادؑ فرماتے ہیں "بیوی کے حقوق میں سے ایک حق شوہر پر یہ ہے کہ اس کی جہالت اور نادانیوں کو معاف کردے۔" (۶۸)

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں "جو مرد اپنی بداخلاق بیوی کا ساتھ نبھاتا ہے خداوند عالم اس کے ہر صبر کے عوض، حضرت ایوبؑ کے صبر کے ثواب کے برابر کا ثواب عطا کرتا ہے۔" (۶۹)

اب چند باتیں خواتین کی خدمت میں عرض ہیں:۔

خاتونِ محترم! آپ کے شوہر کی خیانت کا مسئلہ دوسرے تمام موضوعات کی مانند ثبوت و دلائل کا محتاج ہے۔اس کی خیانت جب تک قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے شرعی اور اصولی طور پر آپ کو اسے موردِ الزام ٹھہرانے کا حق نہیں ہے۔ کیا یہ مناسب ہو گا کہ صرف ایک شبہ میں کسی بے گناہ انسان پر تہمت لگا دی جائے۔ اگر دلیل و ثبوت کے بغیر کوئی آپ پر الزام لگائے تو کیا آپ ناراض نہ ہوں گی؟ کیا ایک یا چند کم عقل اور بدطینت لوگ خیانت جیسے اہم موضوع کو ثابت کر سکتے ہیں؟

خداوندِ بزرگ و برتر قرآنِ مجید میں فرماتا ہے "اے ایماندارو! بہت سی بدگمانیوں سے پرہیز کرو کیوں کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔" (۷۰)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں "بے گناہ انسان پر بہتان باندھنا بڑے بڑے پہاڑوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔" (۷۱)

حضرت رسولِ خداؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر تہمت لگائے گا خداوندِ عالم قیامت کے دن اس کو آگ میں ڈال دے گا تاکہ اپنے اعمال کی سزا پائے۔" (۷۲)

خاتونِ گرامی! نادانی' جلد بازی اور فضول خیالات سے اپنا دامن بچائیے۔ متین اور عاقل بنئے جس وقت آپ رنجیدہ اور غصہ میں نہ ہوں تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اپنے شوہر کی خیانت کے قرائن و شواہد پر غور کیجئے۔ بلکہ ایک کاغذ پر نوٹ کر لیجئے۔ اس کے بعد اس جھگڑے کے اسباب اور احتمالات کو اس کے برابر میں لکھ لیجئے پھر ایک انصاف پرور اور عادل قاضی کی مانند غور کیجئے کہ یہ دلائل کس حد تک صحیح ہیں۔ اگر قابلِ یقین نہیں ہیں تو بھی کوئی بات نہیں۔ تحقیق کیجئے لیکن اس بات کو مسلّم اور قطعی نہ سمجھ لیجئے اور بے دلیل بدگمانیوں کے سبب خود اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی تلخ نہ بنا دیجئے۔

مثلاً کار میں سر کے ایک کلپ یا پن کے پائے جانے کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں:۔

۱۔ آپ کے شوہر کے رشتہ داروں مثلاً بہن' بھانجی' بھتیجی' پھوپھی' خالہ وغیرہ میں سے ممکن ہے کوئی کار میں بیٹھا ہو اور یہ کلپ اسی کا ہو۔

۲۔ شاید آپ کا ہی ہو اور پہلے جب آپ کار میں بیٹھی ہوں اس وقت آپ کے سر سے گر گیا ہو۔

۳۔ اپنے کسی دوست یا ملنے والے کو جو اپنی بیوی کے ساتھ ہو کار میں بٹھایا ہو اور یہ کلپ اس کے دوست کی بیوی کا ہو سکتا ہے۔

۴۔ کسی مصیبت زدہ عورت کو اس کے گھر پہنچایا ہو۔

۵۔ شاید کسی دشمن نے عمداً کلپ کو کار میں ڈال دیا ہو تاکہ آپ کو شک میں مبتلا کر کے آپ کی بدبختی کے اسباب فراہم کرے۔

۶۔ شاید اپنی سیکریٹری یا اپنے ساتھ کام کرنے والی کسی خاتون کو بٹھایا ہو اور یہ کلپ اس کا ہو۔

۷۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اپنی محبوبہ کو کار میں بٹھا کر عیاشی کرنے گیا ہو۔ لیکن یہ احتمال دوسرے احتمالات کے مقابلہ میں بعید معلوم ہوتا ہے بہرحال اس بات کے متعلق صرف قیاس آرائی کی جا سکتی ہے لیکن اور تمام امکانات کو نظر انداز کر کے اس چیز کو مسلمہ حقیقت نہیں سمجھ لینا چاہئے اور ہنگامہ برپا نہیں کر دینا چاہئے۔ اگر آپ کا شوہر دیر سے گھر آتا ہے تو یہ اس کی خیانت کی دلیل نہیں ہو سکتی شاید اوور ٹائم کرتا ہو۔ کوئی ضروری کام پڑ گیا ہو یا اپنے کسی دوست رشتہ دار یا دفتر کے ساتھی کے گھر چلا گیا ہو۔ علمی یا مذہبی جلسے میں شرکت کرنے گیا ہو یا یوں ہی گھومنے گیا ہو جس کے سبب دیر سے گھر آیا ہو۔

اگر کوئی عورت آپ کے شوہر کی تعریف کرتی ہے اور اس کو خوبرو جوان کہتی ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ خوش اخلاقی کو خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ اگر وہ بد اخلاق ہوتا تو کوئی اس کے پاس نہ آتا۔ کیا آپ اس سے یہ چاہتی ہیں کہ وہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کرے اور سب اس کو بد مزاج سمجھیں اور اس سے کوسوں دور بھاگیں؟ اگر کسی بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کرتا ہے تو اس کو اس کی خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ شاید ازراہِ ہمدردی اور خدا کی خوشنودی کی خاطر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتا ہو۔

اگر آپ کے شوہر کی کوئی مخصوص الماری یا دراز ہو یا اپنے خطوط پڑھنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو اسے بھی اس کی خیانت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے مرد اپنے رازوں کو ذاتی طور پر پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں اور پسند نہیں کرتے کہ ان کے امور سے کوئی باخبر ہو۔ ممکن ہے ان کے کام کی نوعیت اس قسم کی ہو جس میں کچھ چیزوں کو نہایت خفیہ طریقے سے رکھنا ضروری ہو یا وہ سمجھتا ہو کہ آپ رازوں کو مخفی نہ رکھ سکیں گی۔

بہر حال کوئی بھی سبب ہو سکتا ہے اور اس پر شک و شبہ کی بنیاد قائم نہیں کی جاسکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں بھی آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ ہو بہتر ہے کہ فوراً اس کے متعلق اپنے شوہر سے بات کریں۔ لیکن اعتراض کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت جاننے کے خیال سے' اس سے یونہی پوچھئے کہ فلاں امور کے متعلق مجھے بدگمانی ہو گئی ہے۔ براہ مہربانی حقیقت حال سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ اس وقت اس کی بات خوب غور سے سنئے۔ اور اگر آپ کا شک دور ہو گیا ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر آپ اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوئی ہیں تو بعد میں اس کے متعلق تحقیق و چھان بین کیجئے تاکہ حقیقت آپ پر روشن ہو جائے۔ اگر تحقیق کے ضمن میں کسی بات کے متعلق آپ کو علم ہو جائے کہ آپ کے شوہر نے جھوٹ بولا تھا اور حقیقت کے خلاف بات بیان کی تھی تو صرف اس جھوٹ کو اس کی خیانت کی دلیل نہ مان لیں کیوں کہ ممکن ہے وہ بے گناہ ہو لیکن اسے آپ کی بدگمانی کا علم ہو اس لئے جان بوجھ کر حقیقت کے برخلاف بات بیان کی ہو کہ کہیں آپ کے شک و شبہ میں اضافہ نہ ہو جائے۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں پھر اس سے پوچھئے اور اس کی غلط بیانی کی وجہ دریافت کیجئے۔ البتہ اس نے یہ اچھا کام نہیں کیا کہ جھوٹ کا مرتکب ہوا۔ بہتر ہوتا کہ صحیح بات بیان کر دی ہوتی کیوں کہ صداقت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ لیکن اگر اس نے غلطی کی ہے تو آپ اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت نہ دیں بلکہ اس سے صراحت سے کہہ دیجئے کہ آئندہ جھوٹ نہ بولے۔ اگر آپ وضاحت چاہیں اور آپ کا شوہر اطمینان بخش طریقے سے توضیح نہ کر سکے تو اس بات کو اس کی خیانت کی مستحکم اور قطعی دلیل نہ سمجھ لیجئے۔ کیوں کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ شاید اصل بات بھول گیا ہو۔ یا آپ کی بدگمانی کے سبب سراسیمہ ہو گیا ہو اور اطمینان بخش جواب نہ دے سکا ہو! ایسے موقع پر بات کو ختم کر دیجئے اور کسی مناسب موقع پر اس موضوع کے متعلق بات کیجئے اور اس قضیہ کا سبب دریافت کیجئے۔ اگر کہے کہ میں بھول گیا ہوں تو اس کی بات مان لیجئے اس کے بعد بھی اگر آپ کا شک باقی ہے تو دوسرے طریقے سے اس کی تحقیق

کیجئے تیسری بات یہ کہ اپنے شک و شبہ کا اظہار ہر کسی کے سامنے نہ کیجئے۔ کیوں کہ ان میں آپ کے دشمن یا ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو آپ سے حسد کرتے ہوں لہٰذا وہ آپ کی بات کی تائید کر کے اس میں کچھ اور حاشیہ آرائی کردیں گے تاکہ آپ کی زندگی میں تلاطم پیدا ہو جائے یا ہو سکتا ہے کہ جس کے سامنے آپ بیان کریں وہ آپ کا دشمن نہ ہو لیکن نادان' ناتجربہ کار اور ہربات پر فوراً یقین کر لینے والا ہو اور ہمدردی کے خیال سے آپ کی ہاں میں ہاں ملائے بلکہ اور کچھ فضول باتوں کا اضافہ کر کے آپ کے ذہن کو پریشان کر دے۔ لہٰذا مناسب نہیں ہے کہ آپ نادان اور ناتجربہ کار لوگوں سے مشورہ لیں حتیٰ کہ اپنی ماں' بہنوں اور عزیزوں سے بھی نہ کہیں۔ البتہ اگر آپ ضروری سمجھتی ہیں تو اس کام کے لئے اپنی کسی عقلمند' تجربہ کار' ہوشیار اور خیر خواہ دوست کا انتخاب کریں اور اسے ساری بات بتا کر اس سے مشورہ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر شواہد و دلائل کے ذریعہ آپ کے شوہر کی خیانت ثابت نہ ہو سکے اور آپ کے عزیز و اقارب اور دوستوں نے بھی تصدیق کر دی ہو کہ ان دلائل کے ذریعہ آپ کے شوہر کی خیانت ثابت نہیں ہوتی اور وہ بے گناہ ہے نیز آپ کے شوہر بھی ثبوت و دلائل کے ذریعہ اور قسمیں کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلائیں لیکن اس کے باوجود آپ کی بدگمانی اور شک و شبہ دور نہیں ہوتا تو یقین کیجئے کہ آپ بیمار ہیں اور آپ کا یہ وہم' نفسیاتی اور اعصابی مرض کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کسی اچھے اور تجربہ کار نفسیاتی ڈاکٹر (سائیکولوجسٹ) کے پاس جا کر اپنا علاج کرائیے اور اس کے کہنے پر عمل کیجئے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ آپ کی مشکل کا حل وہی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ لڑائی جھگڑے' چیخ پکار اور ہنگاموں کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ آپ کی مشکل حل نہیں ہو سکتی بلکہ اور دوسری بہت سی مشکلات لاحق ہونے کا امکان ہے۔ خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت سے بھی رجوع نہ کریں۔ علیحدگی اور طلاق کا مطالبہ نہ کریں' اپنے شوہر کو بدنام نہ کرتی پھریں۔ کیوں کہ اس طرح کی باتوں سے کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں

ہو گا بلکہ ایسی صورت میں ممکن ہے دشمنی اور ضد پیدا ہو جائے اور مجبور ہو کر آپ کا شوہر طلاق دے دے اور آپ کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے۔ یہ صورت حال آپ کے لئے ذرا بھی نفع بخش نہ ہو گی اور ساری عمر آپ پچھتاتی رہیں گی۔

ایسے وقت میں صبر و ضبط اور دانشمندی سے کام لینا چاہئے۔ گھبرا کے کوئی خطرناک فیصلہ نہ کیجئے۔ خودکشی کا اقدام نہ کیجئے۔ کیوں کہ اس قبیح فعل کا ارتکاب کر کے اپنی دنیا بھی کھوئیں گی اور آخرت میں بھی ہمیشہ کے لئے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گی۔ کیا یہ نہایت افسوس ناک بات نہیں کہ انسان ایک فضول سے خیال کے پیچھے اتنا جذباتی ہو جائے کہ اپنی قیمتی زندگی کا خاتمہ کر لے۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ عقلمندی اور بردباری سے کام لے کر اپنے مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی جائے؟

اور چھٹی بات یہ ہے کہ اگر آپ کی بدگمانی دور نہیں ہوئی ہے اور آپ کو شک یا یقین ہے کہ آپ کے شوہر کی دوسری عورتوں پر بھی نظر ہے تو ایسی صورت میں بھی قصور خود آپ کا اپنا ہے اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ میں اتنی صلاحیت و لیاقت اور فہم و تدبر نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے دل کو اس طرح مسخر کر لیں کہ اس میں دوسری عورتوں کے سمانے کی جگہ ہی باقی نہ رہے۔ لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ ہٹ دھرمی اور نادانی چھوڑیئے۔ خوش اخلاقی' اچھے رویہ اور محبت کا مظاہرہ کر کے اپنے شوہر کے دل میں اس طرح جگہ بنا لیجئے کہ اس کو صرف آپ ہی آپ نظر آئیں اور آپ کے علاوہ کوئی دوسری عورت اس میں جگہ نہ پا سکے۔

دوسروں کی برائی کرنے والوں کی باتوں پر توجہ نہ دیجئے:

عام طور پر لوگوں میں ایک بہت بری عادت' دوسروں کی برائی اور عیب جوئی کرنے کی ہوتی ہے۔ یہ عادت بذات خود بہت بری چیز ہونے کے علاوہ بے شمار خراب نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ اس کے سبب بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نفاق و دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے سبب آپس میں انس و محبت کے رشتے منقطع ہو جاتے ہیں'

دوستی اور خلوص کا خاتمہ ہوجاتا ہے' خاندانوں کے آپس کے تعلقات میں سرد مہری آجاتی' میاں بیوی میں تفرقہ اندازی اور علیحدگی کا سبب بنتی ہے' قتل وغارت گری کا باعث بنتی ہے۔ افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ یہ بڑا عیب کچھ اس طرح ہمارے معاشرہ میں سرایت کرگیا ہے کہ لوگ اس کو عیب اور برائی ہی نہیں سمجھتے۔ ہر مجلس میں اس کے ذریعہ منہ کا مزہ بدلا جاتا ہے اور ہر محفل کے لئے یہ عادت زینت بخش اور مشغلہ شمار کی جاتی ہے۔ کم ہی ایسی محفلیں ہوں گی جہاں کسی کی بدگوئی نہ کی جائے۔ خاص طور پر اگر زنانہ محفل ہو اور دو عورتیں آپس میں مل بیٹھیں تو ایک دوسرے کی غیبت اور بے پر کی باتیں شروع ہوجاتی ہیں۔ یہ اس کی برائی کرتی ہے وہ اس کی مذمت کرتی ہے۔ غیبت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ گویا عیب جوئی کرنے کا مقابلہ ہورہا ہے۔۔۔ اور سب سے بدتر تو یہ ہے کہ دوسروں کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے شوہر پر تنقید کرنے پر اتر آتی ہیں۔ ایک دوسرے کے شوہر میں کیڑے نکالنا شروع کردیتی ہیں ایک دوسرے کے شوہر کی شکل وصورت کی برائی کرتی ہیں یا اس کی تعلیمی سطح پر اعتراض کرتی ہیں یا اس کے اخلاق و کردار کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتی ہیں یا اس کی مالی حالت پر اظہار افسوس کرتی ہیں۔ اگر تیل فروش ہے تو کہتی ہیں تمہارے شوہر کے پاس سے تیل کی بو آتی ہے کس طرح اس کے ساتھ نباہ کرتی ہو۔ اگر موچی ہے تو کہیں گی بھلا موچی سے کیوں شادی کی؟ اگر ڈرائیور ہے تو کان بھریں گی کہ تمہارا شوہر ہمیشہ سفر میں رہتا ہے یہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہے۔ اگر قصاب ہے تو کہتی ہیں اس کے پاس سے گوشت کی بو آتی ہے' اگر دفتر میں کام کرتا ہے تو کہتی ہیں ایسے آدمی کو زندگی اور دفتر میں ذرا بھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر غریب اور کم آمدنی والا ہے تو کہتی ہیں ایسے غریب کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہو۔ اے ہے! تم ایسی خوبصورت اور میاں ایسا بد صورت اور بے ہنگم۔ کیسا چھوٹے سے قد کا' کالا اور دبلا پتلا لاغر ہے۔ بھلا ایسے مرد سے کیوں شادی کی تھی؟ کیا ماں باپ کو بھاری تھیں کہ ایسے آدمی سے تمہیں بیاہ دیا؟ ارے تمہارے تو سینکڑوں رشتے آئے ہوں گے۔ افسوس تمہیں ایسے جاہل کے پلے باندھ کر ساری

خوشیوں سے محروم کردیا نہ سینما' نہ تھیٹر' نہ تفریح' یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اے ہے تمہارا میاں کیسا بدمزاج ہے جب بھی اسے دیکھتی ہوں تیوریاں چڑھی ہوئی ایسے تنک چڑھے کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہو؟ اتنا پڑھ لکھ کر بھلا ایک دیہاتی سے کیوں شادی کرلی؟

یہ اور اس قسم کی دوسری سینکڑوں باتوں کا عورتوں کے درمیان تبادلہ ہوتا رہتا ہے دراصل اس قسم کی بے لگام باتوں کی عادت کچھ اس طرح پڑ جاتی ہے کہ ذرا بھی نہیں سوچتیں کہ ان باتوں کے کیا نتائج ہوسکتے ہیں۔ انہیں ذرا بھی فکر نہیں کہ ممکن ہے ان کا ایک جملہ کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدظن کردے اور آخرکار اس کا نتیجہ طلاق و علیحدگی بلکہ قتل و غارت گری ہو اور بسا بسایا گھر تباہ و برباد ہوجائے۔ اسی قسم کی عورتیں درحقیقت انسان کی صورت میں شیطان ہوتی ہیں خاندانوں کی خوشحالی اور سکون و اطمینان کی دشمن ہوتی ہیں۔ جس طرح شیطان کا کام دشمنی' اختلاف اور نفاق پیدا کرنا ہے اسی طرح یہ عورتیں بھی خوش و خرم گھرانوں کو دردناک اور تاریک قید خانوں میں تبدیل کردیتی ہیں۔ اب یہ غور کرنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ہمارے معاشرے کی جملہ خرابیوں میں سے یہ ایک انتہائی بری اور تباہ کن خرابی ہے۔ حالانکہ اسلام نے اس چیز کی سختی سے ممانعت کی ہے لیکن ہم اس ذلیل عادت سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اے وہ لوگوں جو زبانی طور پر تو اسلام کا دم بھرتے ہو لیکن تمہارے دلوں میں ایمان نے راہ پیدا نہیں کی ہے' مسلمانوں کی برائی نہ کیا کرو اور دوسروں کی عیب جوئی کی فکر میں نہ رہو کیونکہ جو شخص دوسروں کے عیبوں کو ظاہر کرے گا خدا بھی اس کے عیوب برملا کرے گا اور اس صورت میں وہ رسوا ہوگا خواہ اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔" (۷۳)

عیار قسم کی یہ عورتیں' اس قسم کی باتیں کرکے اپنے چند مقاصد پورے کرسکتی ہیں۔ یا تو دشمنی اور کینہ کے سبب اس قسم کی باتیں کرتی ہیں تاکہ کسی خاندان کو تباہ کردیں یا جذبہ رشک و حسد ان کو عیب جوئی پر مجبور کرتا ہے۔ یا اس قسم کی باتوں سے

ان کا مقصد فخر اور خود ستائی ہوتا ہے اور دوسروں کی برائی کر کے چاہتی ہیں کہ اپنی خوبیاں دوسروں کے سامنے بیان کریں۔ یا یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ انھیں خود اپنے عیب اور نقص کا علم ہو اور دھوکہ دینا ان کا مقصد ہو' ہو سکتا ہے اس طریقے سے اپنی ہمدردی اور خیر خواہی جتانا چاہتی ہوں۔ بعض عورتیں بلا مقصد صرف تفریح اور مشغلہ کے طور پر اپنی بری عادت سے مجبور ہو کر ایسا کرتی ہیں۔ بہرحال یہ بات تو مسلّم ہے کہ ان کا مقصد خیر خواہی یا ہمدردی نہیں۔ یہ بری عادت جو ہمارے سماج میں مردوں اور عورتوں دونوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کے نتائج بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ خراب عادت دوستوں کے درمیان رخنہ ڈال دیتی ہے' جنگ و جدال کا سبب بنتی ہے۔ خوش و خرم زندگیوں کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے۔ اس کے باعث کس قدر قتل و خون ہو جاتے ہیں!

قارئینِ محترم! یقیناً اس قسم کے بہت سے حادثات و واقعات آپ کی نظر سے بھی گزرے ہوں گے۔ لیجئے ایک داستان پر توجہ فرمایئے:

"ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ فلاں شخص' میرے اور میرے شوہر کے درمیان ناچاقی پیدا کرنے کی غرض سے اس کی بے حد برائیاں کیا کرتا تھا۔ کہتا تھا یہ شخص تمہارے قابل نہیں ہے۔ تمہارے حال پر افسوس ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہو۔ وہ تم سے بالکل محبت نہیں کرتا۔ اس سے طلاق لے لو تاکہ میں تم سے شادی کر لوں۔ اس کے بہکانے میں آ کر میں گمراہ ہو گئی اور اس کی مدد سے میں نے اپنے شوہر کو قتل کر ڈالا۔" (۷۳)

خاتونِ محترم!

اب جب کہ آپ اس قسم کے افراد کے ناپاک مقاصد سے واقف ہو گئیں تو اس کا علاج اور حل بھی آپ کے پاس موجود ہے۔ اگر اپنی اور شوہر و بچوں کی بھلائی چاہتی ہیں تو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہئے اور اس قسم کے شیطان صفت انسانوں کے بہکانے میں نہ آجایئے۔ ان کی ظاہری ہمدردی سے دھوکہ نہ کھا جایئے۔ یقین کیجئے کہ یہ آپ کے دوست نہیں بلکہ آپ کی خوش بختی اور پر مسرت زندگی کے دشمن ہیں ان کا مقصد'

آپ کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچا دیتا ہے۔ سادہ لوحی اور ہر بات پر جلدی یقین کر لینے کی عادت سے پرہیز کیجئے۔ اپنی ہوشیاری کے ذریعہ ان کے فاسد مقاصد کو بھانپ لیجئے اور اگر یہ آپ کے شوہر کی برائی کرنا چاہیں تو ان کو فوراً ٹوک دیجئے اور بغیر کسی تکلف، صاف صاف کہہ دیجئے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان دوستی اور آمدورفت کا سلسلہ اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ آئندہ میرے شوہر کے خلاف آپ ایک کلمہ بھی نہ کہیں۔ میں اپنے شوہر کو پسند کرتی ہوں اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ آپ کو میری اور میرے شوہر اور بچوں کی نجی زندگی سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہئے۔

آپ کے اس دو ٹوک لب و لہجہ سے وہ لوگ اندازہ لگالیں گے کہ آپ کو اپنے شوہر اور بچوں سے شدید لگاؤ ہے لہٰذا آپ کو گمراہ کرنے سے مایوس ہو جائیں گے اور اس طریقے سے آپ ہمیشہ کے لئے ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو جائیں گی۔ کیونکہ اگر وہ لوگ واقعی آپ کے دوست ہیں تو نہ صرف یہ کہ ناراض نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی اس عاقلانہ یاددہانی سے متنبہ ہو جائیں گے اور آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔ اور اگر دوست کی صورت میں آپ کے دشمن ہوں گے تو بہتری اسی میں ہے کہ ان سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کر لیں کیونکہ ایسے لوگوں سے دوستی اور میل جول ممکن ہے آپ کے لئے بدبختی کے اسباب فراہم کر دے۔

شوہر کی رضامندی ضروری ہے، ماں کی نہیں

لڑکی جب تک ماں باپ کے گھر میں رہتی ہے اسے ان کی مرضی کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے لیکن جب اس کی شادی ہو جاتی ہے اور وہ شوہر کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کے فرائض بھی بدل جاتے ہیں۔

شادی کے بعد اسے چاہئے کہ شوہر کی دیکھ بھال کرے اور اس کی رضامندی اور خوشنودی کو ہر چیز پر مقدم سمجھے۔ حتیٰ کہ جہاں پر ماں باپ اور شوہر کی خواہش میں تصادم ہو رہا ہو وہاں صلاح اسی میں ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرے ـــــ خواہ یہ ماں باپ کی رنجیدگی اور ناراضگی کا سبب ہی کیوں نہ بنے۔

کیونکہ شوہر کی خوشنودی حاصل کرنے سے' انس و محبت کا رشتہ جو کہ شادی شدہ زندگی کی بقا کا ضامن ہوتا ہے' مستحکم تر ہو جائے گا۔ لیکن اگر ماں کی خواہش و مرضی کو اولیت دی تو ممکن ہے اس مقدس عہد و پیمان میں تنزل پیدا ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔ کیونکہ بہت سی مائیں صحیح تربیت اور اعلیٰ فکر کی حامل نہیں ہوتیں۔ انہوں نے اب تک اس بات کو نہیں سمجھا ہے کہ لڑکی اور داماد کو ان کے حال پر آزاد چھوڑ دینے ہی میں ان کی بہتری ہے تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہوں اور مفاہمت پیدا کریں۔ اپنے حالات کے مطابق اپنی زندگی کے پروگرام کو تیار کر کے اس پر عمل کریں اور اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو مشورے اور مفاہمت سے اسے حل کریں۔

صحیح تعلیم و تربیت سے عاری خواتین' چونکہ اس حقیقت کو جو عین مصلحت کے مطابق ہے سمجھ نہیں پاتیں اس لئے اس فکر میں رہتی ہیں کہ داماد کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔ اسی لئے براہ راست اور بالواسطہ طور پر ان کے امور میں مداخلت کرتی ہیں اور اس مقصد کے تحت اپنی بیٹی سے' جو کہ ابھی جوان اور ناتجربہ کار ہے اور اپنی بھلائی برائی سے پوری طرح آگاہ نہیں ہے' استفادہ کرتی ہیں۔ اس کو داماد پر اثر انداز ہونے کے لئے آلۂ کار کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ برابر حکم دیتی رہتی ہیں کہ اپنے شوہر سے کس طرح برتاؤ کرو' کیا کہو' کیا نہ کہو۔ سادہ لوح لڑکی چونکہ اپنی ماں کو اپنا خیر خواہ اور مصلحت اندیش سمجھتی ہے اس لئے اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس کے کہنے پر عمل کرتی ہے۔ اگر داماد ان کی مرضی کے مطابق چلتا رہا تو کیا کہنے۔ لیکن اگر اس نے سرتابی کی تو لڑائی جھگڑا' رسہ کشی اور ضد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نادان عورتیں ممکن ہے اس سلسلے میں اس قدر سختی اور ہٹ دھرمی سے کام لیں کہ اپنے بیٹی داماد کو اپنی ضد اور خود سری پر قربان کر کے ان کی زندگیاں تباہ کر دیں۔ بجائے اس کے کہ لڑکی کو نصیحت کریں' ساتھ نبھانے کی ترغیب دلائیں' تسلی دیں' برابر اس کے شوہر کی برائیاں کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً ہائے میری بچی کی قسمت پھوٹ گئی۔ کیسا خراب شوہر اس کے پلے پڑا ہے کیسے اچھے اچھے رشتے آئے تھے۔ فلاں کی زندگی کیسی اچھی گزر رہی

ہے۔ میری بھانجی کو دیکھو اس کے کیا ٹھاٹ باٹ ہیں۔ فلاں اپنی بیوی کے لئے کیسے اچھے اچھے لباس لاتا ہے۔ میری لڑکی بھلا کسی سے کم ہے جو ایسی زندگی گزارے؟ ہائے میری بیٹی کے کیسے نصیب ہیں۔ اس قسم کی باتیں جو ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر ادا کی جاتی ہیں سادہ لوح لڑکی کو شوہر اور زندگی کی جانب سے بدظن اور سرد مہر بنادیتی ہیں۔ اور بہانہ بازیوں اور باہمی رنجش کے اسباب فراہم کردیتی ہیں۔ لڑکی کے دل میں زہر آگیں خیالات سرایت کرجاتے ہیں اور وہ بہانے تلاش کر کے اپنے شوہر سے لڑتی جھگڑتی اور اسے اذیت میں مبتلا کرتی ہے۔ خود بھی اس کی حمایت میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور زبانی و عملی طور پر اس کی تائید کرتی ہیں اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے کسی بھی چیز حتی کہ طلاق دلانے اور اپنی بیٹی کا گھر اجاڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ ذیل کی داستانوں پر توجہ فرمائیے۔

"ایک تیس سالہ عورت نے اپنی پچاس سالہ ماں کو' جو کہ اس کو اپنے شوہر سے جدا کرونے کا باعث بنی ہوئی تھی' تھپڑ مار دیا۔ عورت نے کہا کہ میری ماں مجھ سے میرے شوہر کی بے حد برائی کیا کرتی تھی اور اسے گھر اور خاندان سے بے تعلق رہنے کا الزام دیا کرتی تھی۔ آخر کار مجھے اپنے شوہر سے اختلاف پیدا ہوگیا اور میں اس سے طلاق لینے پر۔ تیار ہوگئی لیکن فوراً ہی مجھے اپنے فعل پر پشیمانی کا احساس ہوا لیکن اس پشیمانی کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ میرے شوہر نے علیحدہ ہونے کے چھ گھنٹے بعد ہی اپنی خالہ کی لڑکی سے منگنی کرلی اور میں نے فرط غم سے اپنی ماں کو مار دیا۔" (۷۵)

ایک ۳۹ سالہ مرد اپنی بیوی اور ساس کے ہاتھوں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے خودکشی کرلی۔ اس نے جو خط چھوڑا اس میں لکھا تھا چونکہ میری بیوی' جس شہر میں' میں کام کرتا ہوں' آنے پر راضی نہیں ہوتی اور اپنے ناروا سلوک سے مجھے اس قدر اذیت پہنچاتی ہے کہ میں اس سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے اپنی زندگی کا خاتمہ کررہا ہوں میری موت کی ذمہ دار میری بیوی اور اس کی ماں ہے۔" (۷۶)

ایک مرد نے اپنی ساس کی دخل اندازیوں سے پریشان ہو کر خودکشی کرلی۔ (۷۷)

ایک مرد نے جو اپنی ساس کی بے جا مداخلتوں کے سبب بے حد تنگ آگیا تھا' اس کو ٹیکسی سے باہر پھینک دیا۔" (۷۸)

ظاہر ہے اگر لڑکیاں اس قسم کی نادان اور خود غرض ماؤں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گی اور ان کے غلط خیالات کا اثر قبول کریں گی تو یقیناً اپنے بسے بسائے گھر کو خود اپنے ہاتھوں تباہ کر دیں گی۔

لہٰذا جو عورت خوش و خرم زندگی گزارنے اور اپنی شادی شدہ زندگی کو برقرار رکھنے کی خواہشمند ہے اسے چاہئے کہ بغیر سوچے سمجھے اپنی ماں کے افکار و خیالات کو قبول نہ کرے اور اسے سو فیصدی درست اور مصلحت کے مطابق تصور نہ کرلے۔ ایک عقلمند اور ہوشیار عورت ہمیشہ احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیتی ہے اپنے ماں باپ کی گفتار اور تجاویز پر خوب غور کرتی ہے اور ان کے انجام و نتائج کے بارے میں سوچتی ہے اور انکے وسیلے سے اپنی ماں کو پرکھتی ہے۔ اگر دیکھتی ہے کہ اس کی ماں تعاون کرنے اور ایک عاقلانہ روش اپنانے کی ترغیب دلاتی ہے تو جان لیتی ہے کہ وہ خیر خواہ' عقلمند اور مدبّر خاتون ہے۔ اس صورت میں اس کے کہنے پر عمل کرنا چاہئے اور اس کی عاقلانہ ہدایتوں کو قبول کرنا چاہئے لیکن اگر دیکھے کہ اپنی جاہلانہ باتوں اور غیر عاقلانہ تجاویز کے ذریعہ اس کو اپنے شوہر سے بدظن کر دیتی ہے اور اس کی بدبختی کے اسباب فراہم کرتی ہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ وہ نادان' بدسلیقہ اور بد اخلاق ہے۔ ایسے موقع پر دو راستوں میں سے ایک کا انتخاب کیا جاسکتا ہے یا تو اپنی ماں کی رہنمائیوں اور احکام کے مطابق شوہر سے عدم تعاون کرے۔ بہانہ بازیاں کرے' شوہر کے خلاف اعلان جنگ کر دے۔ یا ماں کی باتوں پر دھیان نہ دے اور اپنے شوہر کی رضامندی اور خوشی کا خیال رکھے۔ ایک سمجھدار عورت پہلی راہ کا انتخاب ہرگز نہیں کرے گی۔ کیونکہ وہ سوچتی ہے کہ میں نے اگر ماں باپ کی باتوں پر عمل کیا تو اس کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ میں راہ راست سے منحرف ہو جاؤں گی۔ یا ساری زندگی شوہر کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور کشمکش میں گزرے گی اور میری' شوہر اور بچوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ یا طلاق لے لوں

اور ماں باپ کے گھر لوٹ آؤں۔ ایسی صورت میں مجبور ہو جاؤں گی کہ ساری زندگی ماں باپ کے سر پڑی رہوں۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ وہ مجھ کو خاندان کے ایک اصلی ممبر کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ اور مجھ کو ایک بوجھ سمجھیں گے۔ اور مجھ سے جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ پس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ذلت وخواری کے ساتھ زندگی گزاروں۔ بھائی بہنوں کے لعن طعن سنوں اور اگر ماں باپ سے علیحدہ زندگی گزارنا چاہوں تو کہاں جاؤں۔ تنہا کس طرح زندگی گزاروں۔ اگر دوسری شادی کرلوں تو معلوم نہیں پہلے شوہر سے بہتر ہو گا یا نہیں کیونکہ میری جیسی عورتوں کے لئے جن مردوں کے رشتے آتے ہیں وہ عموماً طلاق یافتہ ہوتے ہیں یا ان کی بیویاں فوت ہو گئی ہوتی ہیں اور زیادہ تر بچوں والے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے بچوں کی دیکھ بھال کرنے پر بھی مجبور ہو جاؤں گی۔ اس کے علاوہ اور دوسری سینکڑوں مشکلات اور دردِ سر کا سامنا ہو گا اور معلوم نہیں کہ دوسرا شوہر کیسا ہو گا۔ شاید اس میں اس سے بھی زیادہ اور بدتر عیوب ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤں گی۔ ممکن ہے میرے عدم تعاون کے سبب میرا شوہر پریشان ہو کر کوئی خطرناک فیصلہ کرلے۔ فرار ہو جائے یا خودکشی کرلے۔ ممکن ہے اس کشمکش اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں خود میری جان پر بن آئے اور سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نظر نہ آئے اور اس ناجائز اقدام کے ذریعہ اپنی دنیا و آخرت دونوں تباہ کرلوں۔

ایسے حالات میں قضیے کے ہر پہلو پر خوب غور و فکر کرنی چاہئے اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس کے انجام کو ذہن میں رکھ کر ایک ٹھوس فیصلہ کرنا چاہئے کہ ماں یا دوسرے رشتہ داروں کی غیر منطقی تجاویز اور فضول باتوں سے قطع نظر کر کے اپنے شوہر کی دیکھ بھال میں لگ جائے اور اپنی ماں سے مناسب لہجہ میں کہہ دے کہ میرے مقدر میں اسی مرد سے شادی ہونا لکھا تھا۔ لہٰذا اب میری بہتری اسی میں ہے کہ پوری تندہی اور سنجیدگی کے ساتھ اس مشترکہ زندگی کو خوشحال اور پُرمسرت بنانے کی کوشش کروں اور اپنے اچھے اخلاق و کردار کے ذریعہ اپنے شوہر کو راضی وخوش رکھوں۔ وہی مجھے

خوش نصیب بنا سکتا ہے۔ وہی میرا شریک زندگی اور مونس و غمخوار ہے۔ میری نظر میں اس سے بہتر کوئی دوسرا نہیں۔ ہم لوگ مسائل کو خود حل کر لیں گے۔ اور اگر کوئی مشکل آ پڑی تو وہ حل ہو جائے گی۔ آپ کی مداخلتوں کے سبب ممکن ہے ہماری ازدواجی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہماری آمد و رفت اور تعلقات قائم رہیں تو ہماری نجی زندگی میں بالکل دخل اندازی نہ کیجئے اور میرے شوہر کی برائی نہ کیجئے ورنہ میں آپ سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہو جاؤں گی۔ اگر آپ کی ان باتوں اور نصیحتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے اور وہ اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر لیتی ہیں تو آپ ان سے تعلقات قائم رکھیں لیکن اگر اپنی اصلاح کرنے پر تیار نہیں تو آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ ماں کے یہاں آنا جانا بہت کم کر دیں۔ اور اس طرح ایک بہت بڑے خطرے یعنی خاندان کا شیرازہ درہم برہم ہونے کے خطرے سے نجات حاصل کر لیں۔ اور اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں۔ اس صورت میں ممکن ہے رشتہ داروں کی نظر میں آپ کی عزت و وقار کم ہو جائے لیکن اس کے بدلے میں آپ کے شوہر کی محبت و خوشنودی میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا اور اس کی نظروں میں آپ کی عزت و وقار بڑھ جائے گا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جس کے زیادہ بچے ہوں۔ شوہر سے محبت کرنے والی' پاک دامن اور باحیا ہو' اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں تسلیم نہ ہو لیکن اپنے شوہر کی مطیع و فرمانبردار ہو۔ اپنے شوہر کے لئے آرائش کرے خود کو غیروں سے محفوظ رکھے۔ اپنے شوہر کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے۔ جب دونوں تنہا ہوں تو اس کے ارادے پر عمل کرے لیکن ہر حال میں شرم و حیا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔"

پھر فرمایا! "تم میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے رشتہ داروں کی اطاعت کرے لیکن اپنے شوہر کی بات پر توجہ نہ دے۔ کینہ ور اور بانجھ ہو۔ برے کاموں سے پرہیز نہ کرے۔ شوہر کی غیر موجودگی میں زینت و آرائش کرے اور خلوت میں شوہر کی خواہشات کو رد کرے۔ اس کے عذر کو قبول نہ کرے اور اس کے گناہوں کو معاف نہ

کرے۔"(۷۹)

گھر میں بھی صاف ستھری اور سجی بنی رہئے

اکثر خواتین کی عادت ہوتی ہے کہ جب باہر جاتی ہیں یا کسی جشن میں شرکت کرتی ہیں' یا کہیں دعوت میں جاتی ہیں تو آرائش کرتی ہیں' بہترین لباس پہنتی ہیں اور حتی المقدور بہترین شکل میں گھر سے باہر جاتی ہیں لیکن جب گھر واپس آتی ہیں تو فوراً اچھے اور خوبصورت لباس کو اتار دیتی ہیں' معمولی اور پرانے کپڑے پہن لیتی ہیں' گھر میں صاف ستھری نہیں رہتیں' بناؤ سنگھار نہیں کرتیں' الجھے بالوں اور گھرداری کے لباس میں گھومتی رہتی ہیں۔ داغ لگے میلے کچیلے کپڑے پہنے رہتی ہیں۔۔۔ حالانکہ اس کے برعکس عورت کو چاہئے گھر میں اپنے شوہر کے لئے آرائش کرے۔ اپنے شوہر کے لئے جو کہ اس کا دائمی شریک زندگی' دوست' مونس و غمخوار اور اس کے بچوں کا باپ ہے' سجے بنے۔ ناز و انداز دکھائے اور اس کے دل کو اپنے بس میں کر لے تاکہ گلی کوچے کے دلبر اس کے دل میں جگہ نہ پاسکیں۔ دوسروں کی کیا اہمیت ہے کہ ان کے لئے زیب و زینت کی جائے۔ کیا یہ بات قابل تاسف نہیں کہ عورت غیروں کی توجہ کا مرکز بننے کے لئے آرائش و زیبائش کرے اور جوانوں اور دوسری عورتوں کے لئے مشکلات پیدا کرے۔

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں! "جو عورت خوشبو لگا کر باہر جائے جب تک گھر واپس نہ آجائے خدا کی رحمت سے دور رہتی ہے۔"(۸۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت گزار ہو اس کے لئے آرائش کرے لیکن اپنا بناؤ سنگھار غیروں پر ظاہر نہ کرے اور تم میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں زینت کرے۔"(۸۱)

خاتونِ عزیز! ایک مرد کے دل کو قابو میں کرنا' وہ بھی ہمیشہ کے لئے کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ نہ کہئے کہ وہ مجھے چاہتا ہے لہذا کیا ضرورت ہے کہ اس کے سامنے بنوں یا

نازو ادا دکھاؤں؟ جی نہیں اس کے عشق کی ہمیشہ حفاظت کیجئے۔

یقین جانئے آپ کا شوہر چاہتا ہے کہ آپ اس کے سامنے ہمیشہ بنی سنوری اور صاف ستھری رہیں۔ خواہ زبان سے نہ کہتا ہو۔ اگر آپ اس کی دلی خواہش کو پورا نہ کریں تو ممکن ہے گھر سے باہر صاف ستھری اور سجی بنی عورتوں پر نظر ڈالے اور آپ سے اس کا دل بھر جائے اور وہ گمراہ ہو جائے۔ جب دوسری صاف ستھری سلیقہ مند عورتوں کو دیکھتا ہے تو ان کا مقابلہ آپ کی بری وضع قطع سے کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ آپ بھی گھر میں اس کے لئے صاف ستھری رہئے۔ بناؤ سنگھار کیجئے۔ اچھے اچھے لباس پہنئے' نازو انداز دکھایئے تاکہ وہ سمجھے کہ آپ بھی کم نہیں بلکہ ان عورتوں سے زیادہ اچھی اور خوبصورت ہیں۔ ایسی صورت میں آپ اس کے پائیدار عشق کی امید کر سکتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے اس کے دل پر حکومت کر سکتی ہیں۔

ایک شوہر کے خط پر توجہ فرمایئے' لکھتا ہے۔

"گھر میں میری بیوی کی حالت میں اور خدمت گار میں کوئی فرق نہیں۔ خدا کی قسم بعض وقت سوچتا ہوں ان خوبصورت اور نفیس لباسوں میں سے کوئی لباس گھر میں پہن لے جو اس نے دعوتوں اور اپنے کام پر جانے کے لئے تیار کئے ہیں اور ان پرانے اور ڈھیلے ڈھالے بد وضع کپڑوں سے دستبردار ہو جائے' کئی بار میں نے اس سے کہا ڈیئر کم از کم چھٹی کے دنوں میں تو ان نفیس لباسوں کو استعمال کر لیا کرو۔ ترش روئی سے کہتی ہے "میں تمہارے اور بچوں کے سامنے پابند نہیں ہوں۔ لیکن اگر ایک دن بھی اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے سامنے ٹھیک سے تیار ہو کر نہ جاؤں تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے"(۸۴)

شاید آپ کہیں کہ گھر میں گھر اور باورچی خانہ کے کاموں کے ساتھ بن سنور کر رہنا ممکن نہیں ہے لیکن اگر آپ اس عمل کی قدر و قیمت سے واقف ہو جائیں تو یقیناً آپ اس مشکل کو حل کر سکتی ہیں۔ گھر کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ایک لباس

مخصوص کر لیجئے اور کام کے وقت اسے استعمال کیجئے جب کام سے فارغ ہو جائیں اور آپ کے شوہر کے آنے کا وقت ہو اس وقت صاف ستھری ہو کر عمدہ لباس پہنئے' بالوں کو سنواریئے اور آراستہ ہو کر اپنے شوہر کی آمد کا انتظار کیجئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "عورت پر لازم ہے کہ اپنے جسم میں خوشبو لگائے اپنا بہترین لباس پہنے۔ بہترین طریقے سے زیب و زینت کرے۔ اور ایسی حالت میں صبح اور رات کو اپنے شوہر سے ملے۔"(۸۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "عورت کو آرائش و زیبائش ترک نہیں کرنا چاہئے خواہ ایک گلوبند ہی کیوں نہ ہو ہاتھوں کو بھی سادہ نہیں رکھنا چاہئے چاہے تھوڑی سی مہندی ہی لگالے۔ حتیٰ کہ بوڑھی عورتوں کو بھی زینت و آرائش ترک نہیں کرنا چاہئے۔"(۸۴)

اس پر اپنی ممتا نچھاور کیجئے

مصیبت اور بیماری کے وقت انسان کو تیماردار اور غمخوار کی ضرورت ہوتی ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ کوئی اس سے ہمدردی کرے' نوازش و دلجوئی کر کے اس کو تسکین دے۔ تسلی و تشفی کے ذریعہ اس کے اعصاب کو سکون پہنچائے۔ دراصل مرد وہی سابق بچہ ہوتا ہے جو بڑا ہو گیا ہے اور اب بھی ماں کی نوازش و محبت کا بھوکا ہوتا ہے۔ مرد جب کسی عورت سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے تو اس سے توقع رکھتا ہے کہ پریشانی اور بیماری کے موقعوں پر ٹھیک ایک مہربان ماں کی طرح اس کی تیمارداری اور دلجوئی کرے۔

خواہر عزیز! اگر آپ کے شوہر بیمار پڑ گئے ہیں تو ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ مہربانی کا برتاؤ کیجئے۔ ان سے اظہار ہمدردی کیجئے اور افسوس کا اظہار کیجئے۔ ان کی علالت پر اپنے شدید رنج و غم کو ظاہر کیجئے۔ ان کو تسلی دیجئے۔ ان کے آرام کا خیال رکھئے اگر ڈاکٹر یا دوا کی ضرورت ہو تو مہیا کیجئے۔ جس غذا سے انھیں رغبت ہو اور ان کے لئے مناسب ہو فوراً تیار کیجئے' بار بار ان کی احوال پرسی کیجئے اور تسلی دیجئے۔ ان کے پاس

زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اگر درد و تکلیف کی شدت سے انہیں نیند نہ آرہی ہو تو آپ بھی کوشش کریں کہ ان کے ساتھ جاگتی رہیں۔ اگر آپ کو نیند آگئی تو جب آنکھ کھلے تو ہلکے سے ان کا سر سہلا کے دیکھئے' اگر بیدار ہیں تو ان کا حال پوچھئے اگر رات جاگ کر گزری ہے تو صبح کو ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے۔ دن میں ان کے کمرے میں تنہائی اور خاموشی کا اہتمام رکھئے شاید ان کو نیند آجائے۔ آپ کی ہمدردیاں اور نوازشیں ان کی تکلیف میں تسکین کا سبب بنیں گی اور ان کے صحت یاب ہونے میں معاون ثابت ہوں گی۔ اس کے علاوہ اس قسم کے کام وفاداری خلوص اور سچی محبت کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں زندگی میں لگن و حوصلہ پیدا ہوتا ہے' آپس میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر آپ بیمار ہوں گی تو یہی سلوک وہ آپ کے ساتھ کریں گے۔

جی ہاں آپ کا یہ عمل ایک قسم کی شوہر داری ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی نگہداشت اچھی طرح کرے۔"

راز کی حفاظت کیجئے

عام طور پر خواتین کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے اسرار و رموز سے باخبر رہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ کسب معاش کی کیفیت' تنخواہ' بینک بیلنس' دفتری رموز اور اس کے مستقبل کے فیصلوں اور ارادوں سے مطلع رہیں۔ مختصر یہ کہ اپنے شوہر سے توقع رکھتی ہیں کہ اپنے تمام رازوں کو ان پر برملا کر دے اور ان سے کچھ پوشیدہ نہ رکھے۔ اس کے برعکس بہت سے مرد اس بات پر تیار نہیں کہ اپنے تمام رازوں کو اپنی بیویوں پر ظاہر کر دیں اور کبھی کبھی یہی موضوع گرما گرمی اور بدگمانی کا سبب بن جاتا ہے۔ بیوی شکایت کرتی ہے کہ میرے شوہر کو مجھ پر اعتبار نہیں اپنے رازوں کو مجھ سے مخفی رکھتا ہے' اپنے خطوط مجھے پڑھنے نہیں دیتا۔ اپنی آمدنی اور بچت کے بارے میں نہیں بتاتا' مجھ سے اپنے دل کا حال نہیں کہتا' میرے سوالوں کے جواب دینے میں تامل کرتا ہے' کبھی جھوٹ بولتا ہے۔ اتفاق سے بعض مرد بھی اپنی زندگی کے اسرار و رموز بیوی سے پوشیدہ رکھنا پسند نہیں کرتے لیکن ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں کوئی بات نہیں

سکتی۔ وہ کسی بات کو پوری طرح پوشیدہ نہیں رکھ پاتیں۔ ادھر کچھ سنا اور فوراً دوسروں سے کہہ دیا۔ کوئی بھی بہانے سے اسرار و رموز کو ان کے منہ سے اگلوا سکتا ہے۔ اور اس طرح خواہ مخواہ ان کے لئے مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔

اگر کوئی انسان کسی کے رازوں کو جاننا چاہے تو آسانی کے ساتھ اس کی بیوی کو فریب دے کر اس کے ذریعہ سے اپنا مقصد پورا کر سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض عورتیں رازوں سے واقف ہونے کے سبب اس سے سوء استفادہ کریں۔ حتیٰ کہ اس کو شوہر پر غلبہ حاصل کرنے کا وسیلہ قرار دیں اور تسکین نہ ہونے کی صورت میں اس کی پریشانی کے اسباب فراہم کردیں۔

البتہ مردوں کا یہ عذر کسی حد تک مدلّل ہے۔ عورتیں جلدی جذبات اور احساسات سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور عام طور پر ان کے احساسات و جذبات ان کی عقل پر غالب آجاتے ہیں۔ جب غصہ میں ہوتی ہیں تو مروّت برتنا ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں ممکن ہے رازوں کو جاننے کے سبب اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور مرد کے لئے مصیبت کھڑی کردیں۔

قارئینِ گرامی! اس قسم کے واقعات سے آپ خود بھی واقف ہوں گے۔ لہٰذا عورت اگر چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رکھے تو اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ رازوں کی اس طرح حفاظت کرے اور محتاط رہے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی سے بھی اور کسی صورت میں بھی کوئی بات نہ کرے۔ حتیٰ کہ اپنے قریبی عزیزوں اور گہرے دوستوں سے بھی اپنے شوہر کے رازوں کو نہ کہے۔ راز کی حفاظت کے لئے یہ کافی نہیں کہ خود تو دوسروں سے کہہ دیں اور اس سے کہیں کہ کسی سے نہ کہنا۔ یقیناً جس کو رازدار بنایا گیا ہے اس کے بھی کچھ دوست ہوں گے اور ممکن ہے وہ آپ کے راز دوستوں سے کہہ دے اور کہے کہ کسی اور سے نہ کہنا۔ ایک وقت انسان متوجہ ہوتا ہے کہ اس کے راز فاش ہو گئے ہیں لہٰذا عقلمند انسان اپنے رازوں میں کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "عاقل انسان کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے۔"(۸۶)

حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ "دنیا و آخرت کی خوبیاں دو چیزوں میں مضمر ہیں۔

راز کی حفاظت کرنے اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنے میں۔ اور تمام برائیاں دو چیزوں میں جمع ہوتی ہیں رازوں کو فاش کرنے اور بدکار لوگوں سے دوستی کرنے میں۔" (۸۷)

شوہر کو خاندان کا سرپرست مانئے

ہر ادارے، تنظیم، کارخانے، دفتر بلکہ ہر سماجی تنظیم کو ایک ذمہ دار سرپرست کی ضرورت ہوتی ہے۔ خواہ اس ادارے کے افراد کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی بھی پائی جاتی ہو لیکن سرپرست کے بغیر ادارے کا انتظام بخوبی انجام نہیں پاسکتا۔ ایک گھر کے نظام کو چلانا یقیناً کسی بھی ادارے سے زیادہ دشوار اور قابل قدر ہے۔ اور اس کے لئے ایک سرپرست کی زیادہ ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک خاندان کے افراد کے درمیان آپس میں مکمل مفاہمت، تعاون اور ہم آہنگی پائی جانی چاہئے۔ لیکن ایک مدبر اور عاقل سرپرست کا وجود بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ جس گھر میں ایک مدبر اور باا ثر سرپرست نہیں ہوتا یقینی طور پر اس گھر میں نظم وضبط کا فقدان ہوتا ہے۔ گھر کی سرپرستی یا تو مرد کے سپرد ہو اور عورت اس کی اطاعت کرے یا پھر عورت سرپرست ہو اور مرد اس کی فرمان برداری کرے لیکن چونکہ یہ کام مرد زیادہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں کیونکہ ان کی عقل پر ان کے جذبات غالب نہیں آتے۔ اس لئے خداوند حکیم و دانا نے یہ بڑی ذمہ داری مرد کے کندھے پر ڈالی ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

"مرد عورتوں کے سرپرست ہیں۔ کیونکہ خدا نے بعض افراد (مرد) کو بعض افراد (عورت) پر برتری عطا کی ہے۔ اور چونکہ (مردوں نے عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے پس نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرماں بردار ہوتی ہیں۔" (۸۸)

اس بناء پر خاندان کی فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ مرد کو خاندان کا سرپرست اور بزرگ کا درجہ دیا جائے اور سب اس کی رائے و مشورہ کے مطابق کام کریں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کے مقام و عزت میں کمی آجائے گی بلکہ گھر کے نظم وضبط اور ترتیب و انتظام کے لئے یہ چیز لازم و ملزوم ہے۔ اگر خواتین اپنے بے جا تعصب اور خام خیالات سے قطع تعلق کر

کے غور کریں تو ان کا ضمیر بھی اس بات کو قبول کرے گا۔

ایک خاتون کہتی ہیں کہ ہمارے ایران میں ایک بڑی اچھی رسم تھی جو افسوس کہ رفتہ رفتہ ختم ہوتی جارہی ہے۔ رسم یہ تھی کہ ایرانی خاندان میں مرد ہمیشہ خاندان کا بزرگ و سرپرست مانا جاتا تھا۔ لیکن اب گھر کی حالت متزلزل ہوتی جارہی ہے اور خاندان گھر کے سرپرست کے انتخاب میں حیران و پریشان رہ گیا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ آج کی عورت جس نے بہت سے سماجی مسائل میں مرد کے برابر حق حاصل کرلیا ہے گھر میں مرد کو سرپرست کی حیثیت سے تسلیم کرے۔

جب لڑکی کی شادی ہو تو اسے اس قدیمی نصیحت کو یاد دلانا چاہئے کہ "عروسی کا جوڑا پہن کر شوہر کے گھر میں داخل ہوئی ہو اب کفن پہن کر ہی اس گھر سے نکلنا"۔ (۸۹)

البتہ مرد کے روز مرہ کے مشاغل اور زندگی کی فکریں عموماً اسے اجازت نہیں دیتیں کہ گھر کے تمام امور میں دخل دے۔ درحقیقت کہا جاسکتا ہے کہ کاموں کا ایک حصہ عملی طور پر خاتون خانہ کے سپرد ہوتا ہے اور زیادہ تر کام اسی کے ارادے اور مرضی کے مطابق انجام پاتے ہیں لیکن ہر حال میں مرد کے حق حاکمیت اور سرپرستی کا احترام کرنا چاہئے۔ اگر کسی بات میں وہ اپنی رائے ظاہر کرے اور دخل اندازی کرے خواہ خانہ داری کے جزوی مسائل ہی کیوں نہ ہوں تو اس کی رائے اور تجویز کو رد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ چیز اس کے حق حاکمیت سے انکار کے مترادف ہوگی اور چونکہ اس بات سے اس کی شخصیت مجروح ہوگی اس لئے اپنے آپ کو شکست خوردہ اور اپنی بیوی کو بے ادب 'حق ناشناس' اور ضدی خیال کرے گا۔ زندگی سے اس کی دلچسپی کم ہوجائے گی۔ چونکہ اس کی شخصیت مجروح ہوئی ہے ممکن ہے اس کی تلافی اور انتقام کی فکر میں رہے حتیٰ کہ اپنی بیوی کے معقول اور مناسب مطالبات کے مقابلے میں بھی سختی سے کام لے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اچھی عورت اپنے شوہر کی بات پر توجہ دیتی ہے۔ اور اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتی ہے۔" (۹۰)

ایک عورت نے رسول خداؐ سے پوچھا کہ بیوی پر شوہر کے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ فرمایا: "اس کی اطاعت کرے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔" (۹۱)

پیغمبر اسلامؐ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ "بدترین عورتیں ضدی اور ہٹی ہوتی ہیں۔" (۹۲)

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ "بدترین عورتیں وہ ہیں جو بانجھ' غلیظ' ضدی اور نافرمان ہوں۔"(۹۳)

خواہرِ گرامی! اپنے شوہر کو خاندان کے بزرگ اور سرپرست کی حیثیت دیجئے۔ ان کی رائے و مشورہ کے مطابق کام انجام دیجئے۔ ان کے احکام کی خلاف ورزی نہ کیجئے اگر کسی کام میں مداخلت کریں تو ان کے مقابلے میں سختی نہ دکھائیے خواہ امورِ خانہ داری ہی میں کیوں نہ دخل دیں۔ حالانکہ اس معاملے میں آپ زیادہ بہتر جانتی ہیں۔ عملی طور پر اپنے شوہر کے اختیارات کو سلب نہ کیجئے۔ اگر کبھی کاموں میں دخل اندازی کرتا ہے اور اپنی بزرگی جتا کر خوش ہوتا ہے تو اسے خوش ہو لینے دیجئے۔ اپنے بچوں پر اپنے عمل کے ذریعہ واضح کیجئے کہ وہ خاندان کا سرپرست ہے اور انھیں بتاتی رہئے کہ کاموں میں اپنے باپ سے اجازت لیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ بچپن سے ہی انھیں اس بات کی عادت ڈلوایئے تاکہ فرمانبردار' مہذب و باادب بنیں اور بات سننا سیکھیں اور آپ کی اور آپ کے شوہر کی عزت کریں۔

سختیوں کو جھیلنا سیکھئے

دنیا میں ہر ایک کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے۔ انسان کی زندگی میں ہزاروں نشیب و فراز آتے ہیں کبھی انسان کسی شدید مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کبھی بے روزگار ہو کر گھر بیٹھ رہتا ہے' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سارا مال و متاع لٹ جاتا ہے اور تہی دست ہو جاتا ہے۔ غرض کہ انواع و اقسام کے حادثات اور پریشانیاں ہر انسان کی زندگی میں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

میاں بیوی' جو رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کا عہد کرتے ہیں۔ اس رشتہ کا تقاضہ ہے کہ ہر حال میں ایک دوسرے کے یار و مددگار اور مونس و غمخوار رہیں۔ رشتۂ ازدواج اس قدر استوار اور محبت کا رشتہ اس قدر مستحکم ہونا چاہئے کہ ہر حال میں اپنے عہد و پیمان پر باقی رہیں۔ خوشی و غم ہر حال میں ساتھ رہیں۔ سلامتی اور بیماری' خوشحالی اور تنگ دستی ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔

خواہرِ عزیز! اگر گردشِ روزگار آپ کے شوہر کو تہی دست کردے تو ایسا ہرگز نہ کریں کہ خود رنجیدہ ہو کر اس کے غموں میں اضافہ کریں اور اعتراض و شکایتیں کرنے لگیں' اگر شدید بیماری

میں مبتلا ہو کر ایک مدت تک گھر بیٹھا رہا' اسپتال میں داخل ہو گیا تو وفاداری اور انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے ہی کی طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس سے محبت کا اظہار کریں اور نہایت صدق دل سے اس کی تیمارداری کریں۔ ایسے موقع پر تیمارداری اور روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ اگر آپ کے شوہر کے پاس نہیں ہے لیکن آپ کے پاس ہے تو اپنے مال میں سے اس کے علاج کے لئے خرچ کیجئے۔ اگر آپ بیمار پڑ جاتی ہیں تو وہ اپنے امکان بھر اپنے مال کو آپ کے علاج و معالجہ پر صرف کرتا ہے۔ اب اگر اس کے پاس نہیں ہے لیکن آپ کے پاس ہے تو وفاداری اور خلوص کا تقاضہ ہے کہ اپنے مال و متاع کو اس کے لئے خرچ کیجئے۔ اگر اس حساس موقع پر آپ نے ذرا بھی کوتاہی کی تو وہ آپ کو ایک بے وفا اور خود غرض عورت سمجھے گا۔ جو مالِ دنیا کو اپنے شوہر کے وجود پر ترجیح دیتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے دل میں آپ کی محبت و الفت کم ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ ممکن ہے اس قدر بیزار ہو جائے کہ آپ کو شریکِ حیات اور بیوی بنانے کے لائق نہ سمجھے اور طلاق کو ترجیح دے۔

ذیل کے واقعہ پر غور کیجئے۔

"ایک شخص نے عدالت میں بیوی کو طلاق دینے کی درخواست دی۔ اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میں بیمار تھا اور ڈاکٹر نے آپریشن کرانے کے لئے کہا تھا میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس جو رقم جمع ہے وہ مجھے قرض کے طور پر دیدو لیکن وہ تیار نہ ہوئی اور جھگڑ کر میرے گھر سے چلی گئی۔ مجبوراً مجھے ایک سرکاری اسپتال میں اپنا آپریشن کرانا پڑا اور اب میں صحت یاب ہو گیا ہوں لیکن ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنا میرے لئے محال ہے۔ جو روپیہ کو مجھ پر فوقیت دیتی ہو۔ ایسی عورت کو میں شریکِ زندگی کا نام نہیں دے سکتا۔" (۹۴)

ہر انسان کا ضمیر اس بات کی تصدیق کرے گا کہ یہ شخص حق بجانب تھا۔ ایسی خود غرض عورت، جو ایک ایسے حساس اور نازک موقع پر جبکہ اس کے شوہر کی جان خطرہ میں پڑی ہو اور اپنے شوہر کو بچانے کے لئے اپنی جمع رقم خرچ کرنے سے دریغ کرے اور ایسی حالت میں اسے چھوڑ کر اپنے میکے چلی جائے واقعی "شریکِ حیات" جیسے قابلِ احترام مرتبہ کی مستحق نہیں ہے۔

پیاری بہنو! آپ اس بات کا دھیان رکھیں کہ ایسے حساس موقعوں پر انسانیت اور خلوص و

ہمدردی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اگر آپ کے شوہر (خدانخواستہ) دائمی طور پر بیمار رہنے لگے ہیں تو ایسا ہرگز نہ کیجئے گا کہ ان کو اور بچوں کو تنہا و بے سرپرست چھوڑ کر چلی جائیں۔ کیا آپ کا ضمیر اس بات کو گوارا کرے گا کہ شوہر بیچارہ جس کے ساتھ خوشی کے دنوں میں تو آپ ساتھ رہیں اور اب مجبور ولاچار پڑا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود آپ بھی اس بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ فرض کیجئے آپ نے طلاق لے لی اور دوسری شادی بھی کرلی تو کیا خبر کہ وہ آپ کے حق میں اچھا ہو گا خود غرضی اور ہوس بازی چھوڑ دیجئے۔ ایثار و قربانی سے کام لیجئے اور اپنے شوہر اور بچوں کا ہر حال میں ساتھ دیجئے۔ صبر و بردباری سے کام لیجئے۔ اپنے بچوں کی اچھی طرح تربیت کیجئے۔ اور عملی طور پر انہیں ہر حال میں خوش رہنے اور ایثار و قربانی کرنے کا سبق سکھایئے۔ یقیناً اس کے عوض آپ کو دنیا و آخرت میں بہترین اجر ملے گا کیونکہ آپ کا یہ عمل عین شوہرداری کا مصداق ہے کہ جسے جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "عورت کا جہاد یہی ہے کہ اپنے شوہر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔" (۹۵)

لڑائی جھگڑا نہ کیجئے

بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب اپنے شوہر سے ناراض ہو جاتی ہیں تو بات چیت کرنا بند کر دیتی ہیں منہ پھلائے ہوئے تیوریاں چڑھی ہوئی ایک کونے میں بیٹھی، کسی کام میں ہاتھ نہیں لگا رہی ہیں، کھانا نہیں کھا رہی ہیں، بچوں پر غصہ اتار رہی ہیں، شور و ہنگامہ کر رہی ہیں۔ ان کے خیال میں لڑائی جھگڑا بہترین وسیلہ ہے۔ جس کے ذریعہ شوہر سے انتقام لیا جا سکتا ہے لیکن ان طریقوں سے نہ صرف یہ کہ شوہر کی تنبیہہ نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کے برے نتائج برآمد ہونے کا امکان ہے۔ ممکن ہے شوہر بھی اور زیادہ غصہ دکھائے اور ایسی صورت میں کئی دن تک آپ کا گھر لڑائی جھگڑے کا میدان بنا رہے گا۔ آپ چیخیں چلائیں گی وہ بھی چیخے چلائے گا۔ آپ برا بھلا کہیں گی وہ بھی برا بھلا کہے گا۔ آپ بات چیت نہیں کریں گی وہ بھی بات کرنا بند کر دے گا یہاں تک کہ تھک ہار کر اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کی وساطت سے کسی بہانے سے صلح کریں گی لیکن یہ آپ کی آخری لڑائی نہیں ہو گی بلکہ زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ پھر یہی سلسلہ شروع ہو

جائے گا۔ یعنی ساری زندگی اسی طرح لڑائی جھگڑے اور کشمکش میں گزرے گی اور اس طرح خود آپ اپنی بدبختی کے اسباب فراہم کریں گی اور اپنے معصوم بچوں کی زندگیوں کو بھی عذاب میں مبتلا کریں گی۔ اکثر بچے جو اپنے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں اور طرح طرح کی برائیوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاندانوں کے بچے ہوتے ہیں۔

ایک لڑکے نے بتایا کہ "میرے ماں باپ ہر روز لڑتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں ناراض ہو کر چلا جاتا ہے۔ میں ناچار گلی کوچوں میں حیران و پریشان پھرتا ہوں۔ دھیرے دھیرے دوسروں کے دھوکے میں آگیا اور میں نے چوری کرلی۔" (۹۶)

ایک دس سالہ لڑکی نے سوشل ورکروں کو بتایا کہ "مجھے ٹھیک سے تو یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ ایک رات میرے ماں باپ میں خوب جنگ ہوئی۔ دوسرے دن میری ماں کہیں چلی گئی اور چند دن بعد میرے باپ نے مجھے میری پھوپھی کے سپرد کردیا۔ کچھ مدت میں اپنی پھوپھی کے پاس رہی پھر اس نے مجھے ایک بڑھیا کے حوالے کردیا جو مجھے تہران لے آئی۔ چند سال سے میں اس کے پاس ہوں یہاں میں نے اس قدر اذیتیں سہی ہیں کہ اب میں اس کے گھر جانا نہیں چاہتی اس کے اسکول کی ٹیچر نے بتایا کہ ہمیشہ کی مانند اس سال جب اسکول کھلے اور نئے بچوں کے داخلے ہوئے تو ان میں یہ لڑکی بھی تھی۔ پڑھائی شروع ہو چکی تھی اور بچے اپنی اپنی کلاسوں میں تعلیم میں مشغول تھے لیکن یہ بچی کلاس میں بے چین رہتی۔ نہ ٹھیک سے سبق پڑھ پاتی۔ ہمیشہ بیماروں کی طرح اپنے سر کو ہاتھوں میں لئے کچھ سوچا کرتی۔ چند روز قبل میں نے چھٹی کے بعد اسے صحن کے کونے میں بیٹھا دیکھا۔ میں نے اس سے بہت کہا کہ گھر جاؤ مگر راضی نہ ہوتی تھی۔ پرسوں پھر ایسا ہی ہوا۔ میں نے پیار سے بہلا کے گھر نہ جانے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک بڑھیا میری نگہداشت کرتی ہے اور مجھ کو بہت ستاتی ہے لہٰذا گھر واپس جانا نہیں چاہتی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں' یہ سن کر رونے لگی پھر بولی کہ وہ دونوں الگ ہو گئے ہیں اور میں اس بڑھیا کے رحم و کرم پر ہوں۔" (۹۷)

ممکن ہے آپ کا شوہر آپ کے غصہ کے مقابلے میں زیادہ شدید رد عمل دکھائے۔ برا بھلا کہے' مارے پیٹے اس وقت آپ مجبور ہوں گی کہ غصہ ہو کر میکے چلی جائیں اور ماں باپ سے

شکایت کریں۔ اور ان کے دخل دینے سے معاملات اور زیادہ بگڑ جائیں۔ ممکن ہے ان لڑائی جھگڑوں سے آپ کے شوہر اتنا اکتا جائیں کہ اس بے ہودہ زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دیں۔ ایسی صورت میں آپ اپنے شوہر کی زندگی بھی برباد کریں گی اور خود اپنی بھی۔ لیکن آپ زیادہ گھاٹے میں رہیں گی۔ یا تو ساری عمر تنہا زندگی گزارنی پڑے گی اور ماں باپ کے سر پڑی رہیں گی۔ یقیناً بعد میں آپ پچھتائیں گی لیکن اب یہ پچھتاوا بے سود ہو گا۔

ایک عورت نے بتایا کہ "میں نے ایک نوجوان سے شادی کی لیکن ہماری ازدواجی زندگی پائیدار ثابت نہیں ہوئی نہ میں شوہرداری کے ڈھنگ سے واقف تھی اور نہ ہی وہ شادی شدہ زندگی کے طور طریقوں سے آشنا تھا۔ ہمارے درمیان دائمی طور پر جنگ رہتی۔ ایک ہفتہ میں روٹھی رہتی دوسرے ہفتے وہ روٹھ جاتا۔ صرف چھٹی کے دنوں میں ہمارے رشتہ دار ہمارے درمیان صلح کراتے۔ ان روز روز کے جھگڑوں سے میرے شوہر کا دل اچاٹ ہو گیا اور رفتہ رفتہ وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچنے لگا۔ کم عمری کے سبب میں نے بھی اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ ہم علیحدہ ہو گئے میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر وہاں تنہا رہنے لگی لیکن جلدی ہی خطرات سے آگاہ ہو گئی۔ جن لوگوں سے میں آشنا ہوئی ان میں اکثر میرے حالات سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں تھے۔ آخر کار میں نے ارادہ کیا کہ اپنے شوہر سے صلاح کرلوں۔ اس کے گھر پہنچی وہاں ایک خاتون سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ وہ اس کی بیوی ہے۔ میں ناچار روتی ہوئی اپنے کمرے پر واپس آگئی۔" (۹۸)

"ایک بائیس سالہ خاتون جس کا ایک بچہ بھی تھا طلاق لے کر اپنے باپ کے گھر آگئی۔ اپنی بہن کی شادی کی رات اس نے خودکشی کرلی۔" (۹۹)

لہٰذا یہ لڑائی جھگڑے نہ صرف یہ کہ کسی درد کی دوا نہیں بن سکتے ہیں بلکہ مزید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سبب بن جاتے ہیں۔

پیاری بہنو! لڑائی جھگڑے سے اجتناب کیجئے۔ اگر شوہر کی کسی بات سے آپ بے حد غصہ ہو گئی ہیں تو ذرا صبر سے کام لیجئے۔ اور جب آپ کے حواس ٹھکانے آجائیں اس کے بعد نرمی اور ملائمت سے اپنی ناراضگی کی وجہ اپنے شوہر سے بیان کیجئے لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں۔ بلکہ

اچھے لب و لہجہ میں کہئے مثلاً آپ نے فلاں محفل میں میری توہین کی تھی۔ یا فلاں بات مجھ سے کہی تھی۔ یا میری فلاں بات نہیں مانی کیا یہ مناسب ہے کہ آپ میری نسبت ایسی باتیں کریں؟ اس قسم کی گفتگو سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ کے شوہر کو بھی تنبیہ ہو جائے گی یقیناً وہ تلافی کرنے کی فکر کرے گا۔ آپ کو ایک وفادار خوش اخلاق اور نیک و لائق خاتون کی حیثیت سے پہچانے گا اور یہی احساس اس کے اخلاق و کردار اور طرزِ عمل پر اچھا اثر ڈالے گا۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اگر دو مسلمان آپس میں بات چیت بند کر دیں اور تین دن تک صلح نہ کریں تو اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ ان میں سے جو صلح کرنے میں پیش قدمی کرے گا قیامت میں وہ پہلے بہشت میں جائے گا۔" (۱۰۰)

اگر غصہ میں ہو تو خاموش رہئے

گھر سے باہر مرد کو گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مختلف قسم کے افراد سے سابقہ رہتا ہے۔ جب انسان تھکا ماندہ گھر آتا ہے تو اکثر اسے معمولی بات بھی ناگوار گزرتی ہے اور اسے غصہ آجاتا ہے ایسی حالت میں ممکن ہے اپنے آپے سے باہر ہو جائے اور بیوی بچوں کی توہین کر دے۔ ہوشیار اور سمجھدار عورتیں اپنے شوہر کی مشکلات اور پریشانیوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کے حالِ زار پر رحم کھاتی ہیں۔ اس کو غصہ میں دیکھ کر صبر و سکون سے کام لیتی ہیں اور اس کی چیخ پکار پر خاموش رہتی ہیں جب مرد بیوی کا ناخوشگوار ردِ عمل نہیں دیکھتا تو اس کا غصہ جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے بلکہ عذر خواہی کرتا ہے اور اس کی تلافی کی فکر میں رہتا ہے۔ کچھ دیر بعد جب غصہ رفع ہوتا ہے تو میاں بیوی پہلی حالت پر لوٹ آتے ہیں اور پہلے کی سی مہو محبت بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی طرح زندگی گزارنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر بیوی اپنے شوہر کی حساس حالت اور خطرناک صورتِ حال کو درک نہیں کرتی اور اس کے غصہ کے مقابلے میں اپنا ردِ عمل دکھاتی ہے اس کا جواب دیتی ہے' چیختی ہے' چلاتی ہے' برا بھلا کہتی ہے تو ایسی صورت میں مرد کے غصے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اور وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے' چیخنا چلانا اور گالم گلوچ شروع کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ میاں بیوی دو وحشی بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔

کبھی کبھی ایک معمولی سی بات علیحدگی اور طلاق کا باعث بن جاتی ہے اور خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اکثر طلاقیں ایسی ہی معمولی باتوں کے نتیجہ میں وقوع میں آتی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انسان غم و غصہ کی شدت سے، جو کہ خود ایک قسم کا جنون ہے" آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑتا ہے اور ظلم و ستم اور بہیمانہ قتل کا جرم سرزد ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

ایک شخص نے اپنے آپ کو، اپنی بیوی اور سوتیلی لڑکی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ شادی کے بعد شروع سے ہی ان میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی تھی۔ عدم ہم آہنگی کے سبب ہر روز صبح اور شام کو آپس میں لڑنا جھگڑنا ان کا معمول بن گیا تھا۔ اس دن بھی شوہر جو کام سے تھکا ہارا گھر آیا تھا غصہ میں تھا، کسی بات پر دونوں میں تکرار شروع ہوئی۔ مرد نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا، بیوی چاہتی تھی کہ پولیس میں جا کر خبر کر دے کہ مرد نے خود اپنے اور اپنی بیوی اور سوتیلی لڑکی کو گولی مار کر کام تمام کر دیا۔ (۱۰۱)

کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ایسے حالات میں بیوی موقع کی نزاکت اور حساسیت کو محسوس کر کے چند لمحہ صبر و سکون سے کام لے اور اپنا ردِ عمل ظاہر نہ کرے اور اپنے اس عمل کے ذریعہ رشتۂ ازدواج کو ٹوٹنے اور قتل و غارت گری کے امکانی خطرے سے محفوظ کر لے۔ آیا چند لمحے خاموشی اختیار کر لینا زیادہ مشکل کام ہے یا ان تمام تلخ واقعات و حادثات کا سامنا کرنا؟ یہ خیال نہ کریں کہ اس سے ہمارا مقصد مرد کا دفاع کرنا اور اس کو بے قصور ٹھہرانا ہے۔ جی نہیں! ہمارا بالکل یہ مقصد نہیں ہے۔ اس میں مرد بھی قصوروار ہے۔ دوسروں کا غصہ اپنے گھر والوں پر نہیں اتارنا چاہئے۔ (کتاب کے دوسرے حصے میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔) بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اب جب کہ ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ مرد کو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رہا اور بلاوجہ یا کسی سبب سے طیش میں آگیا ہے تو اس کی بیوی کو چاہئے کہ عقل و فراست سے کام لے کر حالات کی نزاکت کا اندازہ کرے اور ازدواجی زندگی کے مقدس بندھن کو ٹوٹنے اور امکانی خطرات سے بچانے کے لئے ایثار اور صبر سے کام لے کر سکوت اختیار کرے۔

عام طور پر خواتین یہ خیال کرتی ہیں کہ اگر میں نے اپنے شوہر کے غصہ کے مقابلہ میں

خاموشی اختیار کی تو میری حیثیت و وقار میں کمی آجائے گی اور ذلیل و خوار ہو جاؤں گی۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اگر مرد غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کی توہین کرتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے اور بیوی اس کی باتوں کا جواب نہیں دیتی تو بعد میں اگر (اس میں انسانیت ہے تو) یقیناً وہ شرمندہ و پشیمان ہو گا۔ اس کے سکوت کو ایک قسم کا ایثار اور ادب تصور کرے گا اور اس کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ اور جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور اپنی اصلی حالت میں آجائے گا تو سوچے گا کہ میں نے اپنی بیوی کی توہین کی حالانکہ وہ بھی اس کا جواب دے سکتی تھی لیکن اس نے بردباری سے کام لیا اور خاموش رہی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عقلمند اور موقع شناس خاتون ہے اور مجھ سے محبت کرتی ہے۔ ایسی صورت میں یقیناً اپنے فعل پر نادم ہو گا اور اگر بیوی کو قصوروار سمجھتا ہے تو اس کو معاف کر دے گا اور اگر بلاوجہ ہی غصے ہو گیا تھا تو اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا۔ اور بیوی سے معذرت خواہی کرے گا پس ایسی فداکار خاتون اپنے اس دانشمندانہ عمل کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ چھوٹی نہیں ہو جائے گی بلکہ اس کے شوہر اور دوسروں کی نظروں میں اس کی عزت و وقار بڑھ جائے گا۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ "جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقیوں کے مقابلے میں صبر و بردباری سے کام لیتی ہے۔ خداوند عالم اس کو حضرت آسیہ جیسا ثواب عطا کرے گا۔" (۱۰۲)

آنحضرتؐ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے کہ جب اپنے شوہر کو خشمگین دیکھے تو کہے میں تمہاری خواہشات کے سامنے سر جھکاتی ہوں جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ گے میری آنکھوں سے نیند کوسوں دور رہے گی۔" (۱۰۳)

ایک اور موقعہ پر آپؐ فرماتے ہیں۔ "عفو و درگزر انسان کی عزت و بزرگی میں اضافہ کرتا ہے معاف کرنے کی عادت ڈالو تاکہ خدا تم کو عزیز رکھے۔" (۱۰۴)

مردوں کے پسندیدہ مشغلے

بعض مردوں کے گھر میں کچھ خاص مشغلے اور ہابی ہوتی ہے۔ مثلاً طرح طرح کے ٹکٹ جمع کرنا مختلف قسم کی تصویریں جمع کرنا' آٹوگراف لینا' مطبوعہ یا قلمی کتابیں جمع کرنا' کسی کو چڑیاں' بلبل' طوطے وغیرہ پالنے کا شوق ہوتا ہے۔ کسی کو فنکاری اور پینٹنگ وغیرہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔

کسی کو کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق ہوتا ہے غرض کہ اس قسم کی سرگرمیوں کو بہترین اور مفید تفریحات میں شمار کرنا چاہئے نہ صرف یہ کہ ان میں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے فوائد بھی ہیں۔ اس قسم کے مشاغل کے سبب چونکہ مرد کا زیادہ وقت گھر میں گزرتا ہے اس لئے اس کے دل میں گھر سے انسیت پیدا ہوتی ہے' جسمانی تھکن اور ذہنی تفکرات برطرف ہو جاتے ہیں۔ بیکاری اور فرصت' غم و غصہ پیدا کرتے ہیں اور کام میں مشغولیت ذہنی مریضوں کے علاج کا ایک طریقہ سمجھا گیا ہے' جو لوگ ہمیشہ کسی کام میں مشغول رہتے ہیں وہ جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں میں بہت کم مبتلا ہوتے ہیں۔ چونکہ انہیں گھر سے دلچسپی ہوتی ہے اور کسی نہ کسی کام میں مشغول رہتے ہیں اس لئے سڑکوں پر آوارہ گھومنے' بری حرکتوں میں ملوث ہونے اور فتنہ و فساد کے اڈوں میں قدم رکھنے سے کسی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔

اس بناء پر خواتین کو چاہئے کہ اس قسم کے مشاغل کو اچھی نظر سے دیکھیں اور مرد کی بے عزتی نہ کریں اور اس کا مزاق نہ اڑائیں۔ اس کے کاموں کو احمقانہ اور بے فائدہ نہ سمجھیں بلکہ اس کی ہمت افزائی کریں اور وقت پڑنے پر اس کی مدد کریں۔

خانہ داری

"گھر" یوں تو ایک چھوٹی سی چار دیواری کا نام ہے لیکن یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کے فوائد نہایت گرانقدر اور بے شمار ہیں۔ جس وقت انسان روز مرہ کے کاموں اور باہر کے شور و غل سے تھک جاتا ہے تو پناہ لینے کی غرض سے گھر آتا ہے' جس وقت زندگی کے نشیب و فراز اور کشمکش حیات سے گھبرا جاتا ہے تو آرام کرنے کے لئے گھر آتا ہے۔ حتی کہ جب سیر و تفریح سے بھی تھک جاتا ہے تو یہیں پر آکر پناہ لیتا ہے۔ جی ہاں گھر بہترین پناہ گاہ ہے کہ جہاں انسان بغیر کسی قید و بند کے اطمینان کے ساتھ آرام کرتا ہے۔ یہ انس و محبت' صدق و صفا اور سکون و آرام کا مرکز ہوتا ہے۔ نیک اور با فضیلت مردوں اور عورتوں کی پرورش گاہ ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا مرکز اور ان کی شخصیت و کردار کی تعمیر گاہ ہے۔ ایک ایسا چھوٹا سا معاشرہ ہے۔ جس کے ذریعہ انسانوں کا بہت بڑا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ بڑے معاشرے کی ترقی و تنزلی اچھائی و برائی سب کچھ اسی چھوٹے سے معاشرے سے مربوط ہے۔ یہ چھوٹا سا خاندانی معاشرہ اگرچہ بڑے معاشرے کا ہی

ایک جزو شمار ہوتا ہے تاہم کسی حد تک ذاتی آزادی اور استقلال سے بہرہ مند ہے اسی لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سماج کی اصلاح کرنی ہو تو اس کی شروعات خاندانوں کی اصلاح سے کرنی چاہئے۔

زندگی کی اس اہم بنیاد اور سماج کی اس عظیم تعلیم و تربیت گاہ کے نظم و نسق کی ذمہ داری عورتوں پر ہے۔ یعنی سماج کی ترقی و تنزلی اور اچھائی و برائی کا دارومدار عورتوں کے ارادہ و اختیار میں ہے۔ اسی بناء پر خانہ داری کو نہایت قابلِ فخر اور باعزت مشغلہ یا پیشہ کہا جاتا ہے۔ جو لوگ گھر کے ماحول کو بے وقعت سمجھتے ہیں اور خانہ داری کے شریفانہ کام کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں در اصل ان لوگوں نے خانہ داری کے حقیقی معنوں اور اس کی اعلیٰ قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا ہے۔

ایک خانہ دار خاتون کو فخر کرنا چاہئے کہ اس کو ایک انتہائی اہم اور حساس عہدہ سونپا گیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم و ملت کی ترقی و خوشحالی کے لئے ایثار و قربانی کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین کی اس سلسلے میں اور زیادہ ذمہ داری ہے ان کو چاہئے کہ دوسروں کے لئے نمونہ ثابت ہوں اور دوسرے عملی طور پر ان سے خانہ داری اور شوہر داری کا سبق سیکھیں۔ انہیں چاہئے کہ عملی طور پر ثابت کریں کہ تعلیم یافتہ ہونے سے نہ صرف یہ کہ خانہ داری اور شوہر داری کے کاموں پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ تعلیم تو زندگی کے آداب اور طور طریقے سکھاتی ہے۔

ایک پڑھی لکھی خاتون کو چاہئے کہ امورِ زندگی کو بہترین طریقے سے انجام دے اور خانہ داری کے باعزت مشغلہ کو اپنے لئے باعثِ افتخار سمجھے اور اپنے طرزِ عمل سے پڑھی لکھی خواتین کی لیاقت و برتری کو ثابت کرے نہ کہ پڑھے لکھے ہونے کا عذر کر کے کسی کام میں ہاتھ نہ لگائے اور اس طرح پڑھی لکھی خواتین کو بدنام کرے۔ تعلیم حاصل کرنے کا مطلب بیکار گھومنا اور ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنا نہیں بلکہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے انجام دینا اور ایک مدبر اور سلیقہ مند خاتونِ خانہ کی مثال قائم کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمائیے۔

ایک شخص جس نے ایک انٹر پاس لڑکی سے شادی کی تھی عدالت میں کہا کہ میری بیوی گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتی اور جب میں اعتراض کرتا ہوں تو کہتی ہے برتن دھونا' کھانا پکانا'

کپڑے دھونا اور بچے پالنا ایک انٹرپاس عورت کا کام نہیں ہے اگر تمہیں میرے طور طریقے پسند نہیں ہیں تو مجھ کو طلاق دے دو اور ایک نوکرانی سے شادی کر لو۔ پرسوں رات کو میں نے اپنی انٹر پاس بیوی کے رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کو کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کے وقت میں نے دسترخوان بچھایا اور اپنی بیوی کے فریم کئے ہوئے سرٹیفکیٹ کو دسترخوان پر سجایا اور کہا معاف کیجئے وہی کھانا حاضر ہے جو روز حقیر کی بیگم بندہ کو کھانے کے لئے دیتی ہے میں نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ آپ کی بھی اسی کے ذریعہ پذیرائی کروں۔" (۱۰۵)

بہرحال امور خانہ انجام دینا اور خاتونِ خانہ ہونا ایک ایسا باعزت اور شریفانہ کام ہے جس کے ذریعہ عورتوں کی ہنرمندی اور لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ مناسب ہو گا کہ اس سلسلے میں خود تعلیم یافتہ خواتین کے نظریات و خیالات سے روشناس ہوں۔

خانم فریدہ نوروز شیرانی (بی۔ اے) کہتی ہیں "خاتونِ خانہ کو چاہئے کہ امورِ خانہ داری میں ماہر ہونے کے علاوہ وہ اپنے شوہر کی اچھی ساتھی' اپنے بچوں کی اچھی ماں ہو اور ایک اچھی میزبان ہو۔"

بچوں کی ڈاکٹر مسز نفیسی کہتی ہیں:۔ "میری نظر میں گھر کی مالکہ وہی عورت ہوتی ہے۔ جو دفتر میں کام نہ کرتی ہو کیونکہ ہمارے ملک میں دفتروں میں غذا کا مناسب انتظام نہ ہونے اور بچوں کے لئے نرسری اسکول وغیرہ کی کمی کے سبب کام کرنے والوں کو پوری طرح سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ لہٰذا ایک کام کرنے والی ماں اپنے شوہر اور بچے کی طرف سے فکرمند رہتی ہے۔"

میڈیکل کالج کی مسز صغریٰ یکتا کہتی ہیں:۔ "خاتون خانہ کم بجٹ میں ایک گھر کو صاف و ستھرا اور آراستہ رکھ سکتی ہے۔ اپنے شوہر کے غم اور خوشی میں شریک ہو سکتی ہے اور اپنے شوہر کی سماجی اور ذہنی حالت سے غافل نہیں ہوتی۔"

مسز ایران نعیمی کہتی ہیں:۔ "گھر کی مالکہ ایسی خاتون ہوتی ہے جو غیر ضروری تفریحات میں کمی کرے اور اس کا مقصد گھر کی حالت بہتر بنانا ہو اور آمدنی کے لحاظ سے اپنے خاندان کے اخراجات چلانا جانتی ہو۔" (۱۰۶)

صفائی

خانہ داری کے اہم فرائض میں سے ایک کام گھر کے سامان کو صاف و ستھرا رکھنا ہے۔ صفائی اہل خاندان کی صحت و سلامتی میں معاون ثابت ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ صاف ستھرے گھر میں رہنے سے دل ہشاش بشاش رہتا ہے۔ مرد کو گھر میں کشش محسوس ہوتی ہے صفائی خاندان کی سربلندی اور عزت کا سبب بنتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ "دین کی بنیاد صفائی پر رکھی گئی ہے۔"(۱۰۷)

ایک اور مقام پر آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ "اسلام پاک و پاکیزہ ہے تم بھی پاکیزہ رہنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ صرف پاک و پاکیزہ لوگ ہی بہشت میں جائیں گے۔"(۱۰۸)

گھر کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھئے۔ ہر روز جھاڑو دیجئے اور گرد و غبار صاف کیجئے۔ دن بھر میں اگر کوئی جگہ گندی ہو جائے تو اس کو فوراً صاف کر دیجئے۔ یونہی نہ چھوڑ دیجئے کہ جب جھاڑو دی جائے گی تو اسے بھی صاف کر دیا جائے گا۔ کمروں کی چھتوں اور در و دیواروں کو صاف کیجئے۔ جالے صاف کیجئے۔ فرنیچر کرسی اور گھر کے تمام سامان کو صاف کیجئے۔ دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشوں کو صاف کیجئے۔ کوڑے کرکٹ کو بند منہ کے برتن میں ڈالئے اور کمروں و باورچی خانہ سے دور رکھئے تاکہ کھانے پینے کی چیزیں آلودہ ہونے سے محفوظ رہیں۔ کوڑے دان کو جلدی جلدی خالی کر لیا کیجئے۔ ورنہ دیر تک کوڑا پڑا رہنے سے سڑاند پیدا ہو جائے گی اور کیڑے پڑ جائیں گے۔ گندگی اور کوڑے کرکٹ کو گلی میں گھروں کے سامنے نہ پھینکئے۔ کیونکہ یہ چیز حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف ہے اس میں جراثیم پیدا ہو کر ہوا اور مکھیوں کے ذریعہ نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ خود آپ کی صحت و سلامتی کے لئے ضرر رساں ثابت ہو سکتے ہیں۔ کوشش کیجئے بچے صحن یا باغیچہ میں پیشاب نہ کریں البتہ اگر کوئی چارہ ہی نہ ہو تو صحن کے کنارے انہیں بٹھایئے اور فوراً اس کی جگہ کو پانی سے دھو ڈالئے تاکہ بدبو نہ آئے اور جراثیم پیدا نہ ہوں بطورِ مجموعی کوشش کیجئے کہ آپ کے گھر کا کونہ کونہ صاف ستھرا ہے اور کہیں بھی گندگی نہ ہو اور کیڑے پیدا ہونے کا امکان نہ رہے۔

جھوٹے اور چکنے برتنوں کو جہاں تک ہو سکے فوراً دھو ڈالئے۔ اگر یونہی چھوڑ دیا تو ممکن ہے جراثیم پیدا ہو کر آپ کی صحت و سلامتی کے لئے خطرہ بن جائیں برتنوں کو صاف پانی سے

دھویئے۔ اور اگر حوض یا کسی جگہ جمع کیے ہوئے پانی سے دھوئے ہوں تو بعد میں ایک بار اس پر پاک وصاف پانی ڈال دیجئے۔ کیونکہ ممکن ہے رکے ہونے کے سبب حوض کا پانی آلودہ ہو اور آپ کی صحت کے لئے ضرر رساں ہو۔ برتنوں کو دھونے کے بعد ایک مناسب و محفوظ جگہ پر رکھ دیجئے۔ بہتر ہے اس پر ایک صاف کپڑا ڈال دیں۔ میلے کپڑوں خصوصاً بچے کے پیشاب پاخانہ کے کپڑوں کو کمروں اور باورچی خانہ سے دور رکھئے اور اس طرح رکھئے کہ مکھیاں جن کے پاس طرح طرح کے جراثیم ہوتے ہیں۔ اس پر نہ بیٹھیں اور ان کپڑوں کو جہاں تک ہو سکے جلدی دھولیا کیجئے۔ ہمیشہ صاف ستھرے کپڑے پہنئے اور بچوں کو بھی صاف ستھرا رکھئے۔ خاص طور پر نیچے پہننے والے کپڑے ہمیشہ صاف ہونے چاہیں کیونکہ وہ براہ راست بدن سے مس ہوتے ہیں۔

گوشت، دالوں اور دوسری کھانے والی چیزوں کو پکانے سے پہلے خوب اچھی طرح دھولیا کیجئے۔ خاص طور پر سبزیوں کو کئی بار بہت احتیاط سے دھونا چاہئے کیونکہ اکثر اس میں کیڑے اور جراثیم ہوتے ہیں، جو بہت نقصان دہ ہوتے ہیں۔ پھلوں کو کھانے سے پہلے خوب اچھی طرح مل کر دھولینا چاہئے کیونکہ درختوں پر اکثر کیڑے مارنے والی دوائیں چھڑکی جاتی ہیں۔ اس لئے اس بات کا امکان رہتا ہے کہ اس میں زہر سرایت کر گیا ہو۔ ہو سکتا ہے اس کا فوری اثر نہ ہو لیکن بعد میں اس کا یقیناً اثر ہوگا۔ کھانے سے قبل اپنے اور بچوں کے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیا کیجئے۔ اگر چھری کانٹے سے کھانا کھائیں تب بھی ہاتھوں کا دھولینا بہتر ہے۔ ممکن ہے آلودہ ہوں، آپ کی تندرستی کے لئے نقصان دہ بن جائیں۔ کھانا کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں اور دانتوں کو دھویئے۔ دانتوں میں خلال کرنا چاہئے۔ دانتوں اور مسوڑھوں میں کھانے کے اجزاء رہ جاتے ہیں جو سڑتے ہیں اور ان میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہر دفعہ کھانے کے بعد دانتوں میں برش کریں۔ لیکن اگر یہ آپ کے لئے مشکل ہو تو کم سے کم رات کو سونے سے پہلے ضرور برش کر لیا کریں۔ اس طرح آپ اپنے دانتوں کی حفاظت کر سکیں گی اور آپ کی تندرستی بھی قائم رہے گی۔ اپنے ناخنوں کو ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور کاٹا کریں۔ ناخن بڑے ہونے سے جراثیم پیدا ہونے کا خدشہ رہتا ہے جو آپ کی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ صحت کے لئے نہانا بے حد ضروری ہے۔ بہتر ہے کم از کم ایک دن چھوڑ کر نہا لیا کریں۔ بغلوں کے نیچے اور دوسرے غیر

ضروری بالوں کو صاف کرنا صحت و سلامتی کے لئے بے حد ضروری ہے ورنہ ان غیر ضروری بالوں کے بڑھنے سے ان میں گندگی اور جراثیم پیدا ہو جانے کا امکان رہتا ہے کھانے پینے کی چیزوں کو مکھیوں سے محفوظ رکھئے۔ اسلام کی مقدس شرع میں صفائی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "خدا خوبصورتی اور زینت کرنے کو پسند فرماتا ہے اور فقر و غربت کا مظاہرہ کرنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔ خداوند عالم پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمتوں کے آثار اپنے بندوں میں دیکھے۔ اس کا لباس پاک اور صاف ستھرا ہو۔ خوشبو استعمال کرے۔ اپنے گھر کو صاف ستھرا اور سجا کے رکھے۔ گھر اور اس کے اطراف میں جھاڑو لگائے۔ غروب سے پہلے چراغ روشن کرے۔ کیونکہ یہ عمل فقر کو گھر سے دور رکھتا ہے اور روزی میں اضافہ کرتا ہے۔"(۱۰۹)

حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں۔ "میلا کچیلا آدمی ایک خراب بندہ ہوتا ہے۔"(۱۱۰)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "مکڑی کے جالوں کو اپنے گھروں سے صاف کرو کیونکہ یہ چیز ناداری کا باعث ہوتی ہے۔"(۱۱۱)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "کوڑے کرکٹ کو رات میں گھر میں نہ پڑا رہنے دو کیونکہ وہ شیطان کی جگہ ہوتی ہے۔"(۱۱۲)

پیغمبر اسلامؐ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ۔ "کوڑے کرکٹ کو گھر کے دروازے کے سامنے نہ پھینکو کیونکہ وہ شیطان کی جگہ بن جاتی ہے۔"(۱۱۳)

آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ "انسان کا لباس ہمیشہ پاک و صاف ہونا چاہئے۔"(۱۱۴)

ایک اور موقعہ پر آپؐ فرماتے ہیں۔ "میلے کچیلے رومال کو گھر میں نہ پھینکو کیونکہ وہ شیطان کی جگہ بن جاتی ہے۔"(۱۱۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "برتنوں کو دھونا اور گھر صاف کرنا روزی میں اضافہ کرتا ہے۔"(۱۱۶)

آپؑ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "برتنوں کو ڈھانک کر رکھنا چاہئے کیونکہ شیطان ان میں تھوکتا

ہے اور ان سے استفادہ کرتا ہے۔" (۱۷)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں "پھلوں کو خوب اچھی طرح دھو کر کھانا چاہئے' یہ زہر آلودہ ہوتے ہیں (۱۸)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں "ایک دن چھوڑ کر نہانا انسان کو صحت مند کرتا ہے۔" (۱۹)

حضرت رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے "اگر میری امت کے لئے دشوار نہ ہوتا تو میں واجب کر دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔" (۲۰)

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ "جمعہ کے دن ناخن کاٹنا جذام' جنون' برص اور اندھے پن جیسے امراض سے دور رکھتا ہے۔" (۲۱)

روایات میں ملتا ہے کہ "ناخنوں کے نیچے شیطان کی خوابگاہ ہوتی ہے۔" (۲۲)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں "کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کو دھونا عمر کو بڑھاتا ہے' لباس کو میلے ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور آنکھوں کو نورانی بناتا ہے۔" (۲۳)

گھر کی سجاوٹ

ایک صاف ستھرا سجا ہوا مکان جس میں گھر کی تمام چیزیں سلیقے سے مناسب اور مخصوص جگہ پر رکھی ہوں ہر لحاظ سے ایک بے ترتیب اور بدسلیقہ مکان پر فوقیت رکھتا ہے۔ اول تو یہ کہ ترتیب اور سلیقہ گھر کو رونق و خوبصورتی عطا کرتا ہے اور ایسے گھر کو بار بار دیکھنے سے نہ صرف یہ کہ آنکھوں کو برا نہیں لگتا بلکہ مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح گھرداری کے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔ گھر کی مالکہ کا وقت ضرورت کی چیزوں کو ڈھونڈنے میں برباد نہیں ہوتا کیونکہ ہر چیز کی جگہ مخصوص ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہوئی اسے وہیں سے اٹھا لیا اور کام ختم ہونے کے بعد اسی جگہ رکھ دیا۔ اس طرح کام آسانی سے انجام پاتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ ایک صاف ستھرا اور مرتب و منظم گھر' گھر کی مالکہ کے ذوق و سلیقہ کو

ظاہر کرتا ہے۔ مرد کو بھی صاف ستھرے گھر میں جاذبیت اور کشش محسوس ہوتی ہے اور گھر اور گھر والوں سے اس کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے اور گھر سے باہر اپنا وقت نہیں گزارتا۔

چوتھے یہ کہ ایک سلیقے سے آراستہ کیا ہوا گھر گھر والوں کی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے جو کوئی اسے دیکھتا ہے اس کی دلکشی اور خوبصورتی سے فرحت محسوس کرتا ہے اور گھر کی مالکہ کے ذوق و سلیقہ کی تعریف کرتا ہے۔

سجاوٹ اور آرائش کا سامان خرید کر جمع کرنے سے زندگی خوبصورت نہیں ہو جاتی بلکہ ایک خاص ترتیب و سلیقے سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ خود آپ نے بھی یقیناً ایسے دولتمند اور خوشحال گھرانے دیکھے ہوں گے جن کے پاس انواع و اقسام کے قیمتی سازوسامان کی بھرمار ہوتی ہے لیکن نظم و سلیقہ نہ ہونے کے سبب اس میں کوئی رونق نہیں ہوتی اور اس کو دیکھ کر ملال ہوتا ہے۔ اس کے برعکس آپ نے ایسے غریب گھرانے بھی دیکھے ہوں گے کہ غربت و ناداری کے باوجود ان کے گھر مرتب و منظم اور صاف ستھرے ہیں۔ ہر چیز اپنی جگہ قرینے سے رکھی ہوئی ہے۔ دراصل ایک خاص نظم و ترتیب اور سلیقہ ہی خوبصورتی ہے۔ اس بناء پر خانہ داری کے اہم فرائض میں سے ایک اہم کام' نظم و ترتیب کا خیال رکھنا ہے۔ سلیقہ مند خواتین خود بہتر جانتی ہیں کہ گھر کے سامان کو کس ترتیب سے رکھنا چاہئے۔ البتہ بیجا نہ ہوگا کہ یاد دہانی کے طور پر چند نکات بیان کر دیئے جائیں۔

گھر کے ساز و سامان کے لئے اس کی نوعیت کے اعتبار سے ایک جگہ معین کر دینی چاہئے۔ تمام برتنوں کو ایک جگہ نہیں رکھنا چاہئے۔ جن برتنوں کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے ان کو اس طرح رکھئے کہ آسانی سے نکالا جا سکے۔ مٹھائی' میوے اور ناشتہ کا سامان رکھنے والے برتنوں کو ایک جگہ رکھئے۔ شربت والے برتنوں کی ایک جگہ مقرر کیجئے۔ چائے کے برتنوں کی علیحدہ اور کھانے کے برتنوں کی ایک جگہ معین کیجئے۔ پھلوں کے لئے استعمال ہونے والے برتنوں کو ایک جگہ رکھئے۔ دہی اور فیرنی وغیرہ کے پیالوں' اور

اچار مربے کی کٹوریوں کی ایک جگہ بنائیے۔ غرضیکہ سارے سامان کو اس ترتیب سے رکھئے کہ خود آپ کے شوہر اور بچوں کو ان سب چیزوں کی مخصوص جگہ معلوم ہو اور اگر اندھیرے میں بھی کسی چیز کی ضرورت پڑجائے تو آسانی سے فوراً وہیں سے نکال لیں۔

شاید بعض خواتین سوچیں کہ مذکورہ باتیں امیروں اور دولتمندوں کے لئے تو بہت اچھی ہیں کہ ان کے پاس سہولت کے سارے سامان موجود ہیں۔ لیکن سادہ اور معمولی زندگی کے لئے ان سب لوازمات کی کیا ضرورت ہے۔ جی نہیں۔ یہ خیال درست نہیں۔ جو کچھ بھی گھر کا سامان ہو اسے سلیقے اور ترتیب سے رکھنا چاہئے۔ خواہ امیر ہو یا غریب۔ معمولی اور مختصر سامان بھی قرینے سے رکھا ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً گھر کے تمام برتنوں کی ایک جگہ معین کردیجئے اور ہر قسم کے برتن کے لئے ایک گوشہ مخصوص کردیجئے۔ گرمیوں کے کپڑوں کے لئے ایک جگہ معین کردیجئے اور جاڑوں کے کپڑوں کی دوسری جگہ بنا دیجئے۔ اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑوں کی جگہ مقرر کردیجئے۔ روز مرہ استعمال کے کپڑوں کو اس طرح رکھئے کہ نکالنے میں آسانی ہو اور دوسرے کپڑوں کو محفوظ تر جگہ پر رکھئے۔ میلے کپڑے رکھنے کی مخصوص جگہ بنا دیجئے۔ روز استعمال میں آنے والے بستروں کو سامنے رکھئے اور مہمانوں کے استعمال کے لئے لحاف، گدوں، کمبل وغیرہ کو اندر رکھئے۔ کھانے کے بعد جھوٹے چکنے برتنوں کو فوراً جمع کرکے دھونے کی معین جگہ پر رکھ دیجئے۔ گھر کی سجاوٹ کے سامان کے لئے مناسب جگہ مقرر کیجئے۔ تاکہ ہر چیز اپنی معین جگہ پر رکھی رہے۔ آپ کے بچوں کے کپڑے کمروں میں بکھرے نہ پڑے رہیں بلکہ انہیں عادت ڈلوائیے کہ کپڑے اتار کر الماری میں رکھیں۔ کھونٹی یا اسٹینڈ پر ٹانگیں بچوں کو نصیحت کیجئے کہ اپنے سامان مثلاً بستہ، قلم، کتابیں جگہ پر رکھا کریں۔ اطمینان رکھئے اگر آپ ترتیب اور سلیقے سے کام لیں گی تو آپ کے بچوں کی بھی یہی عادت پڑ جائے گی۔

پھوہڑ عورتیں اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے گھر کی بدنظمی کا الزام بچوں کے سر تھوپتی ہیں مگر یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ بچے ماں باپ کی تقلید کرتے

ہیں۔ اگر ماں باپ سلیقہ مند ہوں گے تو وہ بھی سلیقہ سیکھیں گے۔ شروع میں بچے نظم و ترتیب کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ سلیقہ مند ہوتے ہیں۔ لیکن جب گھر کی بے ڈھنگی اور بد انتظامی دیکھتے ہیں تو وہ بھی یہی سیکھتے ہیں۔

روپیہ پیسہ' قیمتی کاغذوں مثلاً چیک' بانڈ' سرٹیفکیٹ اور سندوں وغیرہ کو ایسی محفوظ جگہ پر رکھئے جو چھوٹے بچوں کی دسترس سے دور ہو۔ کیونکہ اگر آپ کی غفلت سے ضائع ہو جائے تو بعد میں بچوں کو مارنے پیٹنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا حادثہ وقوع میں آنے سے پہلے ہی اس کا علاج کر لینا چاہئے۔ معصوم بچے کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ قصور بد سلیقہ ماں کا ہوتا ہے جس نے قیمتی شئے کو حفاظت سے نہیں رکھا۔

اس سلسلے میں ذیل کے واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔

"ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین ہزار روپے دیئے اور حفاظت سے رکھنے کی تاکید کی اس نے روپیہ لے کر طاق میں رکھ دیئے اور کسی معمولی کام سے باہر چلی گئی۔ جب کمرے میں واپس آئی تو وہاں روپے موجود نہیں تھے۔ گھبرا کے ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ اس کا پانچ سالہ بچہ صحن میں کوئی چیز جلا رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے۔ ماں یہ دیکھ کر اس قدر غضبناک ہوئی کہ اپنے پانچ سالہ بچے کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اتفاق سے بچہ فوراً مر گیا۔ وحشت زدہ ماں' بچے کے بیجان جسم کو دیکھ رہی تھی کہ اسی وقت اس کا شوہر آگیا اور ماجرا دریافت کیا۔ بیوی نے واقعہ بیان کیا۔ مرد نے طیش میں آکر بیوی کو خوب مارا پیٹا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر پولیس کو اس واقعہ کی رپوٹ دینے چلا گیا۔ لیکن پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں اس کی کسی گاڑی سے ٹکر ہو گئی۔ اب اس مرد کی حالت بیحد نازک ہے۔" (۱۲۳)

آپ کے خیال میں اس واقعہ میں اصل قصور وار کون ہے؟ اس کا فیصلہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات و حادثات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے خود آپ کی زندگی میں بھی واقع ہوئے ہوں۔

دواؤں' خطرناک اور زہریلی چیزوں حتیٰ کہ مٹی کے تیل اور پیٹرول کو ایسی جگہ رکھیں

جو چھوٹے اور نا سمجھ بچوں کی دسترس سے باہر ہو۔ کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ نا سمجھی کے سبب سے پی لیں اور ختم ہو جائیں۔ اور پھر آپ ساری عمر روتی رہیں احتیاط کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے لیکن غفلت اور بے احتیاطی سے سینکڑوں خطرے لاحق ہو جاتے ہیں۔ ایسے معصوم بچے جو بدسلیقہ ماں باپ کی غفلت سے تلف ہوئے اور ہو رہے ہیں ان کی فہرست طویل ہے۔ ان میں سے بعض کی خبریں اخبار و رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں یاددہانی کے طور پر چند سچے واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

"دو چھوٹے چھوٹے بہن بھائی' جن کی عمریں چھ سال اور چار سال تھیں' ایک برتن میں بھرے ڈی ٹی دوا (D.D.T) کے محلول کو لسی سمجھ کے پی گئے۔ چھوٹی بچی تو فوراً مرگئی۔ دونوں بچے گھر میں تنہا تھے۔ جب انہیں پیاس لگی تو پانی کے بجائے ڈی ڈی ٹی دوا کے محلول کو لسی سمجھ کر پی گئے۔ اسپتال میں بچوں کی ماں نے بتایا کہ کل رات میں نے تھوڑا سا ڈی ڈی ٹی پاؤڈر پانی میں گھول کر رکھا تھا کہ چوہوں کے بلوں میں ڈالوں گی کہ یہ حادثہ رونما ہو گیا۔" (۱۲۵)

"ایک بچے نے پانی کی جگہ مٹی کا تیل پی لیا۔ ایک پانچ سالہ بچے نے ماں کے پیر درد کی دو گولیاں کھالیں۔ انہیں اسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔" (۱۲۶)

آخر میں یہ بھی عرض کردیں کہ نظم و ضبط بہت اچھی چیز ہے لیکن نہ اس حد تک کہ آپ کا اور آپ کے شوہر کا سکون و چین سلب ہو جائے۔ صفائی اور طہارت اگر حد سے تجاوز کر جائے اور وہم آزادی سلب ہوجانے کی حد تک بڑھ جائے تو خود ان خاندانوں کے لئے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے اور علیحدگی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ ذیل کا واقعہ سنیں:۔

ایک شخص کہتا ہے۔ "اپنی بیوی کی عجیب و غریب پاکیزگی نے تو مجھے دیوانہ بنادیا ہے۔ شام کو جب آفس سے تھکا ہارا گھر آتا ہوں تو میرے لئے لازم ہے کہ حوض کے یخ بستہ پانی سے سات دفعہ پاؤں دھوؤں۔ جوتوں کو مخصوص جگہ پر رکھوں۔ گھر کی مخصوص چپل پہنوں۔ باتھ روم کی مخصوص چپل پہنوں' باورچی خانہ' ڈرائنگ روم'

غرضکہ گھر میں ہر جگہ احتیاط برتوں۔ لباس کو اس کی مخصوص جگہ پر ٹانگوں۔ اگر سگریٹ پینے کی اجازت دے تو مخصوص کمرے میں جا کر پیوں تاکہ پورے گھر میں اس کی بو نہ پھیلے۔ مختصر یہ کہ میں نے ایک عمر نہایت اطمینان و آزادی کے ساتھ گزاری ہے لیکن اس چار سالہ شادی شدہ زندگی میں میری حالت قیدیوں سے بدتر ہو گئی۔ کیا ضرورت ہے کہ انسان اس قدر صفائی پسند ہو یہ وہم ہے اور میں وہم سے بیزار ہوں۔" (۱۴۷)

کسی بھی کام میں افراط و تفریط اچھی نہیں ہوتی بلکہ ہر حال میں میانہ روی سے کام لینا چاہئے۔ نہ اس قدر بے ڈھنگی کارفرما ہو کہ زندگی کی حالت ابتر رہے اور نہ اتنا زیادہ نظم و ضبط کا لحاظ رکھا جائے کہ وہم کی حد تک بڑھ جائے اور آپ کا سکون و چین درہم برہم ہو جائے۔

کھانا پکانا

امورِ خانہ داری میں ایک اہم کام کھانا پکانا بھی ہے جس کے ذریعہ خواتین کے ذوق اور سلیقہ کا پتہ چلتا ہے ایک سلیقہ مند اور باذوق گھر کی مالکہ کم خرچ میں بہترین اور لذیذ غذائیں تیار کرتی ہے لیکن ایک بدسلیقہ خاتون زیادہ خرچ کرکے بھی مزیدار کھانے تیار نہیں کرپاتی۔ خواتین لذیذ اور مزیدار کھانوں کے ذریعہ اپنے شوہر کو گھر کی طرف راغب کرسکتی ہیں جو خواتین اس گُر سے واقف ہیں ان کے شوہر خوش ذائقہ کھانوں کے شوق میں ہوٹلوں میں وقت نہیں گنواتے۔

حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے بدن میں خوشبو لگائے۔ کھانا پکانے کے فن میں ماہر ہو اور زیادہ خرچ نہ کرے ایسی عورت کا شمار خدا کے عمال میں ہوگا اور خدا کے عامل کو کبھی بھی شکست اور پشیمانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔" (۱۴۸)

اس موقعہ پر کھانا پکانے کے فن پر بحث کرنا اور کھانے تیار کرنے کی ترکیب بیان کرنا راقم کے موضوعِ سخن سے خارج ہے۔

البتہ اس سلسلے میں صحت بخش غذاؤں اور کھانا پکانے کے ماہرین کی لکھی ہوئی

کتابیں آسانی سے دستیاب ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ اور اپنے ذاتی تجربہ و سلیقہ سے کام لے کر خوش ذائقہ اور قوت بخش کھانے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ البتہ یہاں پر چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(ا) ۔ کھانا صرف لذت حاصل کرنے اور پیٹ بھرنے کی خاطر نہیں کھایا جاتا بلکہ کھانا کھانے کا مقصد صحت و سلامتی کا تحفظ اور بدن کے خلیوں کو زندہ رکھنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کو بہم پہنچانا ہے۔ لازمی اجزاء مختلف قسم کی غذاؤں' پھلوں' سبزیوں' دالوں اور گوشت وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر انہیں چھ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پانی

۲۔ معدنی مواد مثلاً کیلشیم فاسفورس' لوہا' تانبا۔

۳۔ نشاستہ (STARCH) والی چیزیں۔

۴۔ چربی

۵۔ پروٹین

۶۔ مختلف وٹامن مثلاً وٹامن بی' وٹامن سی' وٹامن ڈی وغیرہ۔

انسان کے بدن کا زیادہ تر وزن پانی کے ذریعہ تشکیل پاتا ہے۔ پانی منجمد غذاؤں کو حل کرتا ہے تاکہ آنتوں کے ذریعہ جذب ہوجائیں۔ بدن کے درجہ حرارت کو کنٹرول کرتا ہے۔ معدنی مواد دانتوں اور ہڈیوں کی نشوونما اور عضلات کے کام کی تنظیم کے لئے بھی لازمی ہے۔

نشاستہ اور شکر والی چیزیں انرجی پیدا کرتی ہیں۔ چربی انرجی اور حرارت پیدا کرتی ہے۔ پروٹین بدن کی نشوونما اور پرانے CELLS کی تجدید کے لئے ضروری ہے۔ وٹامنز بدن کی نشوونما' ہڈیوں کی مضبوطی اور اعصاب کی تقویت اور بدن کی مشینری کو چلانے اور آنتوں میں غذاؤں کے جذب ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ مذکورہ مواد انسان کی صحت و سلامتی کے تحفظ اور زندہ رہنے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا

اہم رول ہے اور وہ بدن کی کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی فقدان یا کمی یا زیادتی انسان کی زندگی و سلامتی کے لئے مضر ہے۔ اور علاج اور خطرناک امراض پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔ سلامتی و بیماری' عمر کی درازی اور کوتاہی' اعصاب کی سلامتی و نفسیاتی بیماریاں' خوشی و افسردگی' خوبصورتی و بدصورتی' غرضیکہ وہ تمام حادثات و اثرات جن سے انسان کا بدن دوچار ہوتا ہے' ان سب کا غذا کی کیفیت سے گہرا تعلق ہے۔

ہم جو کچھ کھاتے ہیں اسی سے ہماری نشوونما ہوتی ہے اگر انسان جان لے کہ کیا چیز اور کتنی مقدار میں کھانا چاہئے تو کم بیمار پڑے گا۔ بدقسمتی تو یہی ہے کہ بدن کی غذائی ضروریات اور کھانے پینے کی چیزوں کی خاصیت پر توجہ دیئے بغیر' انسان اپنے پیٹ کو مزیدار غذاؤں سے بھرلیتا ہے اور اپنی صحت و سلامتی کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور جب ہوش آتا ہے اس وقت پانی سر سے اونچا ہوچکا ہوتا ہے اور بدن کی نازک مشینری فرسودہ اور تباہ ہوچکی ہوتی ہے۔ اس وقت اس طبیب اور اس طبیب' یہ دوا اور وہ دوا کی تلاش شروع ہوچکی ہوتی ہے لیکن افسوس کہ رنگ و روغن سے فرسودہ مشینری کی تعمیرو مرمت نہیں ہوسکتی۔ یہی سبب ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "پیٹ تمام بیماریوں کا مرکز ہے"۔(۱۲۹)

عموماً غذا کا انتخاب کرنا عورتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ خاندان کی صحت و سلامتی ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اس بناء پر ایک خاتونِ خانہ کے کاندھوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اگر اس سلسلے میں ذرا سی بھی کوتاہی کی تو آپ کی' شوہر اور بچوں کی تندرستی سخت خطرے سے دوچار ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کھانا پکانے کے فن میں مہارت رکھنے والے کو ایک مکمل غذا شناس بلکہ ایک ماہر طبیب بھی ہونا چاہئے۔ اس کا مقصد صرف گھروالوں کا پیٹ بھرنا ہی نہ ہو بلکہ اسے چاہئے کہ پہلے مرحلے میں' صحت و سلامتی کی حفاظت اور بدن کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کا دھیان رکھے۔ اور اس بات سے

واقف ہو کر کھانے پینے کی چیزوں میں کون کون سے اجزاء شامل کرنا لازم ہیں۔ اور کتنی مقدار میں ہونا چاہئے۔ اس کے بعد بدن کی گوناگوں ضروریات کے مطابق' کھانے پینے کی چیزوں کا انتخاب کرے۔ اور اسے خوراک کے پروگرام کا جزو قرار دے۔ اسی کے ساتھ کوشش کرے کہ ضروری اور مفید غذاؤں کو اس طرح تیار کرے کہ وہ خوش ذائقہ اور مزیدار بھی ہوں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اپنے شوہر کی نسبت عورت کا فرض ہے کہ گھر کے چراغ کو روشن کرے اور اچھی و عمدہ غذائیں تیار کرے۔" (۱۳۰)

ایک عورت نے رسولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ "شوہر کے گھر میں عورت کے خدمت کرنے کی کیا فضیلت ہے؟ فرمایا: گھر کو چلانے کے لئے جو بھی کام انجام دے' خدا اس پر لطف کی نظر فرمائے گا۔ اور جو شخص خدا کا منظورِ نظر ہو گا وہ عذابِ الٰہی سے محفوظ رہے گا۔" (۱۳۱)

انسان کی غذائی ضروریات ہمیشہ یکساں نہیں ہوتیں بلکہ مختلف سن وسال اور حالات کے مطابق ان میں فرق پیدا ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً چھوٹے بچے اور نوجوان چونکہ نشوونما کی حالت میں ہوتے ہیں ان کو معدنی مواد خصوصاً کیلشیم کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان کی غذا میں ان چیزوں کو شامل کرنا چاہئے جن میں معدنی مواد پایا جاتا ہو۔ اسی طرح بچے اور نوجوان چونکہ زیادہ فعال ہوتے ہیں بھاگ دوڑ اور کھیل کود میں ان کی انرجی زیادہ صرف ہوتی ہے اس لئے ان کو انرجی والے مواد مثلاً چربی' شکر اور نشاستہ والی غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی غذا میں ان چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ہر انسان کی غذائی ضرورت کا تعلق اس کے شغل اور کاموں کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے مثلاً ایک مزدور پیشہ انسان کو چربی' شکر اور نشاستہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کے کام میں محنت و مشقت زیادہ ہوتی ہے لیکن جن کے شغل آسان اور زیادہ محنت طلب نہیں ان کو ایک مزدور کی طرح مذکورہ مواد کی ضرورت نہیں ہے۔ گرمی کے موسم اور جاڑے کے موسم کے غذائی پروگرام بھی یکساں نہیں ہوتے۔ ایک

بیمار کا غذائی پروگرام بھی سالم افراد کے غذائی پروگرام سے مختلف ہوتا ہے۔ عموماً ایک بیمار کے لئے ہلکی اور مقوی غذائیں تیار کرنی چاہئیں۔ اس کے کھانے کے متعلق ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہئے۔ بہر حال ایک خانہ دار خاتون کو ان تمام باتوں کا دھیان رکھنا چاہئے اور ہر فرد کی احتیاج کے مطابق اس کے لئے غذا تیار کرنی چاہئے۔

ایک قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ جب انسان کا سن چالیس سے تجاوز کر جاتا ہے تو عموماً موٹاپے کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ موٹاپے کو صحت کی علامت سمجھتے ہیں لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ موٹاپے کو ایک خطرناک بیماری کہا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں گوناگوں امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ موٹے لوگ مختلف امراض مثلاً بلڈ پریشر' رگوں کا سخت ہو جانا' نیز گردے اور جگر کی بیماریوں ذیابیطس اور گال بلیڈر (GALL BLADDER) جیسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے تجربے اور بیمہ کمپنیوں کے اعداد و شمار سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ دبلے آدمیوں کی عمر موٹے آدمیوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد انسان کے بدن کی چستی میں کمی آجاتی ہے۔ جس کے سبب اس کی فعالیت بھی گھٹ جاتی ہے۔ اس لئے اسے چربی' نشاستہ اور شکر والے اجزا کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ اس سن میں بدن میں طاقت کو پیدا کرنے والی مشینری' جو کہ کیلوریز (CALORIES) کو انرجی میں تبدیل کرتی ہے' اپنا کام کم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے کیلوریز تبدیل نہیں ہوتیں اور کمر اور شریانوں کے اطراف اور بدن کے اعضاء میں جمع ہو کر موٹاپا پیدا کر دیتی ہیں۔ موٹاپے کا بہترین علاج کم خوری ہے خصوصاً چربی اور شکر و نشاستہ والی غذاؤں میں کمی کر دینی چاہئے۔

جن خواتین کو اپنے شوہر سے محبت ہے انہیں چاہئے کہ جونہی اپنے شوہر میں موٹاپے کے آثار و علائم دیکھیں فوراً اس کے غذائی پروگرام پر توجہ کریں۔ دھیان رکھیں کہ پرخوری نہ کرے۔ چکنائی' مٹھائی' ملائی وغیرہ کے استعمال پر پابندی لگا دیں۔ شکر اور نشاستہ والی غذائیں مثلاً روٹی' چاول' موٹاپا پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسا کام کریں کہ مردان کا استعمال کم کریں اور اس کی جگہ پر پروٹین والی غذائیں

مثلاً انڈا، کلیجی، گائے و بکرے اور پرندوں کا گوشت، مچھلی اور پنیر کا زیادہ استعمال کرائیں۔ کیونکہ ان غذاؤں سے بھوک بھی مٹ جائے گی اور ان میں کلوریز بھی کم پائی جاتی ہے۔ اس عمر میں دودھ سے بنی چیزوں کا استعمال بھی مناسب ہے۔ اگر ڈاکٹر نے پرہیز نہ بتایا تو پھل اور سبزیاں بھی مناسب ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سے بھی مشورہ لے لیجئے جو خواتین اپنے شوہر سے محبت کرتی ہیں ان کو ان تمام نکات کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے۔ درحقیقت شوہر کی زندگی اور سلامتی ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو کچھ بھی پکا کے سامنے رکھ دیں گی وہ اسے کھانے پر مجبور ہے۔ البتہ اگر شوہر سے دل بھر گیا ہے اور بیوہ ہونا چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ اس کو اس طرح قتل کریں کہ کسی کو بھی جرم کا پتہ نہ چلے اور پولیس کے ہاتھوں سے بچ جائیں تو ان کے لئے یہ بہت آسان نسخہ ہے کہ گھی سے تر تراتی ہوئی مزیدار غذائیں اور مٹھائیاں تیار کرکے اس کو خوب ڈٹ کر کھانے پر آمادہ کریں۔ اس کے کھانے میں روٹی اور چاول کا استعمال کرانے کے لئے اس کے سامنے لذیذ اور مرغن کھانوں سے بھرا ہوا دسترخوان بچھائیں تاکہ وہ ان غذاؤں سے اپنا پیٹ خوب بھر لیا کرے اگر اس پروگرام پر عمل کیا تو بیوہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ جلد ہی اس سے چھٹکارا مل جائے گا۔ مزید برآں بیوی کی خدمات اور خاطر تواضع کے سبب وہ اس سے خوش بھی رہے گا۔

ممکن ہے قارئینِ گرامی کہیں کہ مذکورہ غذائی پروگرام دولتمند طبقے کے لئے تو اچھا ہے جو انواع و اقسام کی لذیذ اور مہنگی غذائیں تیار کرنے پر قادر ہیں لیکن تیسرے درجے کے طبقے کے لئے، کہ جو قوم کی اکثریت پر مشتمل ہے اور شب و روز کی محنت و مشقت کے بعد دو لقموں سے اپنا پیٹ بھرنے پر مجبور ہے، قابلِ عمل نہیں۔ اس طبقے کے لوگ بدن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے غذائی پروگرام پر کس طرح عمل کرسکتے ہیں؟

لیکن قارئینِ محترم کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ خوش قسمتی سے بدن کے لئے لازمی مواد، سادہ اور فطری غذاؤں میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ اگر خاتونِ خانہ، مقوی اور صحت بخش غذاؤں سے آشنا ہو اور کھانا پکانے کے فن

میں بھی مہارت رکھتی ہو تو معمولی پھلوں' ترکاریوں' دالوں مثلاً چنے' ماش اور مسور کی دالوں' گیہوں' جو' آلو' پیاز' ٹماٹر' گاجر اور مختلف سبزیوں سے اس طرح کھانا تیار کر سکتی ہیں کہ مزیدار بھی ہو اور صحت و سلامتی کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔ البتہ سلیقہ اور ہوشیاری شرط ہے۔

مہمانداری

ایک چیز جس کا ہر خاندان کو کم یا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے وہ مہمانداری ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مہمانداری زندگی کے لوازمات میں سے ہے۔ مہمان نوازی ایک اچھی رسم ہے اس کے ذریعہ دلوں میں باہمی تعلق و ارتباط پیدا ہوتا ہے۔ محبت و الفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نفرت و کدورت دور ہوتی ہے دوستوں اور عزیزوں کے یہاں آمد و رفت اور کچھ دیر مل بیٹھنا ایک مفید اور پسندیدہ تفریح شمار کی جاتی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں۔ "مہمان کا رزق آسمان سے نازل ہوتا ہے اس کو کھلانے سے میزبان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔" (۱۳۲)

امام علی رضاؑ فرماتے ہیں۔ "سخی لوگ دوسروں کے کھانے میں سے کھاتے ہیں تاکہ ان کے کھانے میں سے وہ کھائیں۔ لیکن کنجوس دوسروں کے کھانے میں سے نہیں کھاتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کھانے میں سے وہ کھالیں۔" (۱۳۳)

حضرت رسولِ خداؐ کا ارشادِ گرامی ہے۔ "دوستوں کے ساتھ بیٹھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔" (۱۳۴)

امام محمد تقیؑ فرماتے ہیں: "دوستوں کے پاس بیٹھنا' دل کو تروتازہ اور عقل کو بار آور کرتا ہے۔ خواہ تھوڑی دیر ہی بیٹھا جائے۔" (۱۳۵)

زندگی کے اس متلاطم سمندر میں انسان کے دل و دماغ کو آرام و سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے بہتر سکون اور آرام کس طرح مہیا ہو سکتا ہے کہ کچھ وفادار دوستوں اور رشتہ داروں کی محفل میں بیٹھیں۔ کچھ اپنا حال دل کہیں کچھ ان کی سنیں۔ پر لطف گفتگو سے محبت و الفت کی محفل کو سجائیں۔ اور وقتی طور پر زندگی کی مشکلات اور

پریشانیوں کو بھلادیں۔ تفریح بھی کرلیں اور کھوئی ہوئی طاقت بھی بحال کرلیں' دل بہلائیں اور دوستی کے رشتوں کو بھی مستحکم کرلیں۔

جی ہاں۔ مہمانداری بہت عمدہ رسم ہے اور شاید ہی کوئی اس کی خوبی سے انکار کرے۔ البتہ اس سلسلے میں دو بڑی مشکلات سامنے آتی ہیں کہ جس کے سبب اکثرلوگ جہاں تک ہوسکتا ہے اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور انتہائی ضروری حالات میں ہی اس کو قبول کرتے ہیں۔

پہلی مشکل

زندگی کی چمک دمک اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی بے جا ہوس نے زندگی کو دشوار بنادیا ہے۔ گھر کے ضروری سازوسامان جو ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اور آرام کی خاطر ہوتے تھے' اپنی حقیقی صورت سے خارج ہوکر خودنمائی اور اشیائے تجمل کی شکل اختیار کرگئے ہیں۔ اسی چیز نے مہمانداری اور دوستوں اور رشتہ داروں کی آمدورفت میں کمی پیدا کردی ہے شاید کم ہی لوگ ہوں گے جو دوستوں اور رشتہ داروں کے آنے جانے کو پسند نہ کرتے ہوں۔ لیکن چونکہ حسب دلخواہ' شان و شوکت کے اسباب فراہم کرنے اور معیارِ زندگی اونچا کرنے پر قادر نہیں ہیں اور اپنے معیارِ زندگی کو سطحی سمجھتے ہیں اس لئے دوستوں سے میل جول رکھنے سے بھاگتے ہیں۔ ایک غلط خیال انسان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کی دنیا و آخرت کو تباہ کردیتا ہے۔

خاتونِ محترم! کیا دوست احباب آپ کے گھر کی شان و شوکت اور سجاوٹ کو دیکھنے کے لئے آپ کے گھر آتے ہیں۔ اگر یہی مقصد ہے تو بہتر ہے کہ دوکانوں' شو روم اور میوزیم جائیں۔ کیا آپ نے اشیائے تجمل کی نمائش لگا رکھی ہے اور اپنی خودنمائی کے لئے ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں؟ ایک دوسرے کے یہاں آمدورفت' آپسی تعلقات اور محبت کی خاطر اور تفریح کی غرض سے کی جاتی ہے نہ کہ فخرو مباہات اور خود نمائی کے لئے۔ مہمان اپنا شکم پر کرنے اور خوبصورت مناظر کا نظارہ کرنے کے لئے آپ کے گھر نہیں آتے ہیں بلکہ دعوت کو ایک قسم کی عزت افزائی سمجھتے ہیں۔ وہ خود بھی

اس قسم کی رقابتوں اور تجمل پرستی سے تنگ آگئے ہیں اور سادگی کو پسند کرتے ہیں لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس غلط رسم کا خاتمہ کر سکیں اور خود کو اس اختیاری قید و بند سے آزاد کرلیں۔ اگر آپ ان کی سادگی کے ساتھ خاطر تواضع کریں تو نہ صرف یہ کہ ان کو برا نہیں لگے گا بلکہ وہ خوش ہوں گے۔ اور بعد میں اس سادہ روش کی پیروی کر کے بغیر کسی تکلف اور پریشانی کے آپ کی بھی پذیرائی کریں گے۔ ایسی صورت میں آپ نہایت سادگی کے ساتھ دوستوں کے یہاں آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھ سکتی ہیں اور انس و محبت کی نعمت سے بہرہ مند ہو سکتی ہیں۔ لہذا اس مشکل کو آسانی کے ساتھ حل کیا جاسکتا ہے البتہ کسی قدر ہمت و جرات کی ضرورت ہے!

دوسری مشکل

مہمانداری کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ خواتین کے مشکل کاموں میں سے ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیوی چند گھنٹوں کے اندر مہمانوں کی خاطر تواضع کا انتظام کرنے پر مجبور ہے اسی سبب سے کھانے مرضی کے مطابق تیار نہیں ہوپاتے ایسی حالت میں ایک طرف میاں ناراض ہوتا ہے کہ میں نے پیسہ خرچ کیا اور اس کے باوجود میری عزت مٹی میں مل گئی۔ دوسری طرف بیوی ناراض ہے کہ میں نے اتنی زحمت اٹھائی اس کے باوجود مہمانوں کے سامنے میری بے عزتی ہوگئی وہ لوگ مجھے بدسلیقہ اور پھوہڑ سمجھیں گے۔ ان سب سے بدتر یہ کہ شوہر کی جھک جھک کے جواب میں کیا کہوں ان ہی اسباب کی بناء پر کم ہی ایسی محفلیں ہوتی ہیں جو بغیر کسی ہنگامے اور الجھن و پریشانی کے اختتام پذیر ہوں۔ اور یہ امر باعث بنتا ہے کہ بہت سے لوگ مہمانداری سے گریز کرتے ہیں اور اس کے تصور سے ہی لرزتے ہیں ـــــ ہم مانتے ہیں کہ مہمانداری آسان کام نہیں ہے لیکن اصل مشکل اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ میزبان خاتون' مہمانداری کے طور طریقوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہے اور چاہتی ہے کہ صرف دو تین گھنٹے کے اندر بہت سے مشکل اور دشوار کاموں کو انجام دے لے۔ اگر مدبّر اور تجربہ کار ہے تو بہت خوبی اور آسانی کے ساتھ بہترین طریقے سے دعوت کا انتظام کر سکتی ہے۔ اب ہم آپ

کے سامنے مہمانداری کے دو نمونے پیش کر رہے ہیں' ان میں سے جو آپ کو بہتر معلوم ہو اسے منتخب کر سکتی ہیں۔

پہلا نمونہ

میاں گھر میں داخل ہوتا ہے اور بیوی سے کہتا ہے کہ شب جمعہ دس آدمی رات کے کھانے پر آئیں گے۔ بیوی جسے گذشتہ دعوتوں کی تلخیاں یاد ہیں مہمانوں کا نام سن کر ہی اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے اور وہ اعتراض کرتی ہے۔ مرد دلائل کے ذریعہ اور خوشامد کر کے اس کو راضی کرتا ہے کہ یہ دعوت کرنا ضروری تھا۔ جس طرح بھی ہو اس دعوت کا انتظام کرو۔ اس وقت سے جمعرات تک پریشانی اور اضطراب میں گزرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جمعرات کا دن آپہنچا۔ اس روز دعوت کا انتظام کرنا ہے میاں بیوی سامان خریدنے کے لئے گھر سے باہر جاتے ہیں۔ راستے میں سوچتے ہیں کہ کیا کیا چیزیں خریدنا چاہئے۔ آخر کار دوپہر تک گھر آتے ہیں۔ بیوی کا کام دوپہر کے بعد شروع ہوتا ہے۔ دوپہر کا کھانا بھی کھایا یا نہیں کھایا' اٹھ کر کام میں مشغول ہو جاتی ہے۔ لیکن کام کوئی ایک دو تو ہیں نہیں۔ اپنے آپ کو گوناگوں کاموں کے انبار میں گھرا پاتی ہے۔ کیا کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ مثلاً سبزیاں صاف کرنا اور کاٹنا ہے۔ آلو اور پیاز سرخ کرنا ہے۔ دال چننا ہے۔ چاول چن کے بھیگنے کو رکھنا ہے۔ گوشت کو صاف کر کے قیمہ بنانا ہے۔ دو تین قسم کے کھانے پکانا چاہتی ہے۔ مرغ بھوننا ہے۔ کباب بنانا ہے۔ سالن پکانا ہے۔ پلاؤ پکانا ہے۔ چائے کا سامان ٹھیک ٹھاک کرنا ہے۔ یہ سارے کام یا تو خود تنہا انجام دے یا کسی کی مدد لے بہرحال عجلت اور پریشانی کی حالت میں کاموں میں مشغول ہے۔ سبزی کاٹنا چاہتی ہے مگر چھری نہیں چل رہی ہے ادھر اُدھر تلاش کرتی ہے۔ سالن پکانا چاہتی ہے تو دیکھتی ہے پیاز نہیں ہے۔ چاول چڑھا دیئے تو معلوم ہوا نمک ختم ہو گیا ہے۔ کسی کو نمک اور پیاز خریدنے بھیجتی ہے۔ کھانا پکانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس کو ڈھونڈنے میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ کبھی نوکر پر چیختی چلاتی ہے۔ کبھی بچی کو ڈانٹتی پھٹکارتی ہے۔ کبھی بیٹے کو برا بھلا کہتی ہے۔ کھانا پکانے کے دوران

اسٹو کا تیل یا گیس ختم ہو جاتی ہے۔ اے خدا اب کیا کرے؟

اسی حالت میں دروازے کی گھنٹی بجتی ہے اور ایک ایک کر کے مہمان آنا شروع ہو جاتے ہیں بیچارہ شوہر جو اپنی بیوی کی پریشانی اور اضطراب سے آگاہ ہے' دھڑکتے دل سے مہمانوں کا استقبال کرتا ہے۔ دعا و سلام کے بعد چائے لانے جاتا ہے تو دیکھتا ہے ابھی تو چائے کا پانی بھی پکنے کو نہیں رکھا گیا ہے۔ بیٹے یا بیٹی کو ڈانٹتا ہے کہ ابھی تک چائے کا پانی ابلنے کے لئے کیوں نہیں رکھا گیا۔ چائے تیار ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابھی دودھ نہیں پکایا گیا ہے' یا چائے کے برتن نہیں نکالے گئے ہیں۔ خدا خدا کر کے چند بار اندر باہر کے چکر لگانے کے بعد چائے کی چند پیالیاں مہمانوں کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ نظریں مہمانوں پر ہیں لیکن دل باورچی خانے میں لگا ہوا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ باورچی خانہ میں کیا ہنگامہ برپا ہے۔ دوستوں کی پر لطف باتوں کا جواب پھیکی مسکراہٹ سے دیا جاتا ہے لیکن دل اس دعوت کے انجام سے خوفزدہ ہے۔ سب سے بدتر تو جب ہوتا ہے کہ مہمانوں میں عورتیں بھی ہوں۔ یا مدعو حضرات رشتہ داروں میں سے ہوں۔ ایسی حالت میں ہر ایک مہمان پوچھتا ہے کہ آپ کی بیگم کہاں ہیں؟ شوہر جواب دیتا ہے کام میں مشغول ہیں' ابھی آتی ہیں۔ کبھی بیوی مجبوراً کاموں کے بیچ میں سے اٹھ کر ذرا دیر کے لئے مہمانوں کے پاس چلی آتی ہے۔ لرزتے دل اور خشک ہونٹوں کے ساتھ سلام اور مزاج پرسی کرتی ہے لیکن کیا کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟ فوراً عذر کر کے واپس آجاتی ہے۔ آخر کار کھانا تیار ہوتا ہے لیکن وہ کھانے جو اس صورت سے تیار کئے گئے ہوں ان کا حال تو ظاہر ہی ہے۔ کھانا پکانے سے فرصت ملی تو اب سلاد بنانے کا کام باقی ہے۔ دہی کی بورانی بنانی ہے۔ چٹنی اچار برتنوں میں نکالنا ہے۔ کھانے کے برتنوں کو صاف کرنا ہے۔ بدبختی تو یہ ہے کہ سامان اور برتنوں کی بھی کوئی خاص جگہ نہیں ہے' ہر چیز کو ادھر ادھر سے تلاش کرنا ہے۔ خیر صاحب کھانا لگایا جاتا ہے۔ مہمان کھانا کھا کر رخصت ہوتے ہیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ کسی چیز میں نمک تیز ہے۔ کسی میں نمک پڑا ہی نہیں ہے۔ کوئی چیز جل گئی۔ کچھ کچا رہ گیا۔ گھبراہٹ کے مارے بعض ڈشز کو لانا ہی

بھول گئیں۔ بیوی تقریباً بارہ بجے رات کو کاموں سے فراغت پاتی ہے لیکن تھکی پریشان۔ دوپہر سے اب تک ایک لمحہ بھی سر اٹھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ اتنی بھی فرصت نہیں ملی کہ مہمانوں کے پاس بیٹھ کر ان سے ذرا دیر باتیں کرتی۔ حتیٰ کہ ٹھیک سے سلام اور احوال پرسی بھی نہ کر سکی۔

لیکن مرد کو سوائے پریشانی اور غم و غصہ کے کچھ ہاتھ نہیں لگا۔ اتنا پیسہ خرچ کرنے کے بعد بھی کھانا ٹھیک سے نہیں پکا۔ دعوت کر کے پشیمانی اٹھانی پڑی۔ ممکن ہے غم و غصہ کی شدت سے جھگڑا کرے اور تھکی ہاری بیوی کو سخت سست کہے۔ اس طرح کی دعوت سے نہ صرف یہ کہ میاں بیوی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات شدید اختلاف اور کشمکش کا باعث بنتا ہے اگر خیریت گزر گئی تو طے کر لیتے ہیں کہ آئندہ کبھی ایسا شوق نہیں کریں گے۔

مہمان بھی چونکہ میزبان کی پریشانی اور اضطرابی کیفیت سے باخبر ہو جاتے ہیں ان کو بھی اچھا نہیں لگتا اور کھانے پینے میں ذرا بھی لطف نہیں آتا۔ اپنے دل میں کہتے ہیں کاش ایسی محفل میں نہ آئے ہوتے بلاوجہ ہی میزبان کو ہماری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی۔

یقین ہے قارئین کرام میں سے کسی کو بھی ایسی دعوت اچھی نہیں لگے گی جو دردِ سر بن جائے اور آپ بھی اس میں شرکت سے گریز کریں گے۔

کیا آپ جانتی ہیں ان تمام پریشانیوں کی وجہ کیا ہے؟

اس کی وجہ صرف بدنظمی اور مہمانداری کے فن سے عدم واقفیت ہے ورنہ مہمانداری اتنا بھی دشوار کام نہیں ہے۔

اب ایک اور نمونہ پر توجہ فرمایئے:۔

مرد گھر میں داخل ہوتا ہے بیوی سے کہتا ہے میں نے جمعہ کی رات کو دس افراد کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ بیوی جواب دیتی ہے بہت اچھا کیا۔ کیا کیا چیزیں تیار کروں؟ اس کے بعد دونوں باہم مشورہ کر کے کھانے کی فہرست تیار کرتے ہیں اس کے بعد

نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ دعوت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کو مع مقدار کے ایک کاغذ پر نوٹ کرلیتے ہیں ایک مرتبہ پھر بھی اچھی طرح اس فہرست کو پڑھ لیتے ہیں۔ کہ کہیں کوئی چیز رہ تو نہیں گئی۔ دوبارہ اس کا جائزہ لینے کے بعد ان میں سے جو چیزیں گھر میں موجود ہیں ان کو کاٹ کر جن چیزوں کو خریدنا ہے ان کو ایک الگ کاغذ پر لکھ لیتے ہیں۔ اولین فرصت میں ان چیزوں کو خرید کر رکھ لیتے ہیں جمعرات کے دن کہ ابھی مقررہ دعوت میں ایک روز باقی ہے' بعض کام انجام دے لئے۔ مثلاً میاں بیوی اور بچوں نے فرصت کے وقت تعاون سے کام لیتے ہوئے گھر کی صفائی کر ڈالی۔ سبزیاں صاف کر کے رکھ لیں۔ چاول' دال کو چن لیا۔ نمک دان میں نمک بھر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ ضرورت کے برتنوں کو نکال کے دھو لیا۔ مختصر یہ کہ جو کام پہلے سے انجام دیئے جا سکتے ہیں ان کو تفریح کے طور پر سب نے مل کر کر لیا۔ (بعض ڈشز مثلاً فیرنی یا دوسری کوئی میٹھی ڈش ایک دن پہلے تیار کر کے فریج میں رکھی جا سکتی ہے۔ کبابوں کا قیمہ پیس کر فریج میں محفوظ کیا جا سکتا ہے) جمعہ کی صبح کو ناشتے سے فراغت کے بعد بعض کام انجام دے لئے مثلاً گوشت کے ٹکڑے کاٹ لئے۔ مرغ کو صاف کر کے بھون لیا۔ پیاز کاٹ کے سرخ کرلی۔ کھانوں کے مصالحے پیس لئے' چاول بھگو دیئے مختصر یہ کہ کچھ کام دوپہر سے پہلے انجام دے گئے ظاہر ہے جب یہ سارے کام صبر و حوصلے کے ساتھ انجام دیئے جائیں گے تو بیوی کے لئے چنداں مشکل نہیں ہوگی کہ باقی کاموں کو بھی انجام دے اور امور خانہ داری کے دوسرے کاموں کو بھی آسانی سے کر سکے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑا سا آرام کر کے بقیہ کاموں میں مشغول ہو گئیں۔ کام زیادہ نہیں ہے کیونکہ اکثر کاموں کو تو پہلے ہی کر کے رکھ لیا ہے۔ سارا سامان بھی ترتیب و سلیقہ سے رکھا ہے۔ ایک دو گھنٹے کے اندر بغیر کسی چیخ و پکار اور دوڑ بھاگ کے باقی کام انجام دے لئے۔ اس طرح سے کہ رات کے لئے کوئی کام باقی نہ بچا۔ اس کے بعد خود صاف ستھرے کپڑے پہن کر تیار ہو گئیں۔ مہمانوں کے آنے کا وقت ہوا تو پہلے سے چائے کا پانی ابلنے کو رکھ دیا۔ اگر مہمان رشتہ دار اور محرم ہیں تو ان کے استقبال کے

لئے خود آگے بڑھیں اور بغیر کسی فکر و تردد کے ان کی خاطرمدارت میں لگ گئیں۔ بیچ میں کبھی کبھی باورچی خانہ کا بھی ایک چکر لگا لیا۔ کھانے کے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ سارا کھانا تیار ہے اگر ضروری ہوا تو شوہر اور بچوں سے بھی اس وقت مدد لے لی۔ جلدی سے آسانی کے ساتھ کھانا چن دیا گیا۔ مہمان بھی انتہائی خوشی و سکون کے ساتھ کھانا کھانے میں لذت محسوس کریں گے اور اس طرح مسرت و انبساط کے ماحول میں دعوت ختم ہو گئی۔

نتیجہ

مہمان لذیذ اور مزیدار کھانوں کی لذت کے ساتھ ساتھ' انس و محبت کی نعمت سے بھی لطف اندوز ہوں گے اور پر مسرت ماحول میں فرحت حاصل کریں گے۔ اس رات کی خوشگوار یادوں اور میزبان کے بشاش چہرہ کو فراموش نہیں کریں گے۔ میزبانوں کی گرم جوشی اور خاتون خانہ کے سلیقے کی تعریف کریں گے۔ میاں بھی نہایت اطمینان و سکون کے چند گھنٹے مہمانوں کے ساتھ گذار کر مفید اور بہترین تفریح کر لیتا ہے' چونکہ اپنے دوستوں کی اچھی طرح سے خاطرمدارت کر سکتا ہے اس لئے خوش و خرم ہے اور ایسی باسلیقہ بیوی کے وجود پر' جس نے اپنے ذوق و سلیقہ سے ایسی عمدہ دعوت کا اہتمام کیا ہے فخر کرتا ہے اور ایسی لائق بیوی اور گھر سے اس کی دلچسپی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

بیوی نے بھی چونکہ صبر و سکون کے ساتھ دعوت کا انتظام کیا ہے اس لئے وہ بھی تھکن سے چور' چور نہیں ہے غصہ اور پریشانی کے عالم میں نہیں ہے اپنے شوہر اور مہمانوں کے سامنے سربلند ہے اور خوش ہے کہ بغیر کسی پریشانی اور الجھن کے مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطر تواضع کی گئی وہ اپنی لیاقت اور سلیقے کا ثبوت دے کر اپنے شوہر کے دل کو اپنے بس میں کر لیتی ہے۔ ان دونوں نمونوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ غور کریں کہ کون سا طریقہ کار درست تھا اور آپ کس کا انتخاب کریں گی۔

امین خانہ

گھر کے اخراجات کا انتظام عموماً مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ مرد شب و روز محنت کر کے

اپنے خاندان کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس دائمی بیگاری کو ایک شرعی اور انسانی فریضہ سمجھ کر دل و جان سے انجام دیتا ہے۔ اپنے خاندان کے آرام و آسائش کی خاطر ہر قسم کی تکلیف و پریشانی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ اور ان کی خوشی میں لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن گھر کی مالکہ سے توقع رکھتا ہے کہ پیسے کی قدر و قیمت سمجھے اور بیکار خرچ نہ کرے۔ اس سے توقع کرتا ہے کہ گھر کے اخراجات میں نہایت دل سوزی اور عاقبت اندیشی سے کام لے۔ یعنی زندگی کی ضروریات اور اہم چیزوں کی درجہ بندی کرکے' ضروری خرچوں مثلاً خوراک' ضروری پوشاک' مکان کا کرایہ' بجلی' پانی' ڈاکٹر و دوا کے اخراجات کو تمام دوسرے امور پر ترجیح دے اور نیم ضروری چیزوں مثلاً گھر کے سامان وغیرہ کو دوسرے نمبر پر رکھے اور غیر ضروری چیزوں کو تیسرے نمبر پر رکھے۔ فضول خرچی' اسراف اور بے جا بخششوں کو وہ ایک قسم کی ناقدری اور ناشکری سمجھتا ہے۔

مرد کو اگر بیوی پر اعتماد ہو جائے اور سمجھ لے کہ اس کی محنت کی کمائی کو فضول خرچیوں میں نہیں اڑایا جائے گا تو وہ فکرِ معاش اور آمدنی بڑھانے میں زیادہ دلچسپی لے گا اور خود بھی تن پروری اور فضول خرچی سے گریز کرے گا لیکن اگر اپنی محنت کی کمائی کو برباد ہوتے دیکھتا ہے کہ گھر والی غیر ضروری لباس اور اپنی آرائش اور زیب و زینت کے اسباب کو تمام ضروری چیزوں پر مقدم سمجھتی ہے اور مشاہدہ کرتا ہے کہ رات دن محنت کرکے جو کچھ کما کر لاتا ہے وہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ ہو جاتا ہے اور ضروری اخراجات کے لئے ہمیشہ پریشان رہنا پڑتا ہے اور قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے اور اس کی خون پسینے کی کمائی مالِ غنیمت کی طرح بیوی بچوں کے ہاتھوں لٹائی جارہی ہے۔ایسی صورت میں گھر پر سے اس کا اعتماد اٹھ جاتا ہے اور محنت مشقت کرنے سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اپنے دل میں سوچتا ہے کہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کہ میں اس قدر زحمت اٹھا کر کما کے لاؤں اور ناقدری کرنے والوں کے حوالے کردوں۔ کہ فضول خرچیوں میں پیسے اڑادیں۔ میں ضروریات زندگی مہیا کرنے اور عزت و آبرو قائم رکھنے کے لئے محنت کرتا ہوں لیکن میرے گھر والوں کو سوائے فضول خرچی اور ہوا و ہوس کے اور کچھ فکر

ہی نہیں ہے۔ ممکن ہے رفتہ رفتہ ان افکار کے نتیجہ میں وہ بھی عیاشی اور فضول خرچی کرنے لگے اور آپ کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے۔

خواہر عزیز! اگر آپ کا شوہر جو کچھ کما کر لاتا ہے وہ سب آپ کے حوالے کر دیتا ہے تو یہ نہ سمجھئے کہ اس کی حقیقی مالک آپ ہو گئیں۔ بلکہ شرعاً اور قانوناً آپ کا شوہر مالک ہے۔ آپ گھر کی امین ہیں اس لئے تمام اخراجات اس کی مرضی و اجازت سے انجام پانے چاہئیں۔ اس کی مرضی کے بغیر آپ کو حق نہیں کہ کسی کو کوئی چیز دے دیں یا کسی کے یہاں تحفہ و سوغات لے جائیں۔ حتیٰ کہ اپنے یا اس کے رشتہ داروں کو بھی اس کی مرضی کے بغیر تحفے تحائف نہ دیں۔ آپ اپنے خاندان کی امانت دار ہیں اور اس سلسلے میں آپ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اگر آپ خیانت کریں گی تو روزِ قیامت اس سلسلے میں آپ سے بازپرس ہو گی۔

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "بیوی اپنے شوہر کے اموال کی نگہبان اور امانت دار ہوتی ہے۔ اور اس سلسلے میں اس کی ذمہ دار ہوتی ہے۔" (۱۳۶)

ایک اور موقع پر آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے بدن میں خوشبو لگائے۔ مزیدار کھانے تیار کرے، گھر کے اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لے۔ ایسی خاتون کا شمار خدا کے کارکنوں اور عمال میں ہو گا اور جو شخص خدا کے لئے کام کرے اسے ہرگز شکست اور پشیمانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔" (۱۳۷)

ایک عورت نے حضرت رسولِ خدا سے سوال کیا کہ شوہر کے تئیں بیوی کے فرائض کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اس کی مطیع ہو۔ اس کے کہنے کی خلاف ورزی نہ کرے اور بغیر اس کی اجازت کے کوئی چیز کسی کو نہ دے۔" (۱۳۸)

آنحضرتؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو کم خرچ ہو۔" (۱۳۹)

خواتین کے مشاغل

یہ صحیح ہے کہ خاندان کے اخراجات پورے کرنا مردوں پر واجب ہے اور خواتین کی

اگر کوئی چیز ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دے، خدا اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا اور جو شخص خدا کا منظورِ نظر ہو جائے، عذاب الٰہی میں گرفتار نہیں ہوگا۔"

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان، عورتوں کے ثواب کے متعلق مزید تفصیل بتایئے۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب عورت حاملہ ہوتی ہے خدا اس کو اس شخص کا سا اجر عطا فرماتا ہے جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ جس وقت بچے کو جنم دیتی ہے، اس سے خطاب ہوتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے اپنے اعمال پھر سے شروع کرو۔ جب اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، ہر مرتبہ دودھ پلانے کے عوض اس کے نامۂ اعمال میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔"(۳۴)

گھر کے کام کاج نمٹانے کے بعد خواتین کو فرصت کے اوقات بھی میسر آتے ہیں۔ ان خالی اوقات کو بھی بیکار صرف نہیں کرنا چاہئے۔ ان اوقات کا بہترین طریقے سے مصرف کریں اور اپنے لئے کچھ مشاغل منتخب کرلیں اور اپنے آپ کو مشغول رکھیں۔ مثلاً مفید کتابیں پڑھ سکتی ہیں۔ سود مند موضوعات پر تحقیق و جستجو کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کرسکتی ہیں، اپنی تحقیق و مطالعہ کے نتائج کو مقالہ، یا کتاب کی صورت میں قلمبند کرسکتی ہیں تاکہ دوسرے اس سے استفادہ کریں۔ مختلف ہنروں مثلاً مصوری، خطاطی، کشیدہ کاری، سلائی، بنائی جیسے کاموں میں اپنے وقت کو مفید و کار آمد بنا سکتی ہیں۔ ان کاموں کے ذریعہ معاشی طور پر اپنے خاندان کی مدد بھی کرسکتی ہیں اور معاشرہ کی اقتصادیات میں بھی اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ کاموں میں مصروف رہ کر بہت سی نفسیاتی بیماریوں اور اعصابی کمزوریوں سے بھی کسی حد تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ "خدا اس مومن کو، جو ایمانداری کے ساتھ کسی پیشے یا کام میں مشغول رہتا ہے، پسند فرماتا ہے۔"(۳۵)

بہر حال یہ چیز خود خواتین کے حق میں ہے کہ کسی نہ کسی کام یا مشغلے میں مصروف رہیں اور ان کے لئے بہترین کام وہ ہیں جنہیں گھر کے اندر انجام دے سکیں تاکہ

اس سلسلے میں شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے لیکن عورتوں کو بھی کوئی نہ کوئی مشغلہ اپنانا چاہئے۔ اسلام میں بیکار اور خالی بیٹھے رہنے کی مذمت کی گئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "خداوند عالم زیادہ سونے اور زیادہ فراغت کو ناپسند فرماتا ہے۔"(۱۴۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔ "زیادہ نیند' انسان کے دین و دنیا کو تلف کر دیتی ہے۔"(۱۴۱)

خواتین کی سردار حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی گھر میں کام کرتی تھیں اور محنت مشقت کرتی تھیں۔(۱۴۲)

انسان خواہ ضرورت مند ہو یا آسودہ حال' اس کو کسی نہ کسی کام اور مشغلے میں لگے رہنا چاہئے اور اپنے اوقات کو بیکار و بے مصرف برباد نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ کام کرے اور دنیا کو آباد کرے۔ اگر ضرورت مند ہے تو اپنی آمدنی کو اپنے گھریلو اخراجات پر خرچ کرے اور اگر ضرورتمند و نادار نہیں ہے تو حاجتمندوں کی امداد و نیک کاموں پر خرچ کرے۔ بیکاری' تھکن اور رنج و غم پیدا کرتی ہے۔ بہت سی جسمانی و نفسیاتی بیماریاں اور اخلاقی بد عنوانیاں اسی کے سبب ظہور میں آتی ہیں۔

خواتین کے بہترین مشغلے امورِ خانہ داری' شوہر کی دیکھ بھال' اور بچوں کی پرورش وغیرہ جیسے امور ہیں جو کہ گھر کے اندر ہی انجام پاتے ہیں۔ ہنر مند خواتین اپنے حسنِ تدبّر اور سلیقے سے اپنے گھر کو بہشتِ بریں' نیک بچوں کی تعلیم و تربیت گاہ اور زندگی کی دوڑ میں مشغول اپنے محنتی شوہر کے لئے بہترین آسائش گاہ بنا سکتی ہیں اور یہ کام نہایت عظیم اور قابلِ احترام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ شوہر کی دیکھ بھال اچھی طرح کرے۔"(۱۴۳)

حضرت ام سلمہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ: "عورت کے گھر میں کام کرنے کی کس قدر فضیلت ہے؟ فرمایا: ہر وہ عورت جو امورِ خانہ داری کے سلسلے میں اصلاح کی خاطر

امورِ خانہ داری اور شوہر و بچوں کی دیکھ بھال بھی اچھی طرح اور آسانی کے ساتھ کر سکیں۔

البتہ بعض خواتین پسند کرتی ہیں یا اس بات کی ضرورت محسوس کرتی ہیں کہ گھر کے باہر کوئی کام کریں۔ خواتین کے لئے بہترین اور سب سے موزوں پیشے، ٹیچنگ اور نرسنگ کے ہیں۔ کنڈر گارڈن میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت اور اسکول و کالج میں لڑکیوں کو پڑھانا اور ان کی تربیت کرنا ایک نہایت قابلِ قدر کام ہے جو خود عورت کے نازک و لطیف وجود سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔ یا عورتوں کے امراض کی ڈاکٹر بنیں یا نرسنگ کے پیشے کا انتخاب کریں۔ اس قسم کے پیشے خواتین کی مہربان اور لطیف و نازک طبیعت سے مناسبت رکھتے ہیں نیز ان کی انجام دہی میں غیر مردوں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی یا بہت کم ہوتی ہے۔

جو خواتین گھر سے باہر کام کرنا چاہتی ہیں ان کو مندرجہ ذیل نکات پر توجہ کرنی چاہئے۔

۱۔ شغل کے انتخاب میں اپنے شوہر سے صلاح و مشورہ کیجئے اور اس کی اجازت کے بغیر کام نہ کیجئے کیونکہ یہ امر خاندان کے سکون کو درہم برہم کرنے کا سبب بنتا ہے۔ آپ اور آپ کے بچوں کی زندگیاں تلخ ہو جاتی ہیں۔ یہ حق شوہر کو حاصل ہے کہ اجازت دے یا نہ دے اور اس قسم کی عورتوں کے شوہروں کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اگر ان کی بیویوں کے شغل میں کوئی حرج نہ ہو تو ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں اور اجازت دے دیں کہ وہ اپنی پسند کے مطابق کام کرے۔ تاکہ سماجی خدمت بھی انجام دے اور گھر کی اقتصادی مدد بھی کر سکے۔

۲۔ گھر سے باہر اور جہاں کام کرتی ہوں اپنے مکمل اسلامی حجاب و پردے کا لحاظ رکھیں۔ بغیر کسی آرائش کے سادہ طریقے سے کام پر جائیں۔ حتی الامکان غیر مردوں سے میل جول اور ان سے روابط رکھنے سے اجتناب کریں۔ آفس، کام اور خدمت کی جگہ ہے نہ کہ خود نمائی اور باہمی مقابلے کی۔ انسان کی شخصیت کی تعمیر لباس اور

زیورات سے نہیں بلکہ متانت و سنجیدگی اور اپنے کام میں مہارت رکھنے اور فرائض کی انجام دہی سے ہوتی ہے۔ اپنے عمل و کردار سے ایک مسلمان خاتون کے وقار و سنجیدگی کا تحفظ کیجئے،خود بھی باعزت طور سے رہئے اور اپنے شوہر کے لطیف احساسات و جذبات کو بھی مجروح نہ کیجئے۔ اپنے بجز کیلئے خوبصورت کپڑوں ' زیورات اور سامانِ آرائش کو گھر میں اپنے شوہر کے لئے استعمال کیجئے۔

۳۔ جب آپ گھر سے باہر کام کرتی ہیں اسی کے ساتھ آپ کے شوہر اور بچے آپ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ خانہ داری اور شوہر و بچوں کے کاموں کی طرف سے غفلت نہ برتیں۔ اپنے شوہر کے تعاون و مدد سے گھر کی صفائی' کھانا پکانے ' برتنوں اور کپڑوں کی دھلائی۔ اور گھر کے دیگر کاموں کا انتظام کیجئے اور مناسب مواقع پر سب مل کر ان کاموں کو انجام دیجئے۔ آپ کے گھر کا انتظام اور دوسرے لوگوں کے گھروں کی مانند' بلکہ ان سے بہتر طریقے سے انجام پانا چاہئے۔ گھر کے باہر کے کام کرنے کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ گھر کے کاموں میں آپ ہاتھ نہ لگائیں اور آپ کے شوہر و بچے پریشان رہیں۔ گھر آپ کی آسائش گاہ ہے لہذا اپنی آسائش گاہ کی جانب سے غفلت نہ برتیں۔

کام کرنے والی خواتین کے شوہروں کو بھی نصیحت کی جاتی ہے کہ گھر کے کاموں اور بچوں کی پرورش میں اپنی بیویوں کے ساتھ لازمی طور پر تعاون سے کام لیتے ہوئے مدد کریں۔ ان سے اس بات کی توقع نہ کریں کہ نوکری بھی کرے اور گھر کے کام بھی اکیلے انجام دے۔ اس قسم کی توقع کرنا نہ تو شرعاً جائز ہے اور نہ ہی انصاف پسند ضمیر اسے گوارا کرے گا اور نہ ہی ازدواجی زندگی کے اصولوں اور محبت و وفاداری کی رو سے جائز ہے۔

انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ گھر کے کاموں کو آپس میں بانٹ لیں اور ان میں سے ہر ایک حالات اور وقت کی مناسبت سے گھر کے کاموں کی ذمہ داری لے اور انہیں انجام دے۔

۴۔ اگر آپ بچے والی ہیں تو اسے یا تو نرسری میں داخل کیجئے یا کسی قابلِ اعتبار اور

ہمدرد و مہربان شخص کے پاس چھوڑ کر اپنے کام پر جایئے۔ بچے کو گھر یا کمرے میں تنہا چھوڑ کر کام پر جانا بے حد خطرناک کام ہے۔ مختلف احتمالی خطرات کے علاوہ' تنہائی میں بچہ ڈر سکتا ہے اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے۔

۵۔ اگر آپ اپنے پیشے کو تبدیل کر کے دوسرا کام اختیار کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہیں تو اپنے شوہر سے ضرور صلاح و مشورہ کیجئے۔ اور اس کی اجازت و رائے سے کام کیجئے۔ اگر وہ موافقت نہ کرے تو اس کام کو اختیار نہ کیجئے۔ وہ موافقت کرے تو کوشش کیجئے کہ ایسے کام کا انتخاب کریں جس میں غیر مردوں سے کم سے کم رابطہ قائم رکھنا پڑے'کیونکہ یہ چیز نہ تو آپ ہی کے حق میں سود مند ہے نہ ہی سماج کے لئے۔ ہر حال میں اپنے اسلامی حجاب کا ہمیشہ دھیان رکھئے نیز ہمیشہ گھر سے باہر سادہ اور بغیر کسی میک اپ اور آرائش کے نکلئے۔

اپنے فرصت کے اوقات کو ضائع نہ کیجئے

خانہ داری کے کام کاج اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ایک خاتون اگر ان فرائض کو اچھی طرح سے انجام دینا چاہے تو اس کا زیادہ تر وقت اسی میں صرف ہو جاتا ہے خصوصاً اگر چھوٹے بڑے اوپر تلے کے کئی بچے بھی ہوں۔ اس کے باوجود عورتوں کو تھوڑی بہت فرصت تو مل ہی جاتی ہے۔

ہر شخص فرصت کے اوقات کو مختلف طریقے سے گزارتا ہے۔ کچھ خواتین ان اوقات کو یونہی برباد کر دیتی ہیں اور کوئی سود مند کام انجام نہیں دیتیں۔ یا بغیر کسی مقصد کے سڑکوں کے چکر لگاتی رہتی ہیں یا کوئی دوسری عورت مل جاتی ہے تو اس سے باتوں میں مشغول ہو جاتی ہیں۔

یا ایسے گانے سنتی ہیں کہ جن سے سوائے تضیع اوقات' اعصابی کمزوری اور اخلاقی گراوٹ کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اس قسم کے لوگ یقیناً نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ اول تو فرصت کے اوقات بھی انسان کی عمر میں شمار ہوتے ہیں اور ان کو تلف کر دینا پشیمانی کا باعث ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی اتنی مختصر ہوتی ہے کہ ابھی آنکھ کھولی

نہیں کہ بند کرنے کا وقت آجاتا ہے۔ حیرت کا مقام ہے! اگر تھوڑا سا پیسہ کھو جاتا ہے تو ہم افسردہ و غمگین ہو جاتے ہیں لیکن عمرِ عزیز کو تلف کر کے ہمیں کوئی غم محسوس نہیں ہوتا! ایک عاقل انسان اپنی گراں بہا عمر کے گھنٹوں بلکوں لمحوں کو بھی غنیمت سمجھ کر ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرتا ہے۔ فرصت کے اوقات کو کس قدر مفید و بامقصد بنایا جاسکتا ہے!

دوسرے یہ کہ بیکار بیٹھنا خود نقصان دہ ہے اور اس کے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں بہت سی نفسیاتی اور اعصابی بیماریاں ' جن کی اکثر عورتوں کو شکایت رہتی ہے ' خالی اور بیکار رہنے کے سبب پیدا ہو جاتی ہیں۔ بیکار آدمی کا ذہن ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے اور غم وغصہ اعصاب کو کمزور اور روح کو بے چین کرتا ہے۔ وہ انسان خوش نصیب ہے جو کام میں غرق رہتا ہے اور وہ انسان بد قسمت ہے جو خالی بیٹھا رہتا ہے اور اپنی خوش بختی اور بد بختی کے بارے میں سوچتا رہتا ہے کاموں میں مشغول رہنا بہت فرحت بخش عمل ہے۔ بیکار لوگ زیادہ تر مضمحل اور افسردہ رہتے ہیں۔

کیا یہ چیز باعثِ تاسف نہیں کہ انسان اپنی قیمتی زندگی کو بیکار برباد کرے اور اس سے کوئی نتیجہ حاصل نہ کرے!!

پیاری بہنو! آپ بھی اپنے فرصت کے اوقات سے اگرچہ کم اور مختصر ہی کیوں نہ ہوں ' بے شمار فائدے اٹھا سکتی ہیں۔ علمی و ادبی کام کرسکتی ہیں۔ اپنے ذوق کے مطابق اور اپنے شوہر سے مشورہ کر کے ایک مضمون کا انتخاب کرلیجئے اس مضمون سے متعلق کتابیں فراہم کیجئے اور فرصت کے لمحات میں ان کا مطالعہ کیجئے اور روز بروز اپنے علم اور معلومات میں اضافہ کیجئے۔

مضمون کا انتخاب ' خود آپ کے ذوق سے تعلق رکھتا ہے۔ فزکس ' کیمسٹری ' ہیئت و نجوم ' سائیکالوجی ' سوشیالوجی ' قانون ' تفسیرِ قرآن ' فلسفہ وکلام ' علمِ اخلاق ' تاریخ و ادب' ان میں سے کسی بھی مضمون یا کسی دوسرے مضمون کا انتخاب کرسکتی ہیں اور اس پر تحقیق و مطالعہ کرسکتی ہیں۔ جب آپ کتاب پڑھنے کی عادی ہو جائیں گی تو کتاب کے

مطالعہ میں آپ کو لذت محسوس ہوگی اور اس حقیقت کو درک کرلیں گی کہ کتابوں میں کس قدر دلچسپ اور عمدہ مطالب موجود ہیں۔

اس طرح آپ بہترین طریقے سے سرگرمِ عمل بھی رہ سکتی ہیں اور تفریح کا لطف بھی لے سکتی ہیں روز بروز آپ کے فضل و کمال میں اضافہ ہوگا اور اگر ہمت سے کام لے کر اس عمل کو جاری رکھا تو اس سبجیکٹ میں مہارت پیدا کرسکتی ہیں اور قابلِ قدر علمی و ادبی خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ مقالے لکھ کر اخبار و رسائل میں شائع کراسکتی ہیں۔ مفید کتابیں لکھ سکتی ہیں تاکہ آپ کی ذہنی و قلمی کاوشوں سے دوسرے بھی استفادہ کریں اس وسیلے سے آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوگا اور آپ کا شمار ایک قابلِ فخر ہستی میں ہوگا۔ اس کے ذریعہ آپ کو آمدنی بھی ہوسکتی ہے۔

یہ خیال نہ کریں کہ امورِ خانہ داری کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے کام انجام نہیں دیئے جاسکتے۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اگر کوشش و ہمت سے کام لیں تو یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ یہ نہ سوچیں کہ عظیم خواتین نے جو گراں قدر آثار و کتب بطور یادگار چھوڑی ہیں وہ بیکار رہتی تھیں۔ جی نہیں وہ بھی گھر کے کام کاج انجام دیتی تھیں لیکن اپنے خالی اوقات کو یونہی تلف نہیں کرتی تھیں۔

مسز ڈورتھی (MRS,DOROTHY CARNEGIE) جو گراں قدر کتاب کی مصنفہ ہے اور اس کی کتاب بہت مقبول ہوئی اور بڑی تعداد میں فروخت ہوئی ہے' ایک گھریلو خاتون تھی۔ اپنے امور خانہ داری کو بخوبی انجام دیتی تھی اور سائنسی تحقیقات میں اپنے شوہر (DALE CARNEGIE) کی مدد بھی کرتی تھی اور خود بھی مطالعہ و تالیف میں مشغول رہتی۔ وہ لکھتی ہے "میں نے اس کتاب کا بڑا حصہ' روزانہ جب میرا چھوٹا بچہ سوجاتا تھا' تو دو گھنٹے کی مہلت ملنے پر لکھا ہے۔ بہت سے ضروری مطالعے میں اس وقت انجام دیتی تھی جب میں بیوٹی سیلون میں اپنے بال سکھانے کے لئے بال سکھانے والی مشین کے نیچے بیٹھتی تھی۔" (۱۳۶)

مشہور و معروف دانشوروں اور مصنفوں کی صف میں ایسی عظیم خواتین بھی ملتی ہیں

جنھوں نے زبردست علمی خدمات انجام دی ہیں اور عظیم آثار بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ بھی اگر ہمت و استقامت سے کام لیں تو مردوں کے دوش بدوش ترقی کر سکتی ہیں۔ اگر آپ کے شوہر محقق و دانشور ہیں تو آپ علمی کاموں میں ان کی مدد کر سکتی ہیں یا مشترکہ طور پر تحقیق و مطالعہ کا کام کر سکتی ہیں کیا یہ افسوس ناک بات نہیں کہ ایک پڑھی لکھی خاتون' ازدواجی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد اپنی سالہا سال کی محنت کو یونہی گنوا دے اور پڑھنے لکھنے سے دستبردار ہو جائے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ "علم و دانش سے بہتر کوئی خزانہ نہیں۔" (۱۳۷)

حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنے شب و روز کو علم حاصل کرنے پر صرف کرے' خدا کی رحمت اس کے شاملِ حال رہے گی۔" (۱۳۸)

البتہ اگر آپ کو مطالعہ کا شوق نہیں ہے تو کوئی ہنر یا دستکاری سیکھ لیجئے۔ اور فرصت کے وقت اس میں مشغول رہیے۔ مثلاً سلائی' کڑھائی' بنائی' ڈرائنگ' کپڑوں اور کاغذوں کے پھول بنانا وغیرہ کار آمد ہنر ہیں۔ ان میں سے جو آپ کو پسند ہیں اس میں مہارت پیدا کیجئے۔ اور اسے انجام دیتی رہیے۔ اس طریقے سے آپ کا وقت فالتو باتوں میں ضائع نہیں ہوگا۔ آپ کا ذوق و ہنر بھی ظاہر ہوگا اس سے آپ کی آمدنی بھی ہو سکتی ہے اور اپنے گھر کے بجٹ میں مدد کر سکتی ہیں۔

اسلام میں دستکاری کے کاموں کو عورتوں کے لئے اچھا مانا گیا ہے۔

حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ "سوت کاتنے کا کام عورتوں کی سرگرمی کے لئے اچھا ہے۔" (۱۳۹)

بچوں کی پرورش

عورت کی ایک بہت حساس اور سنگین ذمہ داری' بچوں کی پرورش ہے۔ بچے پالنا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ بہت صبر آزما اور کٹھن کام ہے۔ لیکن یہ ایک بے حد مقدس اور قابلِ قدر فریضہ ہے جو قدرت نے عورت کے سپرد کیا ہے۔ یہاں پر مختصراً چند باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

ا۔ شادی کا ثمرہ

اگرچہ ایسا اتفاق بہت کم ہی ہوتا ہے۔ کہ مرد و عورت ' بچے پیدا کرنے کی خاطر شادی کریں۔ عموماً دوسرے عوامل منجملہ جنسی خواہش اس کا محرک ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ مدت نہیں گزرتی کہ شادی کا فطری مقصد' بچے کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

بچے کا وجود ' ازدواجی زندگی کے درخت کا پھل اور ایک فطری آرزو ہے۔ بے اولاد جوڑے بے برگ و پھل درخت کی مانند ہوتے ہیں۔ بچے کا وجود شادی کے رشتہ کو مستحکم کرتا ہے۔ بچے کی معصوم کلکاریاں گھر کے ماحول میں رونق پیدا کرتی ہیں۔ گھر اور زندگی سے میاں بیوی کی محبت اور دلچسپی میں اضافہ کرتی ہیں۔ باپ کو سعی و کوشش کے لئے سرگرم اور ماں کو گھر میں مشغول رکھتی ہیں۔

شروع میں شادی جنسی ہوس ' جسمانی خواہشات اور جذباتی عشق و محبت کی ناپائیدار اور متزلزل بنیادوں پر قائم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اس کے ٹوٹنے کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ طاقتور ترین عامل جو اس کو پائیدار بنانے کا ضامن ہوتا ہے۔ وہ اولاد کا وجود ہے۔ جوانی کا نشاط انگیز دور جلدی گذر جاتا ہے جنسی خواہشات اور ظاہری عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اس ہیجان انگیز دور کی واحد یادگار جو باقی رہ جاتی ہے۔ اور میاں بیوی کے لئے سکون و باہمی تعلق کے اسباب فراہم کرتی ہے وہ اولاد کی موجودگی ہے۔

یہی سبب ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ ایسی صالح اولاد رکھتا ہو جس سے مدد کی امید کر سکے۔" (۱۵۰)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"نیک و صالح اولاد ایک ایسی خوشبودار گھاس کی مانند ہے جو بہشت کی گھاس ہے۔" (۱۵۱)

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ "اپنی اولاد کی تعداد میں اضافہ کرو۔ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری زیادتی کے سبب دوسری اقوام پر فخر کروں گا۔" (۱۵۲)

۲۔ بچوں کی تربیت

خواتین کی ایک اور بہت اہم ذمہ داری بچوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ اس سلسلے میں ماں باپ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن اس ذمہ داری کا زیادہ بوجھ ماں کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی ہروقت بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کر سکتی ہے۔ اگر مائیں، ایک ماں کے مقدس اور اہم فرائض سے پوری طرح واقف ہوں تو سماج کے ان نونہالوں کی صحیح طریقے سے پرورش اور تعلیم و تربیت کر سکتی ہیں۔ اور ایک معاشرہ کی عام حالت بلکہ دنیا کو پوری طرح دگرگوں کر سکتی ہیں۔ اس بناء پر بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے کی ترقی و پسماندگی کا دارومدار خواتین پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔" (۱۵۳)

وہ بچے جو آج گھر کے چھوٹے سے ماحول میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں کل سماج کے ذمہ دار عورت اور مرد بنیں گے۔ ہر وہ سبق جو آج گھر کے ماحول میں ماں باپ کے سایہ میں سیکھتے ہیں کل کے سماج میں اس پر عمل کریں گے۔ اگر خاندانوں کی اصلاح ہو گئی تو معاشرے کی بھی یقیناً اصلاح ہو جائے گی۔ چونکہ معاشرہ ان ہی خاندانوں سے تشکیل پاتا ہے۔ اگر آج کے بچے بد مزاج، جھگڑالو، چاپلوس، دروغ گو، بد اخلاق، کوتاہ فکر، بے ارادہ، نادان، ڈرپوک، شرمیلے، خود غرض، زر پرست، لاابالی، اور جبری ماحول میں پرورش پائیں گے تو کل بڑے ہو کر ان ہی بری صفات میں مبتلا ہو کر برے معاشرے کی تشکیل کریں گے۔

اگر آج آپ سے خوشامد اور چاپلوسی کر کے کوئی چیز لیں گے تو کل ظالموں کی بھی خوشامد کریں گے۔ اس کے برعکس اگر آج کے بچے سچے، بہادر، بلند ہمت، خوش اخلاق، خیر خواہ، بردبار، ایماندار، رحم دل، انصاف پسند، اعلیٰ نفس، حق گو، امانت دار، دانا، روشن فکر، اور ملائم لہجہ میں بات کرنے والوں کی صورت میں تربیت پائیں گے تو کل یہی اعلیٰ صفات کامل صورت میں ظاہر ہوں گی۔

اس بناء پر والدین خصوصاً ماؤں کی اپنے بچوں اور معاشرہ کے سلسلے میں بہت بڑی

اور بھاری ذمہ داری ہوتی ہے۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں صحیح تعلیم و تربیت کے اصولوں پر عمل کیا' تو آئندہ کے معاشرے کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اگر اس عظیم ذمہ داری کو انجام دینے میں کوتاہی کی تو قیامت کے روز والدین اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "تمھاری اولاد کا حق یہ ہے کہ تم سمجھو کہ وہ تم سے ہے۔ اچھا ہو یا برا' تم سے نسبت رکھتا ہے۔ اس کی پرورش اور تنبیہ اور خدا کی جانب اس کی رہنمائی کرنے اور فرماں برداری میں اس کی مدد کرنے کے سلسلے میں تمھاری ذمہ داری ہے ۔ اس کے ساتھ سلوک اس آدمی کا سا کرو کہ یقین رہے کہ اس کے ساتھ احسان کرنے میں نیک اور اچھا بدلہ ملے گا اور بد سلوکی کے مقابلے میں برا بدلہ ملے گا۔" (۱۵۴)

یہاں پر ایک بات کی یاد دہانی کرادیں کہ ہر خاتون' ماں کے فرائض اور صحیح تعلیم و تربیت کرنے کے فن سے واقف نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کو یہ رموز سکھانا چاہیے۔ یہاں ان مختصر صفحات میں تربیت کے فن پر بحث نہیں کی جاسکتی اور اس وسیع موضوع کا تجزیہ و تحلیل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ موضوع دقیق اور تفصیل طلب ہے جس کے بیان کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے خوش قسمتی سے اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ دلچسپی رکھنے والی خواتین تربیت کے اصول و ضوابط پر عمل کرکے اور ان کے آثار و نتائج پر توجہ کرکے جلد ہی تربیت کے فن میں مہارت پیدا کرسکتی ہیں۔ اس صورت میں خود بھی قابلِ قدر علمی خدمات انجام دے سکتی ہیں مثلاً دلچسپ موضوع پر زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرکے' تربیتی امور سے متعلق کتابوں کی تکمیل اور معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھا سکتی ہیں۔

البتہ یہاں پر ایک نکتہ کی یاد دہانی ضروری معلوم ہوتی ہے بہت سے لوگ صحیح تربیت کے معنی نہیں سمجھتے اور تعلیم و تربیت میں فرق محسوس نہیں کرتے۔ اور تربیت کو ایک طرح کی تعلیم سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شعراء و حکماء کی چند نصیحت اور مذہبی

باتیں یاد کرا کے اور نیک لوگوں کی سرگزشت سنا کر بچے کی مکمل طور پر تربیت کی جا سکتی ہے اور اپنی مرضی کی مطابق بچے کو مودب اور نیک انسان بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ان کے خیال میں دروغ گوئی کی مذمت میں کوئی روایت اور قرآنی آیات بچے کو سکھا دیں اور راست گوئی کی فضیلت میں چند حدیثیں زبانی یاد کرا دیں اور بچے نے انھیں زبانی یاد کر کے لوگوں کے سامنے سنا کر انعام بھی حاصل کر لیا تو گویا وہ راست گو بن جائے گا۔

لیکن تربیت کے سلسلہ میں اتنا کافی نہیں ہے اگرچہ آیات و احادیث اور سبق آموز داستانیں یاد کر لینا بے سود و بے اثر نہیں ہوتا لیکن جس قسم کی تربیت کے آثار ہم بچے میں دیکھنا چاہتے ہیں اس کی توقع اس قسم کے زبانی طریقوں سے نہیں کرنی چاہئے۔

اگر ہم بچے کی صحیح اور مکمل تربیت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے مخصوص حالات و شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے ایک ایسا مناسب اور صالح ماحول پیدا کریں کہ بچہ طبع" نیک و صالح و سچا بن کر نکلے۔ جس ماحول میں بچے کی نشو و نما اور پرورش کی جائے' اگر وہ ماحول نیکی' سچائی' امانت داری و پاکیزگی' نظم و ضبط' شجاعت و خیر خواہی' مہر و وفا' انصاف پروری' سعی و کوشش' آزادی' بلند ہمتی' غیرت اور فدا کاری کا ماحول ہوگا تو بچہ بھی ان ہی صفات کا عادی بنے گا۔ اسی طرح اگر ایسے ماحول میں پرورش پائے گا جہاں خیانت' بد تمیزی' جھوٹ' حیلہ بازی' چاپلوسی' ظلم' بغض و کینہ پروری' لڑائی جھگڑے' ضد' کوتاہ فکری' نفاق' اور دوغلا پن ہو اور دوسروں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا جاتا ہو تو خواہ مخواہ ان بری صفات کا عادی بن کر فاسد اور بد کردار نکلے گے۔

ایسی صورت میں اگر اس کو دینی اور ادبی پند و نصیحت زبانی رٹا دی جائیں تو بھی اس کی اصلاح نہیں ہوگی۔ سینکڑوں آیتیں اور روایتیں اور سبق آموز شعر اور کہانیاں سنائی جائیں مگر اس پر کچھ اثر انداز نہ ہوں گی۔ کیونکہ زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ عملی کردار پیش نہ کیا جائے۔ دروغ گو ماں باپ' آیت و حدیث کے ذریعہ بچے کو راست باز نہیں بنا سکتے غیر مہذب ماں باپ اپنے عمل سے بچے کو بد تہذیب بنا دیتے ہیں۔

بچہ جس قدر آپ کے اعمال و کردار اور طور طریقوں پر غور کرتا ہے اتنا آپ کی نصیحتوں اور باتوں پر توجہ نہیں دیتا۔ لہٰذا جو والدین اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ پہلے خاندان کے ماحول ' خود اپنے باہمی روابط اور اخلاق و کردار و عمل کی اصلاح کریں تاکہ ان کے بچے خود بخود نیک اور شائستہ نکلیں۔

غذا اور صحت

خواتین کا ایک اہم فریضہ ' بچوں کی غذا کا دھیان رکھنا ہے۔ بچوں کی صحت و سلامتی اور بیماری' خوبصورتی وبد صورتی' حتی کہ خوش مزاجی اور بد مزاجی ' ذہانت اور کند ذہنی کا تعلق ان کی غذائی کیفیت سے ہوتا ہے۔ ان کی غذائی ضروریات بڑوں کی جیسی نہیں ہوتیں۔ بلکہ مختلف سن میں غذائی پروگرام میں بھی تغیر و تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ ایک بچے والی ماں کو ان تمام نکات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

بچے کی بہترین اور مکمل غذا دودھ ہے۔ بدن کی نشوونما کے لئے جن غذائی اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب دودھ میں موجود ہیں اسی سبب سے ماں کا دودھ ہر نوزائیدہ بچے کے لئے بہترین اور سالم ترین غذا ہے۔ ماں کے دودھ میں بچے کے معدہ کی مناسبت سے اجزا پائے جاتے ہیں جنہیں وہ آسانی سے ہضم کرلیتا ہے۔ماں کے دودھ کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔ اسے گرم کرنے کی ضرورت نہیں جب کہ دودھ کو گرم کرنے سے اس کے بعض اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "بچے کے لئے ماں کے دودھ سے بہتر اور بابرکت کوئی غذا نہیں۔" (۱۵۵)

عالمی حفظانِ صحت تنظیم میں (Mediterranean) مشرق بحیرہ روم کے علاقے کے صدر ڈاکٹر عبدالحسین طبا نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ "سب سے بڑا عامل جو بچے کو بیماریوں کے لئے آمادہ کرتا ہے اسے ماں کے دودھ سے محروم کردینا ہے" (۱۵۶)

بچے کو دودھ پلانے والی ماؤں کو اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے کہ بچے کو دودھ کے ذریعہ مختلف غذائی اجزا بہم پہنچائیں۔ دودھ میں موجود اجزاء ' ماں کی غذا کے ذریعہ مہیا

ہوتے ہیں۔ یعنی ماں کے دودھ کی کیفیت کا تعلق' اس کی خوراک کی مقدار اور نوعیت سے ہے۔ ماں کی غذا جتنی مکمل اور متنوع ہو گی اسی لحاظ سے اس کا دودھ بھی مکمل اور تمام اجزاء سے بھرپور ہو گا۔ اس لئے دودھ پلانے والی ماؤں کو چاہئے کہ ان زمانے میں اپنی غذا کا پورا دھیان رکھیں۔ ان کی خوراک غذائیت کے لحاظ سے اتنی بھرپور ہو جو خود ان کی اور ان کے بچے کی غذائی ضروریات کو پورا کر سکے اگر اس بات کا دھیان نہ رکھیں گی تو خود ان کی اور ان کے بچے کی صحت و سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔

شوہر پر بھی لازم ہے کہ اپنی بیوی کے لئے ایسی مقوی غذاؤں کا اہتمام کرے جو غذائیت کے لحاظ سے بھرپور اور مکمل ہوں۔ اور اس طرح سے اپنے بچے کی صحت و سلامتی کے اسباب فراہم کرے۔ اگر اس نے اس سلسلے میں کوتاہی کی تو اس کا جرمانہ دوا اور ڈاکٹر کی فیس کی صورت میں ادا کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سے بھی صلاح لی جا سکتی ہے۔ اور کتابوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ ماں کی غذا مکمل اور متنوع اور کافی ہونی چاہئے۔ مختلف قسم کی غذائیں کھائے۔ اس کی غذا سبزیوں' پھلوں' دالوں' گوشت' انڈے' دودھ' دہی مکھن وغیرہ پر مشتمل ہو۔ اور ان سب کا اچھی مقدار میں برابر استعمال کرتی رہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ماں کے دودھ کا اچھا یا برا اثر بچے پر ضرور پڑتا ہے اس لئے اس چیز کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں "بچوں کو دودھ پلانے کے لئے احمق عورتوں کا انتخاب نہ کرو کیونکہ دودھ بچے کی فطرت کو دگرگوں کر دیتا ہے۔" (۱۵۷)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "دودھ پلانے کے لئے خوبصورت عورتوں کا انتخاب کیجئے کیونکہ دودھ کا اثر ہوتا ہے اور دودھ پلانے والی عورت کے اوصاف شیر خوار بچے میں سرایت کر جاتے ہیں۔" (۱۵۸)

بچے کو دودھ پلانے کے اوقات مقرر کیجئے تاکہ نظم و ترتیب کی عادت پڑ جائے۔ اور بردبار اور صابر بنے۔ اس کا پیٹ اور معدہ ٹھیک کام کرے۔ اگر نظم وضبط کا لحاظ نہ رکھا

اور جہاں بچہ رویا اور اس کے منہ میں دودھ دے دیا تو اس کی یہی عادت پڑ جائے گی۔

بڑے ہو کر یہی بد نظمی اس کی سرشت میں شامل ہو جائے گی۔ حریت اور آزادی کا جذبہ ختم ہو جائے گا زندگی کی مشکلات میں صبر و حوصلہ سے کام نہیں لے گا۔ چھوٹی سی بات کے لئے یا تو ضد کرے گا یا رونا پیٹنا شروع کر دے گا۔ یہ نہ سوچئے کہ نوزائیدہ بچے میں نظم و ضبط و ترتیب پیدا کرنا دشوار ہے 'جی نہیں اگر چند روز ذرا صبر سے کام لیں تو جلد ہی آپ کی مرضی کے مطابق اس کی عادت پڑ جائے گی۔ بچوں کی غذا کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہر تین یا چار گھنٹے کے بعد نوزائیدہ بچے کو دودھ پلانا چاہئے۔

دودھ پلاتے وقت بچے کو اپنی گود میں لٹا لیجئے۔ اس طرح اس کے لئے دودھ پینا آسان ہو گا اور آپ کی محبت و مہربانی کو محسوس کرے گا اور یہی احساس اس کی آئندہ شخصیت کی تعمیر میں موثر ثابت ہو گا۔ بچے کو اپنے پہلو میں لٹا کر دودھ نہ پلایئے۔ کیونکہ ممکن ہے ایسی حالت میں کہ دودھ اس کے منہ میں ہو' آپ کو نیند آ جائے اور وہ معصوم بچہ اپنا دفاع نہ کر سکے اور اس کا دم گھٹ جائے یہ بات بعید نہ سمجھئے کیونکہ اس قسم کے حادثات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔

اگر آپ کا دودھ بچے کے لئے ناکافی ہو تو گائے کا دودھ استعمال کر سکتی ہیں۔ گائے کا دودھ ماں کے دودھ سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے اور اس میں مٹھاس کم ہوتی ہے اس میں تھوڑا سا پانی اور شکر ملا لیجئے۔ یا پیسچرائزڈ (pasteurized) دودھ کا استعمال کیجئے۔ دودھ کو پندرہ بیس منٹ تک خوب جوش کیجئے تاکہ اس میں موجود جراثیم مر جائیں۔ بچے کو بہت زیادہ گرم یا ٹھنڈا دودھ نہ دیجئے اس کا درجہ حرارت ماں کے دودھ کے درجہ حرارت کے مطابق ہونا چاہئے۔ ہر دفعہ دودھ پلانے کے بعد فوراً بوتل اور چسنی کو اچھی طرح دھو لیجئے۔ خصوصاً گرمیوں میں بہت دھیان رکھنا چاہئے۔ کیونکہ گرمیوں میں جلدی سڑاند پیدا ہو جاتی ہے جو بچے کی صحت و سلامتی کے لئے بے حد مضر ہے 'دھیان رکھئے کہ خراب یا رکھا ہوا دودھ بچے کو نہ دیں۔ بہتر ہے کہ دودھ کی ایسی بوتلوں سے استفادہ کریں جن میں وزن کے نشان بنے ہوتے ہیں تاکہ اس کی خوراک کی مقدار

معین ہو سکے۔ اگر بچے کو پاؤڈر والا دودھ دینا چاہتی ہیں تو بچوں کے ڈاکٹر سے مشورہ لیجئے کیونکہ مختلف قسم کے پاؤڈر ہوتے ہیں اور ڈاکٹر صحیح مشورہ دے سکتا ہے کہ آپ کے بچے کے معدے کے لئے کون سا دودھ مناسب ہے۔

بچے کو پھلوں کا رس بھی دیجئے۔ بسکٹ یا تازہ ڈبل روٹی دودھ میں بھگو کر کھلایئے۔ تازہ پنیر اور میٹھا دہی بھی بچے کے لئے مفید ہے۔ نو مہینے کی عمر سے اپنے کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے کھلایئے۔ آپ کی طرح بچے کو بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچے کو برابر پانی پلاتی رہیے۔ اکثر بچے پیاس کے سبب روتے ہیں۔ بچے کو رقیق غذائیں دیجئے۔ خاص طور پر پھلوں کا رس اور سبزیوں اور ہڈیوں کا سوپ بچے کے لئے بے حد مفید ہے۔ البتہ جہاں تک ہو سکے اس کے معدے کی نئی اور سالم مشینری کو چائے پلا کر مسموم نہ کریں۔

بچے کی صفائی اور تندرستی کا بہت خیال رکھئے۔ اس کا بستر اور کپڑے ہمیشہ بہت صاف ستھرے ہوں۔ اس کو ہر روز نہلائیں۔ کیونکہ بچے پر جراثیم جلدی اثر انداز ہوتے ہیں اگر حفظانِ صحت کا خیال نہ رکھا جائے تو بچے کے بیمار یا تلف ہو جانے کا خطرہ ہے۔

بچے کو بیماریوں کے ٹیکے لگوانا بہت ضروری ہے۔ مثلاً چیچک' خسرہ' کالی کھانسی' پولیو' اور scarlet fever وغیرہ جیسے امراض کے ٹیکے لگوا کر ان بیماریوں کی روک تھام کیجئے بیماری کے ظہور میں آنے سے پہلے ہی اس کا علاج ہونا چاہئے۔

خوش قسمتی سے اس قسم کی بیماریوں کے ٹیکے اسپتالوں میں مفت لگائے جاتے ہیں اگر آپ نے صحت و تندرستی کے تمام اصولوں کا پوری طرح لحاظ رکھا تو آپ کے بچے صحت مند اور مسرور و شاداب ہوں گے۔

☆ ☆ ☆

حصہ دوم

مردوں کے فرائض

خاندان کا سرپرست

میاں بیوی' خاندان کے دو بڑے رکن ہوتے ہیں۔ لیکن مرد کو اس سبب سے کہ اس کو قدرت کی جانب سے کچھ خصوصیات عطا کی گئی ہیں اور عقل و سمجھ کے لحاظ سے قوی تر بنایا گیا ہے' بڑا اور خاندان کا سرپرست سمجھا جاتا ہے۔

خداوند بزرگ و برتر نے بھی اس کو خاندان کا سرپرست اور ذمہ دار ٹھہرایا ہے' قرآن مجید میں فرماتا ہے: "مرد عورتوں کے سرپرست ہیں کیونکہ خدا نے بعض لوگوں کو بعض دوسرے لوگوں پر برتری عطا کی ہے۔" (۱۵۹)

چونکہ مرد کا مرتبہ برتر ہے لہذا فطری طور پر اس کے فرائض بھی سنگین تر اور دشوار تر ہوں گے' وہی اپنے عاقلانہ تدبر سے خاندان کا بہترین طریقے سے انتظام چلا سکتا ہے اور ان کی خوش بختی و سعادت کے اسباب مہیا کر سکتا ہے اور گھر کے ماحول کو بہشت بریں کی مانند منظم و مرتب اور خوشگوار بنا سکتا ہے۔ اور اپنی بیوی کو ایک فرشتہ کا روپ عطا کر سکتا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ "مرد خاندان کے سرپرست ہیں اور ہر سرپرست پر اپنے زیر کفالت افراد کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔" (۱۶۰)

مرد' جو کہ گھر کا منیجر ہے' اس کو اس نکتہ کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ عورت بھی' مرد ہی کی مانند ایک انسان ہوتی ہے۔ خواہشات اور آرزوئیں رکھنے اور زندگی و آزادی کا حق رکھتی ہے۔ انھیں سمجھنا چاہیے کہ شادی کر کے کسی لڑکی کو اپنے گھر لانے کا مطلب لونڈی

یا کنیز لانا نہیں ہے۔ بلکہ اپنی زندگی کی ساتھی اور اپنے لئے مونس و غمخوار لانا ہے۔ اس کی اندرونی خواہشات اور آرزوں اور تمناؤں پر بھی توجہ دینا چاہئے۔ ایسا نہیں ہے کہ مرد' بیوی کے مالکِ مطلق ہیں اور ان کی حیثیت ایک مطلق العنان حکمراں کی سی ہے۔ بیوی کے بھی شوہر پر کچھ حقوق ہوتے ہیں۔

خداوندِ عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے "جس طرح بیوی پر اپنے شوہر کی نسبت فرائض ہیں' اسی طرح ان کے کچھ حقوق بھی ہیں۔ اور مردوں کو ان پر برتری ہے۔"(۲۱)

بیوی کی دیکھ بھال

اسلامی شریعت میں جس طرح شوہر کی دیکھ بھال کو ایک عورت کے لئے جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح بیوی کی دیکھ بھال کو بھی ایک شادی شدہ مرد کا سب سے اہم اور گرانقدر عمل سمجھا گیا ہے اور اس میں خاندان کی سعادت مندی مضمر ہے۔ لیکن "زن داری" یا بیوی کی دیکھ بھال کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا راز ہے جس سے ہر شخص کو پوری طرح آگاہ و باخبر ہونا چاہئے تاکہ اپنی بیوی کو اپنی مرضی کے مطابق ایک آئیڈیل خاتون' بلکہ فرشتہ رحمت کی صورت دے سکے۔

جو مرد واقعی ایک شوہر کے فرائض نبھانا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے دل کو موہ لیں۔ اس کی دلی خواہشات و رجحانات و میلانات سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے مطابق زندگی کا پروگرام مرتب کریں ۔ اپنے اچھے اخلاق و کردار و گفتار اور حسنِ سلوک کے ذریعہ اس پر ایسا اچھا اثر ڈالیں کہ خود بخود اس کا دل اس کے بس میں آجائے ۔ اس کے دل میں زندگی اور گھر سے رغبت و انسیت پیدا ہو اور دل وجان سے امورِ خانہ داری کو انجام دے۔

"زن داری" یا بیوی کی دیکھ بھال کے الفاظ جامع اور مکمل مفہوم کے حامل ہیں کہ جس کی وضاحت کی ضرورت ہے اور آئندہ صفحات میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔

اپنی محبت نچھاور کیجئے

عورت محبت کا مرکز اور شفقت و مہربانی سے بھرپور ایک مخلوق ہے اس کے وجود سے مہر و محبت کی بارش ہوتی ہے۔

اس کی زندگی عشق و محبت سے عبارت ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسروں کی محبوب ہو اور جو عورت جتنی زیادہ محبوب ہوتی ہے اتنی ہی تر و تازہ اور شاداب رہتی ہے۔ محبوبیت حاصل کرنے کے لئے وہ فداکاری کی حد تک کوشش کرتی ہے۔ اس نکتہ کو جان لیجئے کہ اگر عورت کسی کی محبوب نہ ہو تو خود کو شکست خوردہ اور بے اثر سمجھ کر ہمیشہ پژمردہ اور افسردہ رہتی ہے۔ اس سبب سے قطعی طور پر اس بات کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ بیوی کی دیکھ بھال یا "زن داری" کا سب سے بڑا راز اس سے اپنی محبت اور پسندیدگی کا اظہار کرنا ہے۔

برادر محترم! آپ کی بیوی پہلے اپنے ماں باپ کی بیکراں محبت سے پوری طرح بہرہ ور تھی لیکن آپ سے رشتہ ازدواج قائم کرنے کے بعد اس نے سب سے ناطہ توڑ کر آپ سے پیمانِ وفا باندھا ہے اور اس امید کے ساتھ آپ کے گھر قدم رکھا ہے کہ تنہا آپ ان سب کی محبتوں کے برابر بلکہ ان سب سے زیادہ اس کو محبت و چاہت دیں گے۔ وہ اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ آپ کا عشق و محبت اس کے ماں باپ سے زیادہ گہرا اور پائیدار ہو گا چونکہ آپ کے عشق و محبت پر اعتماد کر کے اس نے اپنی تمام ہستی اور وجود کو آپ کے حوالے کر دیا ہے۔ زن داری کا سب سے بڑا رمز اور شادی شدہ زندگی کی مشکلات کو حل کرنے کی بہترین کنجی بیوی سے اپنی محبت اور پسندیدگی کا اظہار کرنا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنی بیوی کے دل کو اس طرح سے مسخر کر لیں کہ وہ آپ کی مطیع رہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آخر عمر تک آپ کی وفادار رہے تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے اپنی بیوی سے محبت و چاہت کا اظہار کیجئے۔ اگر اسے معلوم ہو کہ آپ کو اس سے محبت نہیں ہے تو گھر اور زندگی سے بیزار ہو جائے گی ہمیشہ پژمردہ اور اداس رہے گی۔ خانہ داری اور بچوں کے کاموں میں اس کا

دل نہیں لگے گا۔ آپ کے گھر کی حالت ہمیشہ ابتر رہے گی۔ اپنے دل میں سوچے گی کہ ایسے شوہر کے لئے کیوں جان کھپاؤں جو مجھے عزیز نہیں رکھتا۔

اگر آپ کا گھر محبت و خلوص کی دولت سے خالی ہو گیا تو ایک سلگتے ہوئے جہنم میں تبدیل ہو جائے گا اس صورت میں خواہ آپ کے گھر میں آرام و آسائش کا کتنا ہی اعلیٰ سازوسامان موجود ہو لیکن چونکہ عشق و محبت کی مہک نہ ہوگی اس لئے بے رونق ہو گا۔

ممکن ہے آپ کی بیوی نفسیاتی بیماریوں اور اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہو جائے۔ ممکن ہے آپ کی جانب سے کمی کی تلافی کرنے کے لئے دوسروں کے دلوں پر نفوذ کرنے کی کوشش کرے۔ ممکن ہے شوہر اور گھر سے اس قدر بیزار ہو جائے کہ اس سرد اور بے رونق زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دے اور طلاق کا مطالبہ کر دے۔ ان تمام حادثات کا ذمہ دار مرد ہوتا ہے۔ جو بیوی بچوں کی جانب سے بے اعتنائی برتتا ہے۔ یقین جانئے زیادہ تر طلاقیں ان ہی سرد مہریوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ذیل کے اعداد و شمار پر توجہ کیجئے۔

شوہر کی بے اعتنائیوں اور بے مہریوں یا زیادہ کاموں میں مشغول رہنے کے نتیجہ میں بیوی اور گھر کی طرف سے غفلت' زیادہ تر علیحدگی کے اسباب رہے ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں ۱۰۳ءے میاں بیوی ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے۔ جن میں سے ۱۲۰۳ عورتوں نے علیحدگی کا سبب' شوہر کی بے توجہی اور سرد مہری' احساسِ حقارت اور زندگی سے اکتاہٹ و بیزاری بتایا۔(۲۴۲)

ایک عورت نے عدالت میں کہا کہ وہ اس بات پر تیار ہے کہ اپنا مہر معاف کرنے کے علاوہ مزید دس ہزار روپے اپنے شوہر کو دے دے تاکہ وہ اس کو طلاق دیدے۔ ان کی شادی کو محض چار مہینے ہوئے تھے۔ عورت نے کہا چونکہ میرے شوہر کو زیادہ اپنے طوطوں سے پیار ہے اس لئے میں اب اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔ (۲۴۳)

خاندان میں مہر و محبت سب سے اہم اور گراں قدر چیز ہے اسی سبب سے خداوند عالم نے قرآنِ مجید میں اس کو قدرت کے آثار اور بڑی نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ فرماتا

ہے۔

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے شریک حیات بنائے تاکہ ان کے ساتھ چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت والفت پیدا کی۔ اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔" (۲۴۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "عورت مرد کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس کی تمام توجہ مردوں کی طرف مبذول رہتی ہے پس اپنی بیویوں کو دوست رکھو۔" (۲۴۵)

ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنی بیوی سے محبت کا زیادہ اظہار کرتا ہے وہ ہمارے دوستوں میں سے ہے۔" (۲۴۶)

حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں۔ "انسان کا ایمان جتنا زیادہ کامل ہوتا ہے اتنا ہی وہ اپنی بیوی سے زیادہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔" (۲۴۷)

امام جعفر صادقؑ کا قول ہے کہ "پیغمبروں کی ایک سیرت یہ رہی ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے محبت کرتے تھے۔" (۲۴۸)

حضرت پیغمبرِ اسلامؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "مرد اگر بیوی سے کہتا ہے کہ میں تم سے سچی محبت کرتا ہوں تو اس کی یہ بات اس کے دل سے کبھی محو نہیں ہوگی۔" (۲۴۹)

محبت دل کی گہرائیوں سے ہونی چاہئے تاکہ دل پر اثر کرے کیونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے لیکن صرف دلی محبت پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ساتھ ساتھ اس کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے ایسی صورت میں اس کے نتیجے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اور جواب میں دوسرے کے افعال وکردار اور زبان سے بھی محبت کے آثار نمایاں ہوں گے اپنی بیوی سے کھلے الفاظ میں اپنی محبت و چاہت کا اظہار کیجئے۔ اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں بھی اس کی تعریف کیجئے۔ سفر پر جایئے تو اس کو خط لکھئے اور اپنے دردِ فراق کا ذکر کیجئے۔ کبھی کبھی اس کے لئے تحفہ خرید کر لایئے۔ اگر ٹیلی فون ہو تو آفس سے اس کی خیریت پوچھ لیا کیجئے۔ ایک چیز جسے خواتین کبھی فراموش نہیں کرسکتیں وہ یہی حقیقی

عشق و محبت ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

"ایک خاتون نے وفورِ جذبات سے روتے ہوئے بتایا کہ میں نے موسمِ خزاں کی ایک شب ایک نوجوان سے شادی کی تھی۔مدتوں ہماری زندگی بڑے آرام وسکون سے گزری۔ میں اپنے آپ کو روئے زمین پر خوش قسمت ترین عورت تصور کرتی تھی۔ چھ سال تک ایک چھوٹے سے گھر میں جسے اس نے میرے لئے بنوایا تھا ہم نے باہم زندگی گزاری۔ یہاں تک کہ ایک دن میری خوش بختی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ جس روز مجھے پتہ چلا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں۔ جب میں نے اپنے شوہر کو یہ خوش خبری سنائی تو اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا۔ فرط محبت سے مجھے اپنی آغوش میں کھینچ کر بچوں کی طرح رونے لگا۔ اس کے بعد بازار گیا اور اس کے پاس جو کچھ جمع پونجی تھی اس سے میرے لئے ہیروں کا ایک نیکلس خرید کر لایا اور یہ کہتے ہوئے مجھے اپنے ہاتھوں سے پہنا دیا کہ یہ نیکلس میں دنیا کی بہترین خاتون کی نذر کرتا ہوں۔ لیکن افسوس کہ زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ایک ایکسیڈنٹ میں اس کا انتقال ہو گیا"(۱۷۰)

اپنی بیوی کی عزت اور احترام کیجئے۔

عورت بھی مرد کی مانند اپنے آپ کو عزیز رکھتی ہے اور اپنی شخصیت کا تحفظ چاہتی ہے اس کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔ اپنی تحقیر وتوہین سے رنجیدہ ہو جاتی ہے۔ اگر اس کا احترام کیا جائے تو اپنی شخصیت کا احساس کر کے زندگی کے کام میں دل جمی اور گرمجوشی کے ساتھ مشغول رہتی ہے۔ اپنا احترام اسے عزیز ہے اور اپنا احترام کرنے والے کو پسند کرتی ہے۔ اپنی توہین سے اور توہین کرنے والے سے متنفر ہو جاتی ہے۔

جنابِ عالی! آپ کی بیوی یقیناً آپ سے اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ دوسروں سے زیادہ آپ اس کی عزت کریں گے اور اس کی یہ توقع حق بجانب ہے۔ کیونکہ آپ کو اپنی زندگی کا شریک اور بہترین اور سچا دوست سمجھتی ہے۔ رات دن آپ کے اور آپ کے بچوں کے آرام وراحت کے لئے زحمتیں اٹھاتی ہے وہ کیا اس بات کی امید

نہیں کر سکتی کہ آپ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کا احترام کریں۔ اس کی عزت افزائی کر کے آپ چھوٹے نہیں ہو جائیں گے بلکہ اس چیز سے آپ کی حق شناسی اور آپ کی مروت ثابت ہوگی۔ جس طرح آپ دوسروں کا احترام کرتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنی بیوی کا احترام کیجئے۔ بات چیت کرتے وقت تہذیب و ادب کا پورا لحاظ رکھئے۔ اس سے تم کر کے بات نہ کیجئے بلکہ ہمیشہ آپ سے مخاطب کیجئے۔ کبھی اس کے کلام کو قطع نہ کیجئے۔ اس کے اوپر چیخئے چلائیے نہیں۔ عزت کے ساتھ اور اچھے نام سے اسے پکاریئے۔ بیٹھتے وقت اس کے احترام کو ملحوظ رکھئے۔ جب گھر میں داخل ہوں اگر اس نے سلام نہیں کیا تو آپ سلام کیجئے۔ جب گھر سے باہر جائیے تو اسے خدا حافظ کیجئے۔ دوسروں کے سامنے اور محفلوں میں اس کے ساتھ عزت سے پیش آیئے۔ اس کی توہین اور بے عزتی سے قطعی پرہیز کیجئے۔ برا بھلا کہنے اور گالی دینے سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے۔ اس کا مذاق نہ اڑایئے' خواہ تفریح کی خاطر کیوں نہ ہو۔ یہ نہ سوچئے کہ آپ کی تو ایک خاص حیثیت ہے اس لئے آپ کو یہ حق حاصل ہے' جی نہیں وہ آپ سے ایسی باتوں کی ہرگز توقع نہیں رکھتی۔ یہ بات اس کے دلی رنج کا باعث ہوگی خواہ منہ سے نہ کہے۔ مثال کے طور پر ذیل کی داستان سنئے۔

"ایک خاتون جس کی عمر ۳۵۔ ۳۶ سال ہوگی غم و غصہ کی حالت میں طلاق کی درخواست کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہماری شادی کو تقریباً بارہ سال ہو گئے' میرا شوہر اچھا آدمی ہے ایک مکمل انسان میں پائی جانے والی بہت سی خصوصیات اس میں موجود ہیں۔ لیکن اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں اس کی بیوی' اس کی شریکِ زندگی اور اس کے بچوں کی ماں ہوں۔ اپنے خیال میں بزم آرا اور خوش باش قسم کا آدمی ہے' محفلوں میں مجھ کو تختہ مشق بناتا ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ مجھ کو کتنی اذیت ہوتی ہے۔ میرے اعصاب پر اس کا بڑا خراب اثر پڑا ہے اور میں بیمار رہنے لگی ہوں۔ اپنے شوہر سے میں نے ہزار بار کہا۔ بارہا عاجزی کے ساتھ سمجھایا کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ کوئی بچہ نہیں ہوں۔ یہ مناسب نہیں کہ تم آشنا و غیر سب کے سامنے مجھ سے مذاق کرنے

لگتے ہو۔ طنزیہ اور مزاحیہ جملے بولتے ہو کہ دوسرے ہنسیں اور لطف لیں۔ میں اکثر ان باتوں سے شرمندہ ہو جاتی ہوں چونکہ شروع ہی سے میں شوخ طبع اور بذلہ سنج نہیں ہوں، اس لئے کبھی اپنے شوہر کی باتوں کا جواب اس کے انداز میں نہیں دے سکی۔ بارہا میں نے اس کی خوشامد کی، التجا کی، مگر سب بے سود۔ اور یہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ لہٰذا اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ایسے ناقدرے انسان سے علیحدگی اختیار کر لوں جس نے کبھی میری عزت و احترام کا لحاظ نہیں رکھا۔" (۱۷۱)

مذکورہ خاتون کی طرح سبھی خواتین اپنے شوہر سے اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ وہ ان کی عزت کریں اور اگر ان کی بے عزتی کی جائے تو سخت ناراض ہو جاتی ہیں۔ اگر شوہر کے توہین آمیز رویے کے مقابلہ میں خاموش رہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انھیں اس بات کا احساس نہیں اور وہ راضی ہیں۔ بلکہ یقین جانئے دل میں بیحد رنجیدہ ہوتی ہیں۔ خواہ مصلحتاً زبان سے کچھ نہ کہیں۔ اگر آپ اپنی بیوی کی عزت کریں گے تو وہ بھی آپ کا دل سے احترام کرے گی۔ اور آپ کے باہمی تعلقات روز بروز مضبوط اور خوشگوار ہوتے جائیں گے۔ دوسروں کی نظر میں بھی آپ قابلِ احترام رہیں گے۔ اگر آپ نے اس کی بے عزتی کی اور اس نے اس کا بدلہ لیا تو قصوروار آپ خود ہی ہیں۔

برادرِ عزیز! بیوی لانے اور لونڈی لانے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ بیوی آپ کے گھر لونڈی یا قیدی کی حیثیت سے نہیں آئی ہے بلکہ وہ ایک آزاد انسان ہے اور سعادتمندانہ طور پر ایک مشترکہ زندگی کی بنیاد ڈالنے کی غرض سے آپ کے گھر آئی ہے۔ جو توقعات آپ اس سے رکھتے ہیں بالکل وہی توقعات وہ آپ سے بھی رکھتی ہے لہٰذا ویسا ہی سلوک اس کے ساتھ کیجئے جیسا سلوک آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کرے۔

حضرت رسولِ خداؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جو شخص کسی مسلمان کی عزت کرے گا خدا بھی اس کی عزت کرے گا۔" (۱۷۲)

پیغمبر اسلامؐ کا یہ بھی قول ہے کہ "نیک اور بلند مرتبہ لوگ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں اور پست ذہنیت اور ہیچ لوگ ان کی توہین کرتے ہیں۔"

ایک اور موقع پر آپؑ فرماتے ہیں "جو شخص اپنے گھر والوں کی بے عزتی کرتا ہے زندگی کی مسرتوں کو ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔" (۱۷۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے پدر گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو شخص شادی کرے اسے چاہئے کہ بیوی کی عزت اور اس کا احترام کرے۔" (۱۷۴)

خوش اخلاق بنئے

دنیا اپنے معینہ راستے پر ایک منظم نظام کے تحت گردش کرتی ہے اور اسی نظم و ترتیب کے تحت' دنیا میں ایک کے بعد ایک حوادث رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس وسیع و عریض کائنات میں ہمارا ناچیز وجود بمنزلہ ایک چھوٹے سے ذرے کے ہے جو ہر لحہ دوسرے ذروں کے ساتھ حرکت میں ہے۔ کائنات کا نظام ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اور دنیا کے حادثات ہماری مرضی و منشاء کے مطابق رونما نہیں ہوتے۔ صبح جب ہم گھر سے نکلتے ہیں اس وقت سے لے کر جب واپس لوٹتے ہیں، طرح طرح کے چھوٹے بڑے مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ زندگی کے میدان میں اور کسب و معاش کے سلسلے میں جسے ایک طرح سے میدانِ جنگ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ٹیکسی کے انتظار میں کھڑے ہیں' فلاں شخص نے توہین کردی' کسی کی عیب جوئی اور سرزنش کا شکار ہونا پڑا۔ کوئی شخص آپ سے حسد و رقابت کرتا ہے۔ باس یا ماتحتوں کے اعتراضات اور سخت کلامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کسی بددیانت کا دیا ہوا چیک واپس لوٹ آیا۔ مطالبات کی وصولی میں مشکل ہورہی ہے' غرض کہ اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے حادثات ہر شخص کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں۔

ممکن ہے ان ناسازگار حالات سے آپ اس قدر غضبناک ہوجائیں کہ ایک آتش فشاں کی مانند پھٹ پڑیں۔ چرخِ گردوں اور ستمگروں پر تو آپ کا زور چلتا نہیں لیکن جس وقت گھر میں داخل ہوتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ اپنی طاقت و قدرت کا مظاہرہ کریں اور چرخِ فلک اور کج رفتار افراد کا انتقام اپنے بے گناہ بیوی بچوں سے لے کر اپنے دل کی

بھڑاس نکالیں۔

آپ گھر میں کیا تشریف لاتے ہیں' معلوم ہوتا ہے حضرت عزرائیل گھر میں داخل ہوتے ہیں سب کی روح فنا ہوجاتی ہے۔ بچے چوہوں کی طرح دم دبا کر ادھر ادھر ہوجاتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ کوئی معمولی سا بہانہ آپ کے ہاتھ لگ جائے۔ کھانے میں نمک تیز ہوگیا یا کم ہے' چائے فوراً پیش نہ کی گئی یا معصوم بچے نے شور مچادیا' گھر میں کوئی چیز غلط جگہ پر رکھی ہوئی ہے یا بیوی کے منہ سے کوئی نامناسب لفظ نکل گیا۔ واصیبتا قیامت آگئی ہے' اور صاحب بہادر بم کی طرح پھٹ پڑے۔ اس کو ڈانٹا' اس کو پھٹکارا کسی کو گالیوں سے نوازا' کسی کو تھپڑ مارا' ایک اودھم مچ گیا۔ اور اس طرح گھر کے خوشگوار پرسکون ماحول کو کہ جس میں آپ آرام کرنے کی غرض سے پناہ لینے آئے تھے' جہنم بنادیا۔ اور خود اپنے ہاتھوں تیار کئے ہوئے جہنم میں خود بھی جلے اور بے گناہ بیوی بچوں کو بھی جلا دیا۔ اس رعب و وحشت کے ماحول میں اگر بچوں کو فرار کرنے کی مہلت مل گئی تو گلی کوچوں میں مارے مارے پھریں گے اور خدا سے چاہیں گے کہ دوزخ کا مالک کسی طرح جلدی گھر سے باہر جائے تاکہ اس کے شر سے نجات ملے۔

ایسے ماحول میں جہاں ہمیشہ لڑائی جھگڑے اور جو تم جوتا رہے کسی کو بھی سکون و چین نصیب نہ ہوگا۔ ایسے خاندان کی افسوسناک حالت اور خراب انجام ظاہر ہے۔ گھر کی حالت ابتر رہے گی۔ بیوی گھر کے ماحول اور شوہر کی تیوریاں چڑھی صورت سے بے زار ہوجائے گی۔ وہ عورت جو ہمیشہ اپنے شوہر کی بدسلوکیوں کا شکار بنتی رہے کس طرح خوش رہ سکتی ہے اور اس سے گھرداری اور شوہرداری میں دلجمعی کے ساتھ دلچسپی لینے کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟

اور سب سے بدتر حالت اور خطرناک سرنوشت تو ان معصوم بچوں کی ہوتی ہے جو ایسے بدنصیب ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ ماں باپ کے آئے دن کے لڑائی جھگڑوں سے بلاشبہ ان کے معصوم دل و دماغ اور حساس روح پر بہت خراب اثر پڑتا ہے۔ وہ بھی بڑے بدمزاج' غصہ ور' بدتمیز اور کینہ ور نکلتے ہیں۔ ان کے چہروں پر پژمردگی چھائی رہتی

ہے۔ چونکہ انہیں گھر کے ماحول اور زندگی میں کوئی مسرت حاصل نہیں ہوتی' آوارہ گردی کرتے ہیں۔ بعض بچے اور نوجوان سماج کے حیلہ باز عناصر کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو اسی قسم کے بچوں اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی تاک میں رہتے ہیں اور ان کے جال میں پھنس کر ہمیشہ کے لئے اپنی عاقبت خراب کرلیتے ہیں۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ دماغی پریشانیوں میں مبتلا ہوجائیں اور بے حد خطرناک کام مثلاً قتل و غارت گری' چوری یا خودکشی کا ارتکاب کر ڈالیں۔ اس بات کی تصدیق جرائم پیشہ افراد خصوصاً مجرم بچوں کی فائلوں پر نظر ڈالنے سے ہوسکتی ہے۔ اس قسم کے بچوں کے متعلق خبریں اور اعداد و شمار جو ہر روز اخبار و رسائل کے صفحات میں نظر آتی ہیں اس بات کی بہترین گواہ ہیں۔ ان تمام ناگوار حادثات کے ذمہ دار خاندان کے سرپرست ہوتے ہیں جو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کرپاتے اور گھر میں بداخلاقی اور بدمزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اس دنیا میں بھی کوئی سکون و آرام حاصل نہیں کرپاتے اور یقیناً آخرت میں بھی اپنے ان اعمال کی سزا بھگتیں گے۔

برادر عزیز! دنیا کا نظام ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ رکاوٹیں' مصائب' پریشانیاں اس دنیا کے لاینفک جزو ہیں۔ ہر انسان کو زندگی میں ان سب چیزوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ انسان کے کردار کی پرکھ ایسے ہی موقعوں پر ہوتی ہے۔ نالہ و فریاد کے بغیر مردانہ وار ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ انسان اس بات کی توانائی رکھتا ہے کہ سینکڑوں چھوٹی بڑی مشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرے اور اس کی ابرو پر بل نہ آئے۔

پریشانیوں کی اصل وجہ زمانے کے ناخوشگوار حادثات نہیں ہوتے بلکہ یہ خود ہمارے اعصاب کی کمزوری ہے جو ہر چھوٹی بڑی بات سے جلد متاثر ہو کر پریشانیوں اور گھبراہٹ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اگر درپیش حالات کے مقابلہ میں ہم اپنے نفس پر قابو رکھیں اور اپنے اعصاب پر کنٹرول کریں تو غم و غصہ کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔

ہماری زندگی میں جو ناگوار حالات و واقعات پیش آتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک تو وہ جو اس جہانِ مادی کا جزو لاینفک ہیں اور ان سے بچنے کے لئے ہماری کوئی بھی سعی و تدبیر کام نہیں آتی۔ دوسرے وہ حادثات ہیں جنہیں ہم اپنی سعی و تدبیر سے ٹال سکتے ہیں۔

اگر حادثات کا تعلق پہلی قسم سے ہو تو نالہ و فریاد' غم و غصہ اور بدمزاجی کرنا بلاشک و شبہ بے سود ہوگا۔ بلکہ یہ امر سو فیصدی غیر عاقلانہ ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلے میں کوئی چیز ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ ہم چاہیں یا نہ چاہیں اس جہانِ مادی میں ان چیزوں کا وجود میں آنا لازمی امر ہے۔ بلکہ ہمیں ان کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ البتہ اگر ان کا تعلق دوسری قسم سے ہے تو سعی و تدبیر اور بردباری سے ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر ہم اپنی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ رکھیں اور اپنے اعصاب کو کنٹرول میں رکھیں اور دانشمندی اور سوجھ بوجھ سے کام لیں تو اکثر مشکلات بڑی آسانی سے حل ہو سکتی ہیں ایسی صورت میں غصہ اور بداخلاقی سے نہ صرف یہ کہ مشکلات حل نہیں ہو سکیں گی بلکہ ممکن ہے ان میں مزید اضافہ ہو جائے۔ لہٰذا ایک عاقل اور باوقار انسان کو چاہئے کہ اپنے ہوش و حواس اور اعصاب کو ہمیشہ قابو میں رکھے اور زمانے کے حادثات اور زندگی کی اونچ نیچ سے متاثر ہو کر آپے سے باہر نہ ہو جائے۔

انسان ایک طاقتور اور بااختیار مخلوق ہے جو اپنی سعی و کوشش اور بردباری سے بڑی سے بڑی مشکل پر فتح حاصل کر سکتا ہے۔ کیا یہ چیز قابل تاسف نہیں کہ چھوٹی باتوں اور زمانے کے سرد و گرم کے مقابلے میں انسان ہمت چھوڑ بیٹھے اور نالہ و فریاد شروع کر دے اور اپنے سے کمزوروں پر اپنا غصہ اتارے ان پر چیخے چلائے؟

سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کی گردش اور ناپسندیدہ عناصر کے سلوک نے آپ کی پریشانی کے حالات فراہم کئے ہیں اس سلسلے میں آپ کی بیوی بچوں کا کیا قصور ہے؟ آپ کی بیوی صبح سے اب تک گھر کے کاموں میں مشغول رہی ہے۔ کھانا پکانے' کپڑے دھونے' گھر کی صفائی اور بچوں سے نمٹنے جیسے صبر آزما مراحل سے گزری ہے اور تھکی

ہاری آپ کے انتظار میں ہے کہ آپ گھر آکر اپنی خوش اخلاقی اور مہربانی سے اس کے دل کو شاد کر کے اس کی ساری تھکاوٹ دور کردیں گے۔

آپ کے بچے بھی صبح سے اب تک اسکول میں پڑھائی میں مشغول رہے ہیں۔ ان کا دل و دماغ بھی تھکا ہوا ہے یا دوکان یا کارخانے میں کام میں مشغول رہے ہیں اور اب تھکے ہارے گھر لوٹے ہیں اور اپنے باپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اپنی میٹھی میٹھی محبت و شفقت بھری باتوں کے ذریعہ ان کی تھکن دور کردے گا اور باپ کا شفیق رویہ اور اظہار محبت ان میں ایک نئی روح پھونک دے گا اور انھیں مزید سعی و عمل کے لئے حوصلہ عطا کرے گا۔

جی ہاں آپ کے بیوی بچے دل میں سینکڑوں امیدیں اور آرزوئیں لئے آپ کے منتظر ہیں۔ آپ خود غور کریں کیا یہ مناسب ہے کہ وہ بیچارے آپ کی تیوریاں چڑھی ہوئی، غصے سے لال پیلی صورت سے روبرو ہوں؟

یہ سب آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوں گے اپنی خوش اخلاقی اور شگفتہ چہرے کے ساتھ گھر کے ماحول کو رونق بخشیں گے اور اپنی دلکش اور شفیق باتوں سے ان کے تھکے ماندے اعصاب کو سکون پہنچائیں گے، نہ یہ کہ اپنی بدمزاجی اور ناروا سلوک سے گھر کے ماحول کو تیرہ و تاریک بنادیں گے اور غصہ و ناراضگی کا اظہار کر کے اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے ان کے تھکے اعصاب کو مزید خستہ کردیں گے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ نامناسب جملوں اور جھڑکیوں سے ان کی معصوم روح و جسم پر کتنے خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ جن کے نتائج کا خمیازہ آپ کو بعد میں بھگتنا پڑے گا۔ اگر آپ کو ان پر رحم نہیں آتا تو کم سے کم خود اپنے آپ پر رحم کھائیے۔ یہ جو آپ خود پر کنٹرول نہیں کریں گے اور معمولی معمولی باتوں پر چراغ پا ہوجایا کریں گے تو کیا آپ کا جسم اور اعصاب صحیح و سالم رہ سکیں گے؟

ایسی صورت میں کیا آپ کسی طرح اپنے روزمرہ کے فرائض کو بحسن و خوبی انجام

دے سکتے ہیں؟ اور زندگی کی مشکلات اور زمانے کے مصائب پر قابو پا سکتے ہیں؟ کیوں اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے سکون و آرام کی جگہ کو ایک خوفناک قید خانے میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یاد رہے اس ماحول سے حاصلہ خراب نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے!

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہمیشہ خوش و خرم اور مسکراتے رہیے اور اگر کوئی مشکل پیش آپڑے تو غصہ اور چیخے چلائے بغیر اپنی عقل و تدبّر سے کام لے کر سکون کے ساتھ اس کو حل کرنے کی فکر کیجئے؟

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جب آپ اپنی توانائیوں کو پھر سے بروئے کار لانے کی غرض سے اپنے گھر کی آسائش گاہ میں قدم رکھیں تو اپنے دل میں خود اس بات کا تجزیہ کریں کہ غصہ اور بد مزاجی سے کوئی مشکل حل نہ ہوگی۔ بلکہ اعصاب اور زیادہ خستہ ہو جائیں گے بلکہ ممکن ہے اور کئی نئی نئی مشکلات پیدا ہو جائیں۔ لہٰذا بہتر ہے توانائی کی بحالی کے لئے فی الحال آرام کریں تاکہ آپ کے جسم کو آرام ملے اس کے بعد تروتازہ ہو کر اطمینان کے ساتھ اس مشکل سے نپٹنے کی فکر کیجئے۔

تھوڑی دیر کے لئے زندگی کی پریشانیوں اور تلخ حادثات کو بھول جایئے۔ اور کشادہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہویئے۔ خوشگوار اور محبت بھری باتوں سے اہلِ خانہ کے دلوں کو شاد کیجئے۔ اطمینان کے ساتھ پر لطف باتیں کیجئے، ہنسیے ہنسایئے۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایئے اور آسودہ اعصاب کے ساتھ سوجایئے یا آرام کیجئے، اس طریقہ کار سے آپ اپنے بیوی بچوں کے دلوں کو اور گھر کے ماحول کو خوش اور پرسکون بنا سکتے ہیں اور انھیں اپنے اپنے کاموں میں سرگرم رہنے کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں اور خود بھی صحیح و سالم اعصاب کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دینِ مقدسِ اسلام میں اچھے اخلاق کو دیانت کا جزو اور کمالِ ایمان کی علامت کہا گیا ہے۔

حضرت رسولِ خدا فرماتے ہیں۔ "ایمان کے اعتبار سے کامل ترین انسان وہ لوگ

ہیں جو بے حد خوش اخلاق ہوں۔ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے خاندان کی نسبت نیکی کرے۔" (۱۷۵)

پیغمبرِ اسلامؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "اچھے اخلاق سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔" (۱۷۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "نیکو کاری اور خوش مزاجی گھروں کو آباد اور عمر کو طویل کرتی ہے۔" (۱۷۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ بھی قول ہے کہ "بد اخلاق انسان خود کو عذاب میں مبتلا کر لیتا ہے۔" (۱۷۸)

حکیم لقمان کا کہنا ہے: "عقل مند آدمی کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں کے درمیان ایک بچے کی مانند رہے اور اپنی مردانگی کا مظاہرہ گھر کے باہر کرے۔" (۱۷۹)

حضرت رسولِ خداؐ فرماتے ہیں: "خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی عیش نہیں۔" (۱۸۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ بھی قول ہے کہ: "اچھا اخلاق، نصف دین ہے۔" (۱۸۱)

حضرت رسولِ خداؐ کے ایک بزرگ صحابی سعد بن معاذؓ جن کا آپ بہت احترام کرتے تھے، کا جب انتقال ہوا تو رسولِ اکرمؐ نے صاحبان عزاء کی طرح پابرہنہ ہو کر ان کے جلوسِ جنازہ میں شرکت کی۔ اپنے دستِ مبارک سے ان کے جنازہ کو قبر میں اتارا اور قبر کی مٹی برابر کی۔ سعد کی والدہ نے، جو رسولِ خداؐ کے ان تمام احترامانہ اعمال دیکھ رہی تھیں اپنے بیٹے سعد کو مخاطب کر کے کہا: اے سعد بہشت مبارک ہو۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا "اے مادرِ سعد ایسا نہ کہئے کیونکہ سعد کو قبر میں سخت فشار کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آتے تھے۔" (۱۸۲)

بے فائدہ شکوے شکایات

زندگی میں مشکلات اور دشواریاں پیش آتی رہتی ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جسے کبھی

نہ کبھی گردشِ ایام کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو اور وہ سو فیصد راضی و خوش ہو اور اسے کوئی غم نہ ہو۔ البتہ بعض لوگ اس قدر وسیع القلب' صابر اور باحوصلہ ہوتے ہیں کہ مشکلات کو نہایت سکون کے ساتھ برداشت کر لیتے ہیں۔ زمانے کا رونا نہیں روتے۔ صرف ضروری مواقع پر ہی ان کا ذکر کرتے ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ مشکلات کو رفع کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

باوقار انسان نالہ و فریاد' ہر ایک پر نکتہ چینی کرنے اور ہر ایک سے اپنا دکھڑا بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ چیز نفس کی کمزوری کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اپنی پریشانیوں کو بیان کرنے سے ان کے درد کی دوا نہیں ہو جائے گی۔ پس اپنا درد و غم سنا کر دوستوں کی پرلطف محفل کو کیوں درہم برہم کریں اور ان کا وقت برباد کریں لیکن بعض لوگوں میں اتنا ظرف نہیں ہوتا اور انہیں اپنے نفس پر قابو نہیں رہتا کہ کوئی بات اپنے دل میں رکھ سکیں۔ انہیں شکوہ شکایات اور نالہ و فغاں کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے ہر کسی کے سامنے بے موقع محل شکایتوں کے دفتر کھول کے بیٹھ جاتے ہیں۔ دوستوں کی محفل میں' جو کہ تفریح اور پرلطف وقت گزارنے کی خاطر سجائی جاتی ہے' عنانِ سخن کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور اپنی پریشانیوں' زمانے کی کج رفتاری' اور چرخِ فلک کی شکایتیں کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ گویا شیطان کی طرف سے انہیں یہ کام سونپا گیا ہے کہ خوشی و مسرت کی محفل درہم برہم کر دیں اور محفل میں موجود لوگوں کو بھی ان کی پریشانیاں یاد دلا دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر دوست اس قسم کے شیطان صفت لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے ان سے اپنا دامن بچاتے ہیں۔

چونکہ دوسرے لوگ ان کی شکایتیں سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو اس کی تلافی اپنے گھر والوں سے کرتے ہیں اور اس سلسلے میں معمولی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ کبھی چیزوں کی مہنگائی کا گلہ کرتے ہیں' کبھی ٹیکسیوں کے خراب سسٹم کی اور بسوں میں زیادہ مسافروں کو سوار کر لینے کی شکایت کرتے ہیں تو کبھی دوستوں کی

بدسلوکیوں یا ساتھیوں کی رقابتوں اور رکاوٹوں یا باس کی سخت گیری اور بے انصافیوں کا رونا روتے ہیں۔ کبھی بازار کے مندا پڑنے یا خراب گاہکوں کا' کبھی بیماریوں اور ڈاکٹروں کی موٹی موٹی فیسوں کا یا اچھے ڈاکٹروں کی کمی کا ماتم کرتے ہیں۔ اس قسم کے افراد چونکہ قنوطی ہوتے ہیں اور دنیا میں انہیں صرف برائیاں ہی نظر آتی ہیں۔ معمولی معمولی ناگوار باتوں سے متاثر ہوکر شکوہ کیا کرتے ہیں اور گھر والوں کا بھی سکون و چین غارت کردیتے ہیں۔ ان بے چاروں کے لئے تو کوئی راہ فرار بھی نہیں ہے بس جلے جائیں اور چڑے جائیں۔

برادر محترم! اس قسم کی باتوں اور نالہ و زاریوں سے سوائے پریشانی کے کیا حاصل؟ یہ کس درد کی دوا کرتی ہیں؟ کیوں ایک بری اور بے سود عادت کے سبب اپنے خاندان والوں کی پریشانی میں اضافہ کرتے ہیں؟ آپ کی بیوی صبح سے رات تک گھر میں کتنی زحمتیں اٹھاتی ہے اسے بھی گوناگوں مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ گھر کے کاموں کی کثرت اور بچوں کے ہنگاموں نے اس کے اعصاب کو تھکا دیا ہے۔

آپ کے بچے بھی اسکول سے یا اپنے کام پر سے تھکے ہارے گھر آئے ہیں۔ سبھی آپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ گھر آئیں گے تو اپنی پرخلوص گفتگو سے سب کے دلوں کو خوش کردیں گے۔ سچ کہئے گا کیا یہی انصاف ہے کہ ان کی دلجوئی کرنے کے بجائے آپ ان کے لئے شکوہ و شکایات کا تحفہ لے کر آئیں؟

کیوں انس و محبت کے مرکز اور اپنی آرام و آسائش کو ایسے سلگتے ہوئے جہنم میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ جس کے ہر گوشے سے نالہ و فریاد اور آہ وزاری کی صدائیں بلند ہوتی ہیں؟ اگر زندگی کے اخراجات زیادہ ہیں یا دوسرے لوگ ناروا سلوک کرتے ہیں یا کچھ اور مشکلات درپیش ہیں تو اس میں آپ کے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے؟ اگر آپ کا کاروبار مندا چل رہا ہے یا ٹھپ ہوگیا ہے تو وہ لوگ کیا کریں؟

آپ کی یہ ضرر رساں عادت جو کسی مشکل کو حل کرنے میں معاون ثابت نہیں ہوسکتی' آپ کے گھر والوں کو' گھر کی زندگی اور آپ کی صورت سے بیزار بنادے گی۔

بدمزگی اور رنجیدہ دلی کے ساتھ جو کھانا کھایا جائے گا اس کا بھلا کیا اثر ہوگا؟ بس سب زہر مار کریں گے۔

آپ کے بیوی بچے آپ کے دائمی شر سے بچنے کی خاطر' گھر سے فرار اختیار کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہت ممکن ہے فتنہ و فساد اور بد عنوانیوں کے رنگین جالوں میں پھنس جائیں۔ اس کے علاوہ مختلف بیماریوں خصوصاً اعصابی امراض میں ہمیشہ گرفتار رہیں۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ بردباری' متانت و سنجیدگی' اعلیٰ ظرفی اور عقلمندی سے کام لیں؟ جب آپ گھر کے لئے روانہ ہوں تو آلام و مصائب اور تلخیوں کو وقتی طور پر فراموش کر دیجئے اور ہنستے مسکراتے خوش و خرم گھر آیئے۔ جب تک گھر میں رہئے اچھے اور خوشگوار موڈ میں رہئے۔ گھر کے ماحول کو ٹھیک رکھئے۔ زمانے کی شکایتیں اور دردِ دل بیان کرنے نہ بیٹھ جایئے اور اپنے گھر والوں کو رنجیدہ و افسردہ نہ کر دیجئے اچھی اچھی باتیں کیجئے' خود بھی ہنسئے اور دوسروں کو بھی ہنسایئے۔ خوشگوار ماحول میں سب مل کر کھانا کھایئے اور محبت بھرے پرسکون ماحول سے فرحت حاصل کیجئے اور زندگی کی جدوجہد میں سرگرمِ عمل رہنے کے لئے اپنے دل و دماغ کو تروتازہ کیجئے۔

اسلام میں بھی بردباری سے کام لینے اور آہ و زاری اور شکوہ شکایات سے اجتناب کو ایک اچھی عادت مانا گیا ہے اور اس کے لئے جزا معین کی گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "جب کسی مسلمان پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو لوگوں سے خدا کی شکایت نہ کرے بلکہ خدا سے' کہ جس کے ہاتھ میں تمام مشکلات کو حل کرنے کی کنجی ہے' استدعا کرے۔" (۱۸۳)

حضرت علیؑ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: "توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی مصیبتوں کی شکایت کرتا ہے وہ دراصل خدا کی شکایت کرتا ہے۔" (۱۸۴)

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "کسی شخص پر جسمانی یا مالی اعتبار سے کوئی مصیبت آپڑے اور وہ لوگوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو خدا پر لازم ہے کہ

اس کے گناہوں کو معاف کردے۔" (۱۸۵)

اعتراض اور بہانہ جوئی

بعض مردوں کو اعتراض کرنے اور عیب نکالنے کی عادت ہوتی ہے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے بھی مسلسل بولتے رہتے ہیں مثلاً فلاں چیز وہاں کیوں رکھی ہے؟ فلاں چیز اپنی جگہ پر کیوں نہیں ہے؟ یہاں پاجامہ کیوں پڑا ہے؟ یہاں گندگی کیوں ہے؟ کھانا تیار ہونے میں دیر کیوں ہوئی؟ کھانے میں نمک کم ہے' کتنی بار کہا ہے چکھ کے دیکھ لیا کرو۔ فلاں چیز کیوں نہیں پکائی؟ آج سلاد کیوں نہیں بنایا' سالن میں ہرا دھنیا کیوں نہیں ڈالا' ہری مرچیں دسترخوان پر کیوں نہیں آئیں' چٹنی کیوں نہیں بنائی' حوض کا پانی کیوں گندہ ہے۔ گلدان کو یہاں سے ہٹاؤ۔ ہزار دفعہ کہا ہے کہ ایش ٹرے کو میز پر رکھا کرو۔ آخر کتنی بار کہا جائے کیسے کہا جائے وغیرہ وغیرہ اور اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

حتیٰ کہ بعض مرد اس سلسلے میں اس قدر سختی سے کام لیتے ہیں کہ خود اپنا اور اپنے گھر والوں کا سکون و چین حرام کرلیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس کی خاطر شادی شدہ زندگی کے مقدس پیمان کو بھی متزلزل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرد کو گھر کے امور میں دخل دینے کا اور اچھا برا بتانے کا حق ہے اور اس کتاب کے پہلے حصہ میں خواتین کو نصیحت کی جاچکی ہے کہ مرد کے اس حق کو مانیں اور اس کی دخل اندازیوں کے مقابلے میں کسی ردّ عمل کا اظہار نہ کریں لیکن مرد کو جو کہ خاندان کا سرپرست اور منیجر ہے' احتیاط سے کام لینا چاہئے سوجھ بوجھ اور تدبر کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اگر گھر کے امور میں دخل اندازی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ عاقلانہ اور صحیح طریقہ اختیار کرے تاکہ اس کی بات موثر ثابت ہو۔

چونکہ مرد کو اتنی فرصت نہیں ہوتی اس لئے صلاح اسی میں ہے کہ امور خانہ داری کا کلّ اختیار اپنی بیوی کے سپرد کردے اور اس سلسلے میں اس کے کچھ خاص نظریات

ہوں تو صلاح و مشورہ کے طور پر' نہ کہ زور و زبردستی اور حکم کے طور پر' اپنی بیوی کو بتائے اور اس سے کہے کہ اس کی رائے اور نظریئے کا بھی لحاظ رکھے۔ بیوی کو جب اپنے شوہر کے ذوق کا علم ہوجائے تو اگر وہ عقلمند اور مدبر ہے اور گھر اور زندگی سے دلچسپی رکھتی ہے تو اسے چاہئے کہ کوشش کرے کہ اپنے شوہر کی مرضی و خوشی کا خیال رکھے۔ اور اگر گھر کے بعض امور میں شوہر کی رائے کو مناسب نہ سمجھے تو نہایت نرمی و ملائمت سے اور مناسب الفاظ میں اپنے شوہر سے اس کا ذکر کردے۔ ایسی صورت میں مرد کا احترام باقی رہے گا اور اس کی شخصیت مجروح نہیں ہوگی اور ایک حد تک اس کی رائے مان لی جائے گی۔ کیونکہ اکثر خواتین اس صورت میں مرد کی دخل اندازیوں کو تو قبول کرلیتی ہیں لیکن اگر اعتراضات کی شکل میں اور دائمی طور پر ہو تو نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلنے کا بھی امکان ہے۔ کیونکہ بیوی آہستہ آہستہ شوہر کے مسلسل اعتراضات کی عادی ہوجاتی ہے اور اس کو اہمیت نہیں دیتی۔ ایسی صورت میں شوہر کی شخصیت اس کی نظر میں بے وقعت ہوجاتی ہے اور اس کی باتوں پر توجہ نہیں دیتی۔ حتیٰ کہ بجا اور بہت اہم اعتراضات کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھتی۔ اپنے دل میں سوچتی ہے کہ جو بھی کام کروں گی آخر اس پر اعتراضات اور جھڑپ تو ہونی ہی ہے' لہٰذا کیا ضرورت ہے کہ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی زحمت اٹھاؤں۔ اس کی تو عادت ہی اعتراضات کرنے اور عیب نکالنے کی ہے' جتنا کرے کرنے دو۔ رفتہ رفتہ گھرداری اور شوہر کے کاموں کی طرف سے سرد مہری برتنے لگتی ہے۔ بعض اوقات انتقام کی غرض سے اسی کی طرح وہ بھی اعتراض اور عیب جوئی کرنے لگتی ہے۔

ایسی صورت میں گھر کا ماحول' جسے سکون و آرام کا مرکز ہونا چاہئے دائمی کشمکش کا شکار ہوکر میدانِ جنگ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ممکن ہے بیوی مسلسل اعتراضات اور جھگڑوں سے اتنا تنگ آجائے کہ ایسی زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دے اور شادی شدہ زندگی کے تانے بانے بکھر جائیں۔ بیوی خواہ کتنی ہی عاقل اور بردبار ہو بالآخر مسلسل اعتراضات اور

تحقیر سے تھک جاتی ہے!

مثال کے طور پر ذیل کے واقعے پر توجہ کیجئے:

ایک شخص نے پولیس چوکی میں رپورٹ درج کرائی کہ اس کی بیوی دو مہینے ہوئے لوکر اپنے باپ کے گھر چلی گئی ہے۔ اس شخص کی بیوی نے بتایا کہ میرے شوہر کو گھر کے کاموں میں میرا طریقہ پسند نہیں ہے۔ کھانا پکانے اور گھر کے انتظامات کے سلسلے میں ہمیشہ تحقیر کیا کرتا ہے اس لئے میں اس کے گھر سے آگئی ہوں۔ اس کی باتیں سنتے سنتے میرے کان پک گئے۔(۱۸۶)

مرد کو یہ نکتہ دھیان میں رکھنا چاہئے کہ گھر کے امور کی تنظیم اور گھر کا انتظام عورت سے مخصوص ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اس کے اس حق کو سلب نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ایک بے ارادہ مشین بن کر رہ جائے۔ بلکہ اس کو مکمل آزادی و اختیار دینا چاہئے تاکہ اپنے ذوق و سلیقے کو بروئے کار لائے اور شوق و دلچسپی کے ساتھ امورِ خانہ داری کو انجام دے۔ یہ بات مصلحت سے بعید ہے کہ مرد اس سلسلے میں سختی اور ہٹ دھرمی سے کام لیں اور بہانہ تراشیاں کریں۔ کیونکہ گھر کا سکون و چین اور باہمی میل محبت تمام چیزوں پر مقدم ہے۔

تسلی اور دلجوئی

جس طرح سے مرد ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہتے اسی طرح عورتیں بھی مختلف حالات سے گزرتی ہیں کبھی خوش و مسرور اور مسکراتی ہوئی اور کبھی غمگین و افسردہ اور کبھی بدمزاج اور غصہ کی حالت میں۔اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً گھر کے دشوار کاموں کے سبب بہت تھک گئی ہوں۔ بچوں کے شور و ہنگاموں نے پریشان کر دیا ہو۔ کسی جان پہچان والے یا ہمسایہ کے طعنہ اور تیر و نشتر نے رنجیدہ کر دیا ہو۔ ساتھیوں کی غلط شان و شوکت اور چمک دمک سے متاثر ہو گئی ہوں۔ جی ہاں اس قسم کے گوناگوں حالات پیش آسکتے ہیں جنھوں نے ان کی روح پر ایسا اثر ڈالا ہو کہ پریشانی کی شدت نے انھیں بے حال کر دیا ہو اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے کسی بہانے کی تلاش میں

ہوں۔

خواتین چونکہ لطیف و نازک احساسات و جذبات کی مالک ہوتی ہیں اس لئے مردوں کے مقابلے میں ناگوار حادثات سے جلدی متاثر ہوجاتی ہیں اس لئے دشواریوں کو برداشت کرنے کی ان میں تاب نہیں ہوتی اور فوراً چیخنا چلانا شروع کردیتی ہیں۔

ایسے موقعوں پر انہیں کسی کی تسلی اور ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے نرمی اور ملائمت سے ان کے اعصاب کو سکون پہنچانا چاہئے۔ اور اس کام کے لئے شوہر سے بہتر اور کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ان کا شریک زندگی، غمخوار اور محرم ترین انسان ہے۔ ایسے موقع پر شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کی مدد کریں اور اس کے پژمردہ اعصاب کو سکون پہنچائیں۔

برادر عزیز! جب آپ گھر میں داخل ہوں اور اگر دیکھیں کہ آپ کی بیوی غصہ میں ہے یا پریشان ہے۔ اس کی صورت بگڑی ہوئی ہے یا چہرہ اترا ہوا ہے تو اس کی خلاف توقع حالت کو دیکھ کر اس کے حالِ زار پر رحم کھائیے۔ اگر ناراضگی یا پریشانی کے سبب اس نے آپ کو سلام نہیں کیا تو آپ سلام کرلیجئے۔ سلام کرلینے سے آپ کی عزت نہیں گھٹ جائے گی۔

نرمی و محبت سے اس سے بات کیجئے۔ ہر روز سے زیادہ گرمجوشی اور محبت و مہربانی کا مظاہرہ کیجئے۔ ترشروئی اور غصہ سے پرہیز کیجئے۔ گھر کے کاموں میں اس کی مدد کیجئے۔ دھیان رکھئے کہ آپ کے منہ سے کوئی نامناسب یا سخت لفظ نہ نکل جائے۔ مسخرہ پن کرنے سے اجتناب کیجئے۔ اگر بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہے تو اس کے پیچھے نہ پڑ جایئے بلکہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ یہ نہ کہئے کہ کیا ہوگیا کیوں منہ پھلائے بیٹھی ہو؟ اگر آپ سے اپنا دردِ دل کہنا چاہے تو اس کی باتیں خوب توجہ سے سنئے اور اظہارِ افسوس کیجئے۔ ایسا ظاہر کیجئے گویا جو ناگوار واقعات پیش آئے ہیں ان سے آپ اس سے بھی زیادہ متاثر ہوئے ہیں اس کو دل بھر کے اپنی باتیں کہہ لینے دیجئے تاکہ اس کا دل ہلکا ہوجائے۔

جب وہ پر سکون حالت میں آجائے تو ایک مہربان سرپرست بلکہ ہمدرد شوہر کی مانند' اس کی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لئے عقل و تدبّر سے کوشش کیجئے۔ اس کو تسلی و تشفی دیجئے اور صبرو بردباری سے کام لینے کے لئے ہمت دلایئے۔ خوش گفتاری کے ساتھ نرم لہجے میں دلیل و ثبوت کے ذریعہ زندگی کے ناگوار حادثات کو ناقابلِ اعتنا اور معمولی بتایئے۔ حوادثِ زمانہ کو برداشت کرنے کے لئے اس کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ اور قابلِ علاج مسائل میں اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیجئے۔ اگر آپ نے ذرا صبرو تحمل اور دانشمندی سے کام لیا تو بہت جلد پریشانی اور تشویش سے نجات مل جائے گی اور آپ کی زندگی پہلے کی مانند بلکہ اور بہتر طریقے سے معمول پر آجائے گی۔ لیکن اگر آپ نے اس کے وقتی غصہ اور تند مزاجی کے مقابلے میں بداخلاقی اور بد مزاجی کا مظاہرہ کیا تو ممکن ہے لڑائی جھگڑے اور مارپیٹ کی نوبت آجائے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ آپ میں سے کسی ایک یا دونوں کی ضد کے سبب طلاق و جدائی کی نوبت آجائے۔

عیب تلاش نہ کیجئے

اس دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جس میں ساری خوبیاں جمع ہو گئی ہوں اور تمام برائیوں اور نقائص سے مکمل طور پر پاک و منزہ ہو۔ عموماً ہر انسان میں طرح طرح کی خامیاں اور خوبیاں پائی جاتی ہیں مثلاً کوئی دبلا ہے تو کوئی بہت موٹا' کسی کی ناک بہت لمبی ہے تو کسی کا دہانہ بڑا ہے' کسی کے دانت بڑے بڑے ہیں تو کسی کا رنگ کالا ہے' کوئی شرمیلا اور کم گو ہے اور کوئی بہت تیز طرار اور باتونی' کوئی گندہ رہتا ہے' کوئی بدتمیز و بے ادب ہے' کوئی مہمانداری کے آداب سے ناآشنا ہے' کوئی جاہل ہے' کوئی غصہ ور' کوئی افسردہ و پژمردہ رہتا ہے' کسی کو کھانا پکانے کا سلیقہ نہیں' کوئی فضول خرچ ہے' کوئی بہت زیادہ کھاتا ہے اور کوئی کم خوراک ہے' کوئی بداخلاق ہے اور کوئی حاسد' کوئی کاہل ہے اور کوئی بد زبان' کوئی خود غرض ہے اور کوئی کینہ پرور۔ غرضیکہ اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے عیوب انسانوں میں پائے جاتے ہیں کوئی مرد یا عورت ایسی نہیں ملے گی جس میں ان میں سے کوئی ایک یا چند عیب موجود نہ ہوں۔

مرد عام طور پر شادی سے پہلے اپنے ذہن میں ایک ایسے خیالی پیکر کو مجسم کر لیتے ہیں جو ہر عیب سے پاک اور ہر لحاظ سے مکمل ہوتا ہے اور اسے اپنے آئیڈیل کا نام دیتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ کامل ترین صفات کی مالک ایک فرشتہ صفت لڑکی ان کی شریکِ حیات بنے گی۔ وہ اس حقیقت سے غافل ہوتے ہیں کہ ایسی ہستی کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے۔ جب شادی کرتے ہیں اور بیوی ان کے خیالی خاکہ پر پوری نہیں اترتی تو اعتراض کرنا اور عیب نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔ شادی شدہ زندگی کو ناکام اور اپنے آپ کو بدنصیب تصور کرنے لگتے ہیں ہمیشہ اپنی بدقسمتی اور ناکامی کا رونا روتے رہتے ہیں۔ عیب نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ بہت معمولی اور ناقابلِ اعتنا خامیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور ایک بہت چھوٹی سی خامی کو اپنے ذہن میں بہت بڑا تصور کر لیتے ہیں۔ بیوی کی تحقیر کرتے رہتے ہیں یا دوسروں کے سامنے اس پر تنقید کرتے ہیں اور اس طرح اپنی شادی شدہ زندگی کے سکون و ثبات کو متزلزل کر کے خود اپنی اور اپنی بیوی کی رنجیدگی و پریشانی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

ان عیب جوئیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی دلی طور پر مکدّر ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس کی محبت اور دلچسپی میں کمی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ زندگی' خانہ داری اور شوہر کی طرف سے اس کی توجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اپنے دل میں سوچتی ہے کہ ایسے مرد کے گھر میں کیوں اس قدر زحمتیں اٹھاؤں۔ یا کبھی وہ بھی انتقام کے طور پر بدلہ لینے پر اتر آتی ہے اور شوہر کی عیب جوئی شروع کر دیتی ہے۔

مثلاً شوہر' بیوی کی شکل و صورت کی برائی کرتا ہے وہ جواب میں اس کی شکل و صورت یا قدو قامت کی برائی کرتی ہے اور اس طرح ایک دوسرے کی مذمت اور عیب جوئی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کسی کو کسی میں کوئی بھی خوبی نظر نہیں آتی۔ اور اس طرح زندگی جسے مسرت و لطافت و پاکیزگی سے مملو ہونا چاہئے باہمی کشمکش اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور تحقیر و بے عزتی کرنے میں گزر جاتی ہے۔

اگر اسی صورت میں زندگی کی گاڑی چلتی رہے تو آخر عمر تک اچھے دن دیکھنا نصیب

نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایسا گھر جس میں خلوص و صفائی اور مہر و محبت نہ ہو' خوشی اور اطمینان و سکون کی نعمت سے محروم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو مرد اپنی شادی شدہ زندگی کو ناکام اور اپنے آپ کو بدنصیب سمجھتے ہیں اور ناخوش رہتے ہیں اور وہ عورت جو مسلسل تحقیر و عیب جوئی کا نشانہ بنی رہتی ہے' دونوں ہی ہمیشہ خطرناک امراض خصوصاً نفسیاتی اور روحانی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر لڑائی جھگڑے بڑھتے گئے اور طلاق و جدائی تک بات پہنچ گئی تو عموماً میاں بیوی دونوں ہی کی زندگیاں تباہ ہوجاتی ہیں خاص طور پر اگر بچہ بھی ہوگیا ہو۔ کیونکہ اول تو ایسا مرد سماج میں اپنی حیثیت و آبرو کھو بیٹھتا ہے اور لوگوں میں ایک ہوس پرست اور بے وقوف انسان مشہور ہوجاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ پہلی شادی اور طلاق کے نتیجہ میں اسے مالی اعتبار سے بھی بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے کہ جس کی تلافی مشکل ہے اور دوسری شادی کے لئے بھی بہت خرچ کی ضرورت ہے کہ جس کی فراہمی آسان کام نہیں۔ ان نقصانات کو برداشت کرکے بعید نظر آتا ہے کہ اپنی اقتصادی حالت کو آسانی کے ساتھ بہتر بنا سکے گا۔

تیسرے یہ کہ معلوم نہیں آسانی کے ساتھ مناسب اور بے عیب بیوی مل سکے گی اور اوّل تو یہ کہ پہلی بیوی کو طلاق دینے سے جو بدنامی ہوجاتی ہے اس کے سبب بہت کم لڑکیاں اس سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوتی ہیں۔ فرض کیجئے لڑکی مل بھی گئی تو معلوم نہیں پہلی بیوی سے بہتر ہوگی یا نہیں۔ البتہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ مخصوص عیب اس میں نہ ہو جو پہلی بیوی میں نظر آتا تھا۔ لیکن ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے بلکہ ممکن ہی نہیں ہے کہ مکمل طور پر بے عیب اور ہر نقص سے مبرا ہو۔ دوسری بیوی میں متعدد عیوب موجود ہوں گے۔ خدا نہ کرے پہلی بیوی سے بھی بدتر ہو ایسی صورت میں چارو ناچار جیسے بھی ہو اس سے نبھانا پڑے گا۔ ایسے بہت کم مرد ملیں گے جو اپنی دوسری شادی سے خوش و مطمئن ہوں لیکن اپنی عزت و آبرو برقرار رکھنے کے لئے مجبور ہیں کہ نبھائے جائیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے مردوں نے دوسری بیوی کو چھوڑ کر پھر پہلی بیوی سے تعلقات بحال کرلئے۔

برادرِ عزیز! اپنی بیوی کو بدبینی اور عیب جوئی کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟ اور بعض چھوٹے چھوٹے اور ناقابلِ اعتنا عیوب کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ عیب بہت بڑے اور ناقابلِ معافی عیب بن کر آپ کی نظروں میں سما جائیں اور آپ کی اور آپ کے خاندان کی زندگیوں کو تباہ کر ڈالیں۔

کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسی عورت ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو؟ کیا آپ خود تمام عیوب سے پاک و مبرا ہیں کہ اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ بیوی مکمل طور پر بے عیب ہو۔

اصولی طور پر ان چھوٹی چھوٹی خامیوں کی کوئی اہمیت اور وقعت ہی نہیں ہے کہ اس کی خاطر زندگیوں کو تباہ کر ڈالا جائے۔

آپ اپنی بیوی کے صرف عیوب اور خامیوں کو ہی دیکھتے ہیں اور اس کی خوبیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اگر آپ انصاف کی نظر سے دیکھیں اور حقیقت کا مقابلہ کر سکیں تو دیکھیے کہ اس میں بہت سی ایسی خوبیاں بھی موجود ہیں جن کے سامنے اس کی خامیاں ماند پڑ گئی ہیں۔ اور ان خوبیوں پر اگر توجہ کریں تو وہ معمولی سا عیب دراصل عیب شمار کرنے کے قابل ہی نہیں ہوگا۔ اسلام میں عیب جوئی کو ایک بہت بری اور ضرر رساں صفت کہا گیا ہے اور سختی سے اس کی ممانعت کی گئی ہے۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: "اے وہ لوگو جو زبان سے تو اسلام کے مدعی ہو لیکن ایمان نے تمہارے قلوب پر اثر نہیں کیا ہے، مسلمانوں کی بدگوئی نہ کرو اور عیب جوئی کی فکر میں نہ رہا کرو۔ جو شخص دوسروں کی عیب جوئی کرتا ہے وہ خدا کی عیب جوئی کا نشانہ بنے گا اور ایسا شخص خواہ اپنے گھر میں ہو، رسوا ہوگا۔" (۱۸۷)

بدگوئی کرنے والوں کی باتوں پر دھیان نہ دیجیے

ایک بہت بری عادت جو عام طور پر لوگوں میں پائی جاتی ہے وہ ہے دوسروں کی مذمت اور بدگوئی کرنا۔ یہ بری عادت دوستوں اور خاندانوں میں دشمنی اور کدورت پیدا

کردیتی ہے۔ خاندانوں کو تباہ کردیتی ہے۔ گھر کے پرخلوص ماحول کی رونق ختم کردیتی ہے اور اکثر اوقات قتل و غارت گری کے اسباب فراہم کردیتی ہے۔ عیب جوئی اور بدگوئی کے مختلف اسباب و عوامل ہوتے ہیں۔ کبھی حسد کے سبب کسی کی بدگوئی کی جاتی ہے۔ کبھی دشمنی اور کینہ کے سبب اور کبھی انتقام لینے کی خاطر۔ کبھی دوسروں کی برائی کرنے کا مقصد اپنی خودستائی کرنا ہوتا ہے۔ کبھی مذمت کسی کو کسی دوسرے کی طرف سے بدظن کرنے اور اپنی محبت جتانے کے لئے کی جاتی ہے تاکہ اس کی محبت و توجہ کو اپنی طرف مبذول کرسکے۔

کبھی اس کے ذریعہ خیر خواہی اور دوستی ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ لیکن ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے کہ واقعی ہمدردی اور خیر خواہی کرنے کا ارادہ ہو۔ ایسے ہی موقعوں پر ایک ہوشیار اور عاقل انسان کا فرض ہے کہ وہ ان بدگوئیوں کا اثر قبول نہ کرے بلکہ احتیاط اور توجہ سے کہنے والے کے مقصد کو سمجھے اور دھیان رکھے کہ اس کی ظاہرداری سے دھوکا نہ کھائے اور اس کے شیطانی ہتھکنڈوں کے زیر اثر نہ آجائے۔

مرد کو ایک اہم نکتہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ عموماً اس کی ماں' بہن' بھائی اور بھائی کی بیوی' اس کی بیوی کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتیں خواہ بظاہر ان کے آپس کے تعلقات اچھے ہوں۔

اس قضیہ کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا اپنے ماں باپ کے خاندان کا ایک فرد شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کی اپنی الگ سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ماں باپ سالہا سال تک اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے سلسلے میں زحمتیں اٹھاتے ہیں امید کرتے ہیں کہ بڑھاپے میں ان کا سہارا بنے گا۔ اگرچہ والدین خود اپنے بیٹے کی شادی کرتے ہیں اور بظاہر وہ ایک آزاد شخصیت کا مالک بن جاتا ہے لیکن اس سے توقع رکھتے ہیں کہ اپنے ماں باپ سے قطع تعلق نہ کرے اور خود مختار ہونے کے باوجود ان کا مطیع و فرمانبردار رہے۔ اور پہلے کی مانند اس کی تمام تر توجہ ان پر مرکوز رہے۔

لیکن جب لڑکا شادی کرتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ایک خوش و مسرور' آبرو مندانہ اور آزادانہ زندگی کا آغاز کرے۔ چونکہ اپنی نئی نویلی بیوی کو اپنی نئی زندگی کا شریک اور ایک اہم رکن سمجھتا ہے اس لئے اس سے عشق و دلچسپی کا اظہار کرتا ہے شب و روز محنت مشقت کرتا ہے تاکہ زندگی کی ضروریات فراہم کر کے اپنی اور اپنی بیوی کی زندگی کے لئے آرام و آسائش کے اسباب مہیا کرے۔ چونکہ اس سلسلے میں اس کی مشغولیات بڑھ جاتی ہیں اس لئے اپنی سابقہ زندگی سے جدا ہو جاتا ہے اور اسے اپنے گھر والوں سے اظہار محبت کرنے کا موقع کم ملتا ہے۔

ایسے موقعہ پر اس کی ماں بہنیں خطرہ کا احساس کرتی ہیں اور انہیں خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے خاندان میں ایک غیر لڑکی کے آجانے سے ان کا بیٹا ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور لڑکا اپنی بیوی سے جتنی زیادہ محبت کرتا ہے انہیں زیادہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ انہیں ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ان کا بیٹا انہیں بالکل نظر انداز نہ کردے اور اس سلسلے میں سارا الزام بہو کے سر تھوپتی ہیں اور اس خطرہ کو ٹالنے کے لئے کوشش کرتی ہیں کہ بیوی کی محبت اس کے دل سے کم کردیں اور اس مقصد کے تحت نئی نویلی بہو میں عیب نکالنا شروع کردیتی ہیں۔ معمولی خامیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتی ہیں۔ اس کے شوہر سے اس کی برائیاں کرتی ہیں بلکہ بعض عورتیں تو دروغ گوئی سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ بہو کو نیچا دکھانے کے لئے طرح طرح کے منصوبے بناتی ہیں اور اس کو شوہر کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرتی ہیں۔

اگر شوہر سادہ لوح اور کانوں کا کچا ہے تو ان کی ظاہری ہمدردیوں سے متاثر ہو کر ان کی باتوں میں آجاتا ہے اور بیوی کی برائیاں اور خامیاں سن سن کر بیوی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ بہانے تلاش کرتا ہے اور بات بے بات جھگڑا کرتا ہے۔ بہت معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کرنے کے بجائے بہت اہمیت دیتا ہے اور بیوی کو تنقید و اعتراض کا نشانہ بناتا رہتا ہے اور اس طرح گھر کا ماحول اعتراضات و عیب جوئی کا میدان بن جاتا ہے اور آپس میں میل محبت اور صلح و صفائی کے بجائے' ہروقت باہمی چپقلش' نزاع و بیزاری کا

بازار گرم رہتا ہے۔ شوہر جتنا زیادہ ماں بہنوں کی باتوں پر توجہ دیتا ہے اتنی ہی زیادہ ان کی ہمت بندھتی ہے اور زیادہ سے زیادہ بہو کی عیب جوئی اور برائیاں کرتی ہیں اور ان کی فتنہ انگیزیاں میاں بیوی کے درمیان نفرت' مارپیٹ حتیٰ کہ علیحدگی کا باعث بن سکتی ہیں۔ بعض ساس نندیں بیچاری بہو کو اس قدر اذیتیں پہنچاتی ہیں کہ بعض اوقات بہوئیں پریشان ہو کر خودکشی کا اقدام کرڈالتی ہیں۔ ایسی عورتوں کی کافی تعداد موجود ہے جو اپنی ساس 'نندوں یا دیور' جیٹھوں کے ہاتھوں تنگ ہوکر اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ہم اخباروں اور رسالوں میں ان کی داستانیں پڑھتے رہتے ہیں مثال کے طور پر ذیل کے کچھ واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

"ایک نئی نویلی دلہن نے اپنی شادی کے چند روز بعد ہی سوئی نگل لی۔ آپریشن کے بعد اس نے اخبار "اطلاعات" کے نامہ نگار کو بتایا کہ ایک ہفتہ قبل میری فلاں شخص سے شادی ہوئی ہے جب میں بیاہ کر اپنے شوہر کے گھر آئی تو میں بھی اپنے آپ کو دوسری عورتوں کی مانند خوش نصیب تصور کرتی تھی لیکن ابھی چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ نند اور شوہر کی جانب سے اذیتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس زندگی کو میں سمجھتی تھی کہ میرے لئے بہشت ہوگی وہ جہنم ثابت ہوئی۔ اتنی کم مدت میں ہی شوہر کے رشتہ داروں نے مجھ کو اس قدر اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں کہ زندگی سے دل بھر گیا۔ سوئی نگل کر میں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔" (۱۸۸)

"ایک عورت نے اپنے کپڑوں میں آگ لگالی اور زندگی کے آخری لمحات میں پولیس کو بیان دیا کہ: میرے شوہر کے بھائیوں نے میری زندگی تلخ کردی۔ ان کی اذیتوں اور آزار سے تنگ آکر میں نے اپنے کپڑوں میں آگ لگالی۔" (۱۸۹)

"ایک نئی شادی شدہ دلہن نے ساس کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر اپنے کپڑوں میں آگ لگالی۔" (۱۹۰)

"ایک عورت نے ساس کی بدسلوکیوں اور بہانہ بازیوں کے سبب آگ لگا کر اپنا خاتمہ کرلیا۔" (۱۹۱)

بعض اوقات ساس' نندوں کی فتنہ انگیزیاں اور جھگڑے بہت خطرناک ثابت ہوتے ہیں اور شادی شدہ جوڑے کی زندگی کی بنیادوں کو متزلزل کر دیتے ہیں۔ خاندانوں کی خوشی و آسائش کو سلب کر لیتے ہیں لہٰذا ان باتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے بلکہ عقل و تدبّر سے کام لے کر ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ ان کے منہ تو بند نہیں کئے جا سکتے لیکن اس کا حل یہی ہے کہ ان کی باتوں میں نہ آیا جائے۔

مرد کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ مذمت' عیب جوئی اور برائیاں' خواہ ماں کرے یا بہنیں یا ان کے علاوہ اور کوئی رشتہ دار' وہ ہمدردی اور خیر خواہی کی غرض سے نہیں کی جاتیں بلکہ ان کا سبب حسد' کینہ' انتقام' خودنمائی اور ناجائز فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ نئی دلہن کی خوشی و آسائش ان کے لئے رشک و حسد کا باعث بنتی ہے' اور سمجھتی ہیں کہ بہو نے آکر ان کے بیٹے پر قبضہ جما لیا ہے اس لئے اسے اپنا رقیب سمجھنے لگتی ہیں۔ یا بعض مائیں لڑکے کی آمدنی سے خود پورا پورا استفادہ کرنا چاہتی ہیں اس لئے بہو کا وجود ان کی نظروں میں کھٹکنے لگتا ہے یا بعض اپنے آپ کو خیر خواہ ثابت کرنے کے لئے بہو کی برائیاں کرتی ہیں کہ کہیں ان کے بیٹے کے دل پر بہو قبضہ نہ کر لے۔

ایسی عورتوں کو صرف اپنی فکر ہوتی ہے اور اپنے مفاد پر اپنے بیٹے بہو کی زندگیوں کو قربان کر دیتی ہیں کیونکہ اگر خیر خواہ ہوتیں تو بہو کی برائیاں اور عیب جوئی کر کے ان کی زندگیوں میں تلخیاں نہ بھر دیتیں بلکہ ان کے درمیان باہمی محبت اور تعلقات کو مستحکم و پائیدار بنانے کی کوشش کرتیں۔

تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے کہ جب کسی لڑکی کو اپنے بیٹے کے لئے پسند کرتی ہیں تو اس کی تعریف میں آسمان زمین کے قلابے ملا دیتی ہیں لیکن جب وہی لڑکی بہو بن کر ان کے گھر آجاتی ہے تو صورت حال بدل جاتی ہے اور اس لڑکی میں سینکڑوں عیب اور نقص پیدا ہو جاتے ہیں۔

برادر عزیز! ظاہری ہمدردیوں اور چرب زبانیوں سے دھوکا نہ کھا جایئے۔ اکثر وہ عیوب جو آپ کی بیوی میں نکالے جاتے ہیں یا تو دراصل عیب ہی نہیں ہوتے یا اتنے

معمولی ہوتے ہیں کہ عقلمند انسان ان پر توجہ نہیں دیتا ہے۔ فرض کیجئے کوئی خامی ہے بھی تو کیا دنیا میں کوئی انسان بے عیب ہے؟ جو آپ اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ کی بیوی ہر عیب سے پاک ہوگی!

کیا آپ کی ماں بہنیں جو آپ کی بیوی کی عیب جوئی کیا کرتی ہیں خود ہر عیب سے مبرا ہیں؟ اگر آپ کی بیوی میں کوئی کمی ہے تو کیا ہوا' سینکڑوں دوسری خوبیاں بھی تو موجود ہیں اس کی خوبیوں کو کیوں نہیں دیکھتے؟ اگر آپ ان کی باتوں پر توجہ دیں گے تو گھر ہر روز حشر کا میدان بنا رہے گا۔ آپ کی زندگی اجیرن ہوجائے گی اور زندگی اور بیوی سے بیزار ہوجائیں گے۔ آپ کی بیوی بھی آپ سے اور اپنی زندگی سے بیزار ہوجائے گی۔ اور اسی طرح زندگی کی گاڑی چلتی رہی تو زندگی میں کبھی بھی سکون و چین نصیب نہ ہوگا اگر تنگ آکر علیحدگی اختیار کرلی یا طلاق دیدی تو بھی عموماً حالات میں بہتری پیدا نہیں ہوتی۔ مالی نقصانات اور ذہنی پریشانیوں کے علاوہ بدنامی الگ ہوتی ہے۔ ہر ایک ایسے آدمی کو اپنی بیٹی دینے کو تیار نہیں ہوتا یا دوسری شادی ہو بھی گئی تو ماں بہنیں اپنے "فرائض" سے سبکدوش نہیں ہوجائیں گی بلکہ اگر ان کی مرضی کے مطابق نہ ہوئی تو پھر عیب جوئی اور تنقید شروع کردیں گی۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ شروع میں ہی ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہمارے تعلقات اور آمدورفت برقرار رہے تو میری بیوی کی برائیاں نہ کیا کیجئے۔ اور ہمارے باہمی تعلقات میں مداخلت نہ کیجئے۔ میری بیوی میں کوئی برائی نہیں ہے وہ مجھے پسند ہے اور مجھے اس سے محبت ہے۔ جب وہ دیکھیں گی کہ ان کی باتوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو خود ہی خاموش ہوجائیں گی اور آپ بھی اس روز روز کی مصیبت سے نجات پاجائیں گے۔

البتہ اس نکتہ کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ بعض ماں بہنیں اتنی آسانی سے دستبردار نہیں ہوجاتیں بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل اور بہو سے انتقام لینے کے لئے جھوٹ بولنے اور تہمت لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ اور ان کا یہ حربہ بعض اوقات اتنا کارگر ثابت ہوتا ہے کہ شوہر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور تحقیق کے بغیر بے گناہ بیوی

کو طلاق دے دیتا ہے یا بعض اوقات قتل تک کر دیتا ہے۔

اکثر ظلم و قتل اور طلاقیں ان ہی بدگوئیوں اور ناروا تہمتوں کے سبب واقع ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

"ایک نوجوان جوڑا جن کے نام ...... اور ...... تھے تبریز میں خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں طلاق حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ شوہر نے عدالت میں کہا کہ میری بیوی میرے بھائی کو جو کہ اصفہان میں رہتا ہے عاشقانہ خطوط لکھتی ہے۔ کل رات مجھے اس کے کپڑوں کی الماری میں کچھ خطوط ملے ہیں۔ بیوی نے جو کہ زار و قطار رو رہی تھی' وضاحت کی اور کہا کہ میری ساس اور نند کو ...... ہر بات پر مجھ سے اختلاف ہے اور وہ مجھے ہمیشہ اذیتیں پہنچاتی ہیں اب جبکہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے اعتراضات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یہ خط لکھ کر میرے کپڑوں کی الماری میں رکھ دیئے تاکہ میرے شوہر کو بھڑکا کر مجھے طلاق دلوادیں۔ عدالت نے میاں بیوی کے درمیان صلح کرادی۔ فقط آخر میں شوہر سے کہا کہ اپنی ماں بہن سے کہو کہ جوان بہو کے اس قدر پیچھے نہ پڑی رہا کریں۔" (۱۹۲)

"ایک ۳۲ سالہ عورت نے ساس کے مظالم سے تنگ آکر اپنے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگالی۔ کچھ لمحوں کے بعد اس کی چیخیں سن کر پڑوسی مدد کو دوڑے اور اسے تہران کے ایک ہسپتال میں لے گئے اسپتال میں اس عورت نے اپنے بیان میں کہا: میری ساس میرے اور میرے شوہر کے درمیان جھگڑا کراتی ہے۔ کل جب میں سودا خریدنے کے لئے بازار گئی تو راستے میں میری پرانی دوست مل گئی۔ چند لمحے ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے۔ جب میں گھر پہنچی تو میری ساس نے پوچھا اتنی دیر کہاں رہیں؟ میں نے اپنی زمانہ طالب علمی کی ساتھی سے ملاقات کا حال بیان کیا۔ لیکن وہ سر ہلا کر بولی: "جھوٹ بولتی ہے۔ تیری یہ ہمت ہوگئی ہے' میں نے سنا ہے تو محلے کے قصاب سے عشق لڑاتی ہے۔" اس بات نے مجھے بے حد غضبناک کر دیا اور میں نے اس سے نجات

حاصل کرنے کے لئے خودکشی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔"(۱۹۳)

ایسے موقعوں پر مرد کو چاہئے کہ نہایت صبر و تحمل' احتیاط اور بردباری سے کام لے اور اس بات کی خوب اچھی طرح چھان بین کرے اور جب تک کوئی بات پوری طرح ثابت نہ ہو جائے ہر قسم کے اقدام سے سختی سے پرہیز کرے۔

یہاں پر ایک بات اور یاد دلادیں کہ ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور پرورش میں بے حد زحمتیں اٹھاتے ہیں اور اولاد سے بھی بہت سی امیدیں رکھتے ہیں اور انھیں اپنے بڑھاپے کا سہارا سمجھتے ہیں اور وہ حق بجانب بھی ہیں۔ شرعی اعتبار سے بھی ضروری ہے اور انسانیت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جب اولاد بڑی ہو جائے اور اسے طاقت و توانائی حاصل ہو جائے تو والدین کے حقوق کو یکسر فراموش نہ کردے اور اپنے بیوی بچوں میں محو نہ ہو جائے۔ والدین کی سپاس گزاری ہر حال میں واجب ہے۔ شادی کے بعد بھی ان کی خدمت و احترام کرنا چاہئے اگر وہ محتاج اور ضرورت مند ہیں تو ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ان سے رابطہ منقطع نہیں کرلینا چاہئے۔ ان کی احوال پرسی کرنے کے لئے ان کے پاس جاتے رہنا چاہئے' ان کو اپنے پاس بلاتے رہنا چاہئے۔ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی بتانا چاہئے کہ ان کا احترام کریں ان کی خاطر تواضع کریں۔ انھیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری بہتری اسی میں ہے کہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں سے محبت کریں۔ اس طرح ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کئے جاسکتے ہیں اور انھیں خوش بھی رکھا جاسکتا ہے۔ اگر انھیں بہو سے یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ انھیں ان کے بیٹے سے چھڑا دے گی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ بہو کی مخالفت کریں بلکہ اس کی حمایت اور طرفداری کریں گے۔ آخر میں اس بات کی بھی یاد دہانی کرادیں کہ بیوی کو اپنے شوہر سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ اور عزیزوں کو یکسر فراموش کردے اور ان کی زحمتوں اور محبت کو مکمل طور پر نظر انداز کردے اور ان سے رابطہ منقطع کرلے۔ یہ بات بالکل غیر فطری ہے۔

بہو اگر عقلمندی اور تدبّر سے کام لے کر اپنی ساس نندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

کرے تو وہ اس کی اپنی ماں بہنوں سے بڑھ کر مہربان و ہمدرد بن سکتی ہیں۔ اگر ان کا احترام کرے ان سے محبت کا اظہار کرے اور ان کے ساتھ نیکی کرے۔ کاموں میں ان سے صلاح و مشورہ لے' ان کے یہاں برابر آمد و رفت رکھے تو نہ صرف یہ کہ وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گی بلکہ ہمیشہ اس کی حامی و مددگار بنیں گی۔ اس موضوع کے متعلق کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بحث کی جاچکی ہے۔

اس کی لغزشوں کو نظر انداز کیجئے

ہر انسان سے خطا سرزد ہوتی ہے سوائے معصومؑ کے دنیا میں کوئی نہیں جس سے زندگی میں کبھی کوئی لغزش یا غلطی نہ ہوئی ہو۔ کبھی کبھی انسان سے جہالت اور نادانی کے سبب نامناسب کام انجام پاجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں عورت مرد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شادی شدہ زندگی میں بیوی سے بھی یقیناً غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ نادانی' عدم توجہ یا غصہ کی شدت' کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اپنے شوہر کی نسبت بے ادبی کر دے یا اس کے منہ سے نامناسب الفاظ نکل جائیں یا طنز آمیز جملے بول دے یا غصہ سے بے قابو ہو کر چیخنے چلانے لگے' یا شوہر کی اجازت کے بغیر یا اس کے منع کرنے کے باوجود کوئی کام کرے۔ یا بے احتیاطی یا نادانی یا بے توجہی کے سبب کوئی مالی نقصان کر دے۔ غرضیکہ اس قسم کی سینکڑوں دوسری باتیں ہو سکتی ہیں جن سے کم وبیش ہر خاندان کو سابقہ پڑتا ہے۔

البتہ اس بات کی یاددہانی ضروری ہے کہ میاں بیوی دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو خوش رکھنے کی کوشش کریں اور ان کاموں سے سختی سے اجتناب کریں جو ایک دوسرے کی ناراضگی و رنجیدگی کا باعث ہوں لیکن ایسا اتفاق کم ہی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کبھی کوئی غلطی ہی نہ کریں۔

بعض مرد یہ سوچتے ہیں کہ بیوی کی لغزشوں اور غلطیوں پر' خواہ وہ چھوٹی اور معمولی ہی کیوں نہ ہوں' سختی سے بازپرس کرنی چاہئے تاکہ اس کی تکرار نہ ہو۔ اور شادی ہوتے ہی اسے آنکھیں دکھانی چاہئیں اور اپنے رعب میں لے لینا چاہئے تاکہ اس کے

ہوش و حواس درست رہیں اور کوئی غلطی نہ کرے۔

لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ حسب دلخواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا بلکہ اکثر اس کا انجام برعکس ہوتا ہے کیونکہ جو عورتیں شوہر کی زیادہ سختیوں اور دباؤ کا شکار رہتی ہیں وہ کچھ دن تو صبر و برداشت سے کام لے سکتی ہیں لیکن آخرکار ان حالات سے تنگ آجاتی ہیں اور اس وقت ممکن ہے عاجز آکر اس قید و بند سے آزاد ہونے کا فیصلہ کرلیں یا شوہر کی سختیوں' اعتراضات' عتاب اور ناروا سلوک کی عادی ہو کر اس کی طرف سے بے پروا ہو جائیں۔ اپنے دل میں سوچتی ہیں کہ میرا شوہر تو معمولی معمولی باتوں پر غصہ ہو جاتا ہے غیر ارادی طور پر مجھ سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جاتی ہے تو مجھے نہیں چھوڑتا اور مجھ پر سختی کرتا ہے۔ پس بہتر ہے کہ اس کی باتوں پر توجہ نہ دوں تاکہ ٹھیک ہو جائے اور ظلم و ستم سے باز آئے۔ اور اس طرح شوہر سے گستاخی کرتی ہیں۔ برابر سے جواب دیتی ہیں اور اس کی مخالفت و نافرمانی کرنے کی عادی ہو جاتی ہیں۔

ایسی صورت میں مختلف نتائج سامنے آتے ہیں۔

مثلاً مرد بیوی پر سختی و ظلم کرنے سے دستبردار نہیں ہوتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہٹ دھرمی کشمکش' لڑائی' جھگڑے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اگر اسی طرح زندگی گزرتی رہے تو ساری زندگی میں کبھی خوشی و سکون میسر نہیں ہوتا۔ یا یہ ہوتا ہے کہ مرد اس کشمکش سے تنگ آکر بیوی کے سامنے جھک جاتا ہے اور اسے مکمل آزادی دے دیتا ہے۔ ایسی صورت میں جو عورت زور آزمائی اور مخالفت کے ذریعہ قید و بند سے رہائی حاصل کرے گی۔ وہ کامیابی اور آزادی کا احساس کرے گی نتیجتہً اپنے شوہر اور اس کی باتوں کی طرف سے بے اعتنائی برتے گی۔ نادان شوہر بھی جو کہ شادی شدہ زندگی اور زن داری کے اصول و فرائض سے ناواقف ہے' ناچار ہو جائے گا کہ بیوی خواہ بڑی غلطیاں ہی کیوں نہ کرے خاموش رہے یا تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ضد اور رسہ کشی کے نتیجہ میں ان میں سے کسی ایک کی جان پر بن جاتی ہے اور ایسی صورت میں

علیحدگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

ایسی صورت میں مرد عورت دونوں کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ یوں آسانی کے ساتھ اطمینان نصیب ہونا مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا بیوی کے عیوب کی اصلاح کرنے کے لئے سختی اور شدتِ عمل سے کام لینا کوئی دانشمندانہ فعل نہیں ہے بلکہ سختی سے اکثر خراب نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ دوستوں' واقف کاروں کی زندگی اور اخبار و رسائل میں شائع ہونے والے واقعات سے ان باتوں کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ پس زن داری کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ شوہر میانہ روی سے کام لے۔ عقل و تدبّر کا راستہ اختیار کرے۔ بیوی کی معمولی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو' جو غلطی' غفلت یا بھول کے سبب ہوئی ہوں یکسر نظر انداز کرے۔ اور ان پر لڑے جھگڑے نہیں بلکہ بہتر ہے کہ ذرا بھی پیشانی پر شکن نہ آنے دے کیونکہ بیوی نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے اس لئے شوہر کو غصہ اور بازپرس کرنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ مناسب موقعہ پر' نہایت اچھے اور خوبصورت الفاظ میں اس کو یاد آوری کرا دے کہ اس کی بات کا دھیان رکھے تاکہ آئندہ اس قسم کی غلطی عمل میں نہ آئے۔

اگر نادانی کے سبب کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے تب بھی مناسب نہیں کہ مرد غصہ اور سختی کرے اور اس کی تنبیہہ و بازپرس کرنے کی سوچے۔ کیونکہ بیوی نے مخالفت اور نافرمانی کے خیال سے نہیں بلکہ اپنی جہالت اور نادانی کے سبب اسے اچھا سمجھ کر انجام دیا تھا ۔ ڈانٹنے' پھٹکارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو نظر انداز کر دینا چاہئے اور مناسب موقعہ پر اچھے الفاظ میں اس عمل کی خرابی اور اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کو دلیل و ثبوت کے ذریعہ واضح کرنا چاہئے تاکہ بغیر کسی زور زبردستی کے اپنی مرضی و خوشی سے اس فعل سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لے اور بعد میں اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ایسی صورت میں مرد کا احترام و وقار باقی رہ سکتا ہے اور اپنے اس عمل کے ذریعہ وہ بڑی بڑی غلطیوں اور خطاؤں کے وقوع پذیر ہونے کی روک تھام کر سکتا ہے۔

اگر نرم و ملائم لہجے اور باہمی تفاہم کے ذریعہ اپنی بیوی کو اپنا ہم خیال بنا سکے اور بیوی اس کی باتوں پر عمل کرے تو چاہئے کہ اس کی قدردانی کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے۔ لیکن اگر دیکھے کہ اس کی باتوں پر پوری توجہ نہیں دیتی اور کبھی کبھی غلطی کر جاتی ہے تو بھی بہتر ہے کہ مرد بیوی کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دے اور اس سے سختی سے پیش نہ آئے اور انتقام لینے اور تنبیہہ کرنے کی فکر میں نہ رہے۔ حتیٰ کہ اس کو قصوروار ثابت کر کے اس بات پر معترض نہ ہو کہ بیوی اس سے معافی مانگے کیونکہ عورتوں میں عموماً ایک قسم کی ضد اور خودسری پائی جاتی ہے۔ مرد ان کی اس حالت سے سمجھوتہ کر لے تو ان کے وجود سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اگر ان کے مقابلے میں سختی اور شدت اختیار کی تو ضد اور کشمکش کے نتیجہ میں بڑے خراب نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ طلاق، حتیٰ قتل تک کی نوبت آ سکتی ہے۔

عقلمند اور ہوشیار مرد کو چاہئے کہ ہر بات کے نتائج کو خوب اچھی طرح پرکھ لے اور سختی اور ظلم کے نتائج کا، عفو و درگزر کے نتائج سے مقابلہ کرے تو یقیناً عفو و درگزر کو ترجیح دے گا۔ البتہ ناقابلِ معافی خطاؤں اور غلطیوں کے سلسلے میں مرد دوسرے طریقوں پر عمل کر سکتا ہے۔

یہ موضوع اس قدر حساس ہے کہ دینِ مبین اسلام میں اس کو عورت کے ایک حق کے عنوان سے مرد پر واجب قرار دیا گیا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ہر حال میں عورتوں سے نباہ کرو۔ ان سے خوش بیانی کے ساتھ بات کرو۔ شاید اس طریقۂ کار سے ان کے اعمال نیک ہو جائیں۔" (۱۹۴)

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: "تم پر عورت کا یہ حق ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری دستِ نگر ہے۔ اس کے کھانے، کپڑے کا انتظام کرو۔ اس کی نادانیوں کو معاف کر دو۔" (۱۹۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ بیوی کا اپنے شوہر پر کیا حق

ہے کہ اگر اسے انجام دے تو اس کا شمار نیک بندوں میں ہو گا؟

فرمایا: "اس کے لباس و غذا کا انتظام کرے اور جن کاموں کو اپنی نادانی کے سبب انجام دیتی ہے انھیں معاف کرے۔" (۱۹۶)

امام جعفر صادقؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنے زیر دستوں کو معمولی خطاؤں پر تنبیہ کرے اسے اپنی بزرگی اور عزت قائم رہنے کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔" (۱۹۷)

بیوی کی ماں

ایک اور چیز جو میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا کرتی ہے اور خاندانوں کے سکون و چین کو سلب کرنے کا سبب بنتی ہے بلکہ اس کے باعث بعض اوقات طلاق اور قتل کی نوبت آجاتی ہے وہ ہے بیوی کی ماں کی بے جا مداخلت اور روک ٹوک۔

بعض مائیں اپنی بیٹی کی شادی سے پہلے اپنے ذہن میں ایک ایسے داماد کا تصور قائم کرلیتی ہیں جو تمام نقائص اور خامیوں سے پاک اور کامل صفات اور خوبیوں کا مالک ہو گا اور اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ ایک ایسے آئیڈیل نوجوان سے' جو ان کے نصیب میں نہ تھا' اپنی بیٹی کی شادی کریں۔ اسی امید پر کسی نوجوان کو اپنی دامادی کی لئے منتخب کرتی ہیں۔ شروع میں اس کو ایک آئیڈیل انسان مان کر اس سے اپنی محبت و شفقت کا اظہار کرتی ہیں۔ اس کی خاطر مدارات اور عزت افزائی کرتی ہیں اپنے دل میں سوچتی ہیں کہ اگر اس میں کوئی معمولی سی خامی ہوگی تو میری ہدایت اور نصیحتوں سے اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

اگر نیا داماد ان کی مرضی کے مطابق ہوا تو خوش و خرم رہتی ہیں لیکن اگر ان کی مرضی کے مطابق نہ ہوا فوراً اس کے علاج کی فکر میں لگ جاتی ہیں اور شروع میں ہی فیصلہ کرلیتی ہیں کہ اپنی یا دوسروں کی شادی شدہ زندگی کے دوران جو تجربے حاصل کئے ہیں ان سے استفادہ کرتے ہوئے داماد کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیں اس مقصد کے حصول کے لئے پلان بناتی ہیں اور اپنے تمام امکانات سے استفادہ کرتی ہیں۔ کبھی ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر اس کو پند و نصیحت کرتی ہیں اور کبھی لڑجھگڑ کے اپنا کام

نکالنا چاہتی ہیں۔

اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنی بیٹی کو وسیلہ قرار دیتی ہیں اور اس کو تلقین کر کے اعتراضات کرنے بہانے بنانے' اور حالات کو ناساز گار بنانے پر مجبور کرتی ہیں۔

کبھی اس کو لڑنے جھگڑنے کا حکم دیتی ہیں۔ کبھی التماس وگریہ کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ اس کے شوہر کی بد گوئی اور عیب جوئی کرتی ہیں بے چاری لڑکی جو کہ ابھی زمانے کے سرد و گرم سے نا آشنا ہوتی ہے اور اپنے شوہر سے پوری طرح مانوس نہیں ہوتی ہے اور مصلحتوں سے پوری طرح واقف نہیں ہے اور اپنی ماں کو اپنا بہترین حامی و خیر خواہ سمجھتی ہے اس کی تلقین و نصیحتوں کا اثر قبول کر کے اس کے احکام کے مطابق کام کرتی ہے اگر اس وسیلے سے داماد قابو میں آگیا تو کیا کہنے لیکن اگر داماد نے ان کی خواہشات کے آگے سر نہ جھکایا تو ضد اور کشمکش کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حتی کہ اس ضد کا انجام طلاق' مار پیٹ اور قتل کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر داماد اپنی بیوی کی ماؤں سے ناخوش رہتے ہیں اور ان کی بے جا مداخلتوں سے پریشان رہتے ہیں۔ اپنی بیوی کی بہانہ بازیوں اور عدم موافقت کا باعث ساس کو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے اور زندگی چین سے گزرنے نہیں دیتی۔

نمونے کے طور پر چند دامادوں کے درد دل سنتے چلیں:۔

"(جواد۔ م) لکھتا ہے: میری ساس ایک دیوانی ہے ایک اژدھا ہے۔ ایک دوسری ناگن ہے۔ خدا جنگل کے بھیڑیئے کو بھی ایسی ساس نصیب نہ کرے۔ مجھ سے نہ جانے کہاں کا بدلہ لے رہی ہے۔ میری زندگی تباہ کردی ہے قریب ہے کہ اس کے ہاتھوں دیوانہ ہو کر کوہ و بیابان کی طرف بھاگ جاؤں صرف میں ہی واحد شخص نہیں ہوں جو اپنی ساس کے ہاتھوں خون کے آنسو رو رہا ہوں بلکہ اس درد میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔ میرا خیال ہے ہر سو شادی شدہ مردوں میں سے ۹۵ افراد اس پریشانی میں مبتلا ہوں گے اور شاید باقی لوگوں کی ساسیں ہی نہ ہوں گی۔"

"محمد' ف رقمطراز ہیں: میری ساس میری بیوی کی زندگی میں بہت دخل دیتی ہے

بلاوجہ ہماری پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ میرے خاندان کی غیبت کرتی ہے جب میں اپنی بیوی کے لئے کوئی چیز خرید کر لاتا ہوں فوراً اعتراض کر دیتی ہے۔ کبھی اس کے رنگ پر تنقید کرتی ہے کبھی اس کے ڈیزائن کی برائی کرتی ہے۔ ہزار طرح سے کوشش کرتی ہے کہ جو چیز میں خرید کر لایا ہوں اس کو معمولی اور حقیر ظاہر کرے۔"

"پرویز۔ ک لکھتا ہے: اس کی وجہ سے ہم میں اب تک تین بار طلاق کی نوبت آچکی ہے۔ بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہے۔ اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے کہ میری توہین کرے اور گھر کے کام نہ کرے اور بے جا توقعات رکھتی رہے۔ جب ہمارے گھر آتی ہے ایک ہفتہ تک ہمارا گھر جہنم بنا رہتا ہے۔ اسی لئے مجھے اس کو دیکھنے کی تاب نہیں۔" (۱۹۸)

بعض داماد ساسوں کے اثر و نفوذ کو کم کرنے اور ان کی دخل اندازیوں کی روک تھام کرنے کے لئے اس مشکل کا حل یوں تلاش کرتے ہیں کہ ان سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ ملاقاتوں اور آمد و رفت کا سلسلہ محدود کر دیتے ہیں۔ اجازت نہیں دیتے ہیں کہ ان کی بیوی اپنے ماں باپ کے گھر جائے یا وہ ان کے گھر آئیں۔ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ ان دخل اندازیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں۔

لیکن مذکورہ روش کوئی عاقلانہ روش نہیں ہے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلتا ہے کیونکہ ماں بیٹی کی محبت ایک فطری تعلق ہے جسے منقطع کر دینا ایسی آسانی سے ممکن نہیں ہے۔ مرد یہ توقع کیسے کر سکتا ہے کہ وہ لڑکی جس نے سالہا سال اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پائی ہے اور اس کی مہر و محبت و شفقت سے بہرہ مند رہی ہے اور اب بھی اس کو اپنا بہترین حامی و خیر خواہ سمجھتی ہے ایک اجنبی مرد سے شادی کے رشتہ میں بندھ کر بغیر چون و چرا اس کی بات مان لے گی اور اپنے ماں باپ کی زحمتوں اور محبتوں کو یکسر فراموش کر کے ان سے مکمل قطع رابطہ کرنے پر راضی ہو جائے گی۔

یہ چیز ہرگز امکان پذیر نہیں ہے اور اگر چند روز کے لئے تعلقات منقطع بھی کر لئے تو یہ حالات ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتے کیونکہ زور، زبردستی اور جبر ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔

ایک مدت تک ممکن ہے صبرو ضبط سے کام لے لیکن آخر کار ایک دن اس کے صبر کا پیانہ لبریز ہوجائے گا اور اپنے شدید ردّعمل کا اظہار کرڈالے گی۔ ممکن ہے زیادہ سختیوں سے تنگ آکر گستاخ ہوجائے اور نافرمانی کرنے لگے ممکن ہے شوہر کے رشتہ داروں سے اس کا بدلہ لے اور لڑائی جھگڑا کرے۔ اس کے علاوہ ساس سے مکمل قطع رابطہ کرلینا ناممکن سی بات ہے۔ ماں بھی تو اپنی بیٹی سے دستبردار نہیں ہوجائے گی بلکہ یہ امر باعث بنتا ہے کہ دلوں میں کدورت اور تنفر مزید بڑھے اور براہ راست یا بالواسطہ طور پر آزار و اذیت پہنچانے اور عدم تعاون کرنے کے لئے اپنی بیٹی کی ہمت افزائی کرے۔

ایسی صورت میں طلاق تک کی نوبت آسکتی ہے بہت سی طلاقیں انہیں غیر عاقلانہ ضدوں اور رسہ کشی کے نتیجہ میں انجام پاتی ہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ' اصولی طور پر یہ بات انسان کے مفاد میں نہیں ہے کہ اپنی بیوی کے رشتہ داروں سے بجائے اس کے کہ ان کی محبت و حمایت حاصل کی جائے' ان کے وجود سے استفادہ کیا جائے ان سے رابطہ منقطع کرلیں۔

بہرحال یہ غیر عاقلانہ روش نہ صرف یہ کہ کچھ سود مند ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ مشکلات میں مزید اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ کبھی صورتِ حال اور زیادہ نازک ہوجاتی ہے اور اکثر اس کا انجام قتل یا خود کشی ہوتا ہے۔

ہندوستان کی پولیس نے رپورٹ دی کہ ۱۹۷۷ء میں نئی دہلی میں ۱۳۶ خود کشی کی وارداتیں ہوئی ہیں جن میں سب کا اصلی سبب داماد اور ساس کے درمیان اچھے تعلقات استوار نہ ہونا تھا۔(۱۹۹)

"ایک شخص نے اپنی ساس کی دخل اندازیوں سے پریشان ہوکر خود کشی کرلی"۔(۲۰۰)

"ایک شخص نے جو اپنی ساس کی بے جا مداخلتوں سے سخت تنگ آچکا تھا۔ اس کو چلتی ٹیکسی سے باہر پھینک دیا۔"(۲۰۱)

"ایک شخص نے گھونسہ مار کر اپنی ساس کا سر توڑ دیا۔ اس بات پر غضبناک ہوکر اس کے سالے نے اس کو چاقو سے زخمی کردیا اور بھاگ گیا"۔(۲۰۲)

ایک شخص ...... اپنی ساس سے اس قدر تنگ آگیا تھا کہ گرم گرم سری پائے کا پیالہ اس کے سر پر الٹ دیا۔ ساس چیخ مار کر زمین پر گر گئی۔ اس کو اسپتال لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ چونکہ وہ بہت بری طرح جل گئی ہے اور اس کی حالت خطرہ میں ہے اس لئے اس کو تہران لے جایا جائے۔ بیوی اپنے ماں کو تہران لے کر گئی اور اپنے شوہر سے کہا ہم شوشتر میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے اور جلد ہی تہران جاکر طلاق حاصل کرلیں گے کیونکہ مجھے تمہارا جیسا شوہر نہیں چاہئے۔(۲۰۳)

مذکورہ روش مناسب نہیں اور جہاں تک ممکن ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہ روش اس مشکل کا حل نہیں بن سکتی بلکہ دوسرا راستہ بھی موجود ہے جو زیادہ معقول اور زیادہ قابلِ اطمینان ہے اوّل تو یہ کہ اس میں کسی ضرر کا خدشہ نہیں ہے دوسرے اس میں کامیابی کا امکان زیادہ ہے۔ یہ دو نکتے ذہن نشین کرلینے چاہئیں:۔

۱۔ یہ بات مسلم ہے کہ ساس اپنے داماد کی دشمن اور بدخواہ نہیں ہوسکتی۔ بلکہ فطری بات ہے کہ اس کو بہت عزیز رکھتی ہے اور اپنی بیٹی سے محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اپنے داماد سے بھی محبت کرے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ اس کی بیٹی کی خوش بختی اس کے ہاتھ میں ہے۔ پس اگر ان کی داخلی زندگی میں مداخلت کرتی ہے تو یقیناً اس کی نیت بری نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ بھی کرتی ہے ہمدردی اور خیرخواہی کی غرض سے کرتی ہے۔

البتہ اس بات کا امکان ہے کہ بیجا مداخلتیں کرے اور اس کی تجاویز غلط یا ضرر بخش ہوں لیکن وہ محض اس کی نادانی اور جہالت کے سبب ہوسکتی ہیں۔ اس کو بدنیتی پر محمول نہیں کرنا چاہئے۔

۲۔ ماں اور اولاد کا تعلق ایک فطری چیز ہے کہ جس کو آسانی سے منقطع نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر کوئی اس تعلق کو منقطع کرنے کے درپے ہوجائے تو یہ ایک غیر فطری عمل ہوگا اور اس کے نتائج بے حد خراب ہوں گے اصولی طور پر یہ چیز انصاف سے کوسوں دور ہے کہ انسان ماں بیٹی کے رابطہ کو منقطع کرنا چاہے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دے ۔ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنے ماں باپ سے

تعلقات قائم رکھے اور آزادانہ طور پر ان کے پاس جائے اور وہ اس کے پاس آئیں۔ اسے خود سوچنا چاہئے کہ اس کی بیوی بھی جذبات و احساسات رکھتی ہے اور اس کا بھی دل چاہتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے میل جول رکھے۔ مذکورہ باتوں کو مد نظر رکھ کر کہا جاتا ہے کہ اس مشکل کا بہترین حل یہ ہے کہ ساس سے بلکہ بیوی کے تمام دوسرے رشتہ داروں سے اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں اور ان کا احترام کرنا چاہئے مہمانی اور اچھے اخلاق کے ذریعہ ان کی محبت و توجہ حاصل کرنا چاہئے نیکی اور محبت کا اظہار کر کے انھیں اپنا بنالینا چاہئے۔ کاموں میں ان سے صلاح و مشورہ لینا چاہئے۔ اپنی مشکلات کو ان سے بیان کر کے ان کی رائے لینی چاہئے۔ ان کی مفید تجاویز اور ہدایات پر توجہ دینی چاہئے۔ ان سے اپنی بیوی کی برائی نہیں کرنی چاہئے۔ ایسا کام کرنا چاہئے کہ انھیں یقین ہو جائے کہ آپ ان کی بیٹی کے وفادار ہیں۔ اور واقعی اس کو چاہتے ہیں اور اگر رائے نامناسب ہو تو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس میں ان کی بدنیتی کو دخل ہے بلکہ ایسی صورت میں کوشش کرنی چاہئے کہ اچھے الفاظ میں ثبوت و دلائل کے ذریعہ اس چیز کے مضر نتائج بیان کردیں۔ ان کی تجاویز کو غصہ یا بے اعتنائی کے ساتھ رد نہیں کردینا چاہئے حتیٰ کہ اگر بیوی سے بھی کھٹ پٹ ہو گئی ہو تو اس کو شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دوستانہ طریقے سے اور مدد طلب کرنے کی غرض سے ان سے بیان کرے اور ان کے خیالات سے استفادہ کرے۔ مرد کو چاہئے کہ ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھے کہ بیوی کے ماں باپ اور بھائی بہنوں سے محبت کرنا اور ان کا خیال رکھنا ازدواجی زندگی کا ایک بہت بڑا راز اور "زن داری" کے لوازمات میں شمار ہوتا ہے۔ اس طرح سے وہ داماد پر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور شادی شدہ زندگی کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔ بنابرایں جہاں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر داماد جو اپنی ساسوں سے پریشان ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ ساری غلطی ساسوں کی ہی ہوتی ہے۔ بلکہ وہ خود بھی بے قصور نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ وہ خود ہوتے ہیں۔ جو اپنے غیر خردمندانہ طرز عمل سے ایک حقیقی خیر خواہ کو مزاحمت کرنے والا سمجھ لیتے ہیں۔

ایسے بہت سے داماد ہیں جو اپنی بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی محبت و حمایت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

ذیل کے نمونوں پر غور فرمائیں:

منوچہر... لکھتا ہے: "میری ساس ایک فرشتہ ہے بلکہ فرشتہ سے بھی بہتر ہے۔ اپنی ماں سے زیادہ ان سے محبت کرتا ہوں۔ بے حد مہربان، نیک اور سمجھدار خاتون ہیں۔ میری داخلی زندگی کی مشکلات کو میری ساس حل کرتی ہیں۔ ان کا وجود ہمارے خاندان کی خوش بختی اور سعادت کا ضامن ہے۔" (۲۰۳)

البتہ ممکن ہے بعض ساسیں ضدی اور خود خواہ ہوں جن میں سوجھ بوجھ اور لیاقت نہ ہو اور ان کی بے جا مداخلتوں اور غیر عاقلانہ تجاویز سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو۔ لیکن ایسی صورت میں بھی مناسب نہیں کہ ان سے لڑائی جھگڑا کیا جائے اور سخت و خشونت آمیز رویہ اختیار کیا جائے بلکہ بہتر یہ ہے کہ حتیٰ الامکان نرمی و محبت اور خوش اخلاقی کے ساتھ ان سے برتاؤ کیا جائے۔ اگرچہ ان کی اصلاح نہیں کی جاسکتی لیکن اس طرح ان کی ضد اور اعتراضات کو کسی حد تک کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور اس بڑے خطرے کو ٹالا جاسکتا ہے جو ممکن ہے ازدواجی زندگی کے محل کو چکنا چور کردے۔

اس سلسلے میں شوہر کے لئے لازم ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ مکمل مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اظہارِ محبت کے ذریعہ اس کے قلب کو مسخر کرکے اس کا اعتماد حاصل کرے۔ اس کے بعد ساس کی بے جا مداخلتوں اور غلط تجاویز کے سلسلے میں اپنی بیوی سے مناسب الفاظ میں بات کرے۔ اور اس کے خراب نتائج کو بیان کرے اور دلیل و ثبوت کے ذریعہ اسے سمجھائے کہ اس کی ماں کی تجاویز درست نہیں ہیں۔

اگر شوہر اپنی بیوی سے پوری طرح مفاہمت پیدا کرلے اور اسے اپنا ہم خیال بنا لے تو ساری مشکلات منجملہ ساس کی مشکل بھی خود بخود حل ہوجائے گی۔ بہرحال اس بات کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ نرمی اور خوش اخلاقی اور خردمندانہ تدبر کے ذریعہ تمام مشکلات آسانی کے ساتھ حل کی جاسکتی ہیں اور شادی کے مقدس بندھن کو

مستحکم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں "دوستی بڑھانا نصف عقل ہے۔" (۲۰۵)

حضرت علیؑ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "لوگوں سے نزدیکی اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آنے سے شر اور برائیوں کی روک تھام ہوتی ہے۔" (۲۰۶)

حضرت علیؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو شخص تم سے سختی سے پیش آئے اس سے نرمی سے پیش آؤ شاید اسی وسیلے سے وہ رام ہو جائے۔" (۲۰۷)

حضرت علیؑ ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں۔ "ایک دوسرے سے نزدیکی اختیار کرو اور احسان کرو۔ لڑائی جھگڑے اور دوری سے پرہیز کرو۔" (۲۰۸)

دھیان رکھئے

عورت جذباتی ہوتی ہے اور اکثر اس کی عقل پر اس کے احساسات و جذبات غالب آجاتے ہیں۔ مرد کے مقابلے میں عورت جلدی یقین کرلیتی ہے اور جلدی فریب کھالیتی ہے چونکہ حساس اور لطیف روح کی مالک ہوتی ہے اس لئے جلدی متاثر ہو جاتی ہے جلد کسی چیز کی شیفتہ ہو جاتی ہے' جلدی آزردہ خاطر ہو جاتی ہے۔ ظاہری چیزوں سے فریب کھا جاتی ہے۔ اپنے احساسات پر کنٹرول پانا اس کے لئے دشوار ہے جب اس کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں تو انجامِ کار سوچے بغیر فیصلہ کرلیتی ہے لہٰذا اگر مرد اپنی بیوی کے اعمال و کردار پر نظر رکھے تو یہ چیز خاندان کے مفاد میں ہوگی اور اس کے ذریعہ بہت سے احتمالی خطرات کی روک تھام کی جاسکتی ہے۔

اسی لئے اسلام کے مقدس آئین میں مرد کو خاندان کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے اور اس کو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ خداوندِ حکیم قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

"مرد عورتوں کے سرپرست ہیں کیونکہ خدا نے بعض لوگوں کو بعض دوسروں پر برتری عطا کی ہے چونکہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔ پس نیک عورتیں تو شوہروں کی تابعداری کرتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے جس طرح خدا نے حفاظت کی ہے وہ بھی ہر چیز کی حفاظت کرتی ہیں۔" (۲۰۹)

مرد کو چونکہ خاندان کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے اس لئے وہ ایسا نہیں کر سکتے کہ اپنی بیوی کو بالکل آزاد چھوڑ دیں بلکہ ان کی مخصوص ذمہ داری کا یہ تقاضہ ہے کہ ہمیشہ ان کی نگہبانی کریں اور ان کے اعمال و حرکات پر نظر رکھیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اپنی سادہ لوحی کے سبب منحرف ہو جائے۔ اگر دیکھے کہ فاسد اور نامناسب لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتی ہے تو اچھے الفاظ میں اس کو متنبہ کردیں اور اس کے نقصان و ضرر سے آگاہ کر دیں اور ان لوگوں سے اس کی دوستی و آمد و رفت کو جس طرح بھی ہو منقطع کردیں۔ اجازت نہ دیں کہ جسم کے خطوط کو واضح کرنے والے لباس اور بچ دھج کر بالکل آزادانہ طور پر گھر سے باہر نکلے اور غیروں کی پرہوس نگاہوں کا نشانہ بنے۔ اجازت نہ دیں کہ عیش و عشرت کی محفلوں میں شرکت کرے۔ عورت کو اگر مطلق العنان اور بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے اور لوگوں سے اس کے میل جول اور آمد و رفت پر کوئی پابندی نہ ہو تو ممکن ہے شیطان صفت اور بدکار لوگوں کے دام میں گرفتار ہو جائے اور اخلاقی بے راہ روی کے دلدل میں پھنس جائے۔

شوہر کو چاہئے کہ ان بے گناہ خواتین کے اعداد و شمار پر نظر ڈالے جو اپنے شوہروں کی عدم توجہ کا شکار ہو کر دھوکہ بازوں اور مکار لوگوں کے جال میں گرفتار ہو کر بدکاری اور گمراہی کے گڑھے میں گر پڑیں۔ لہذا قبل اس کے کہ ان کی معصوم بیوی بھی اس میں پھنس جائے اس کی روک تھام کریں۔

ایسی بہت سی پاک دامن اور گھریلو خواتین ہیں جو محض ایک نامناسب شبینہ پارٹی یا ایک فاسد محفل میں فریب کھا کر شوہر کی عزت و آبرو اور اپنے گھربار کو گنوا بیٹھیں۔ جو شخص اپنی بیوی کو اجازت دیتا ہے کہ بغیر کسی روک تھام کے جہاں چاہے جائے' ہر قسم کی محفل میں شرکت کرے' جس سے چاہے دوستی کرے وہ خود اپنے آپ سے اور بیوی سے بہت بڑی خیانت کرتا ہے۔ کیونکہ اسی کی غفلت کے سبب ایک بے گناہ خاتون سینکڑوں خطرات میں گھر جاتی ہے جن سے پیچھا چھڑانا آسان کام نہیں ہے۔

یہ چیز جلتی ہوئی آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہے اور اس کے شعلوں سے

محفوظ رہنے کی توقع کرنا نہایت احمقانہ بات ہوگی۔

کس قدر نادان ہیں وہ مرد جو اپنی بیوی بیٹیوں کو نامناسب وضع قطع میں گھر سے باہر سڑکوں پر پھراتے ہیں اور نوجوانوں کی پر شوق نگاہوں کے لئے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ اور پھر توقع کرتے ہیں کہ ان پر کوئی ذرا سی بھی غلط نظر نہیں ڈالے گا اور وہ بڑی شرافت کے ساتھ گھر واپس آجائیں گی۔

غلط اور جھوٹی آزادی سے بے حد خراب نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ بیوی اگر اپنے ناجائز مطالبات منوانے میں کامیاب ہو گئی اور اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور شوہر کو اپنا مطیع بنا سکی تو اس کی خواہشات اور مطالبات کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جائے گا۔ ایسی صورت میں نہ صرف خود کو بلکہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بدبختی اور تاریکی کے کنویں میں دھکیل دے گی۔

اسی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں کہ "مرد اپنے خاندان کا سرپرست ہوتا ہے اور ہر سرپرست پر اپنے ماتحتوں کی نسبت ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔" (۲۱۰)

پیغمبر اکرمؐ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "عورتوں کو اچھے کام کرنے پر آمادہ کرو قبل اس کے کہ وہ تم کو برے کام کرنے پر مجبور کریں۔" (۲۱۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "مرد کی سعادت مندی اسی میں ہے کہ وہ اپنے خاندان کا سرپرست اور ولی ہو۔" (۲۱۲)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اپنی بیوی کی اطاعت کرے خدا اس کو آگ میں ڈال دے گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ کس قسم کی اطاعت کے بارے میں آپؐ نے فرمایا ہے؟ فرمایا' بیوی اگر چاہے کہ عوامی حماموں' شادی بیاہ کی محفلوں' عید اور سوگواری کی مجلسوں میں باریک اور زرق برق لباس پہن کر جائے اور شوہر اس کو اجازت دے دے۔" (۲۱۳)

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں کہ "ہر وہ مرد کہ جس کی بیوی آرائش کر کے گھر سے باہر جائے بے غیرت ہے اور جو اسے بے غیرت کہے وہ گناہگار نہیں ہے اور جو عورت بج

دھج کر اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر جائے اور اس کا شوہر اس بات پر راضی ہو تو خدا اس کے ہر قدم پر اس کے شوہر کے لئے دوزخ میں ایک گھر تعمیر کرے گا۔" (۲۴۳)

آخر میں دو باتوں کی یاد دہانی کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ یہ صحیح ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کی نگہبانی کرنی چاہئے لیکن یہ کام نہایت عقلمندی اور سمجھداری اور نہایت متانت و احتیاط کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔ حتی المقدور غصہ اور سختی سے اجتناب کرنا چاہئے جہاں تک ممکن ہو امر و نہی "حکم" کے صورت میں نہ ہو کہ مبادا بیوی کو اپنی آزادی سلب ہو جانے اور قید و بند کا احساس ہونے لگے اور اس کے نتیجہ میں وہ اپنے ردِّعمل کا اظہار کرے بسا اوقات اس کا انجام ضد اور کشمکش ہوتا ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے کہ اظہارِ محبت اور خوش اخلاقی کے ذریعہ اس کا اعتماد حاصل کرے اور باہمی مفاہمت پیدا کرے۔ ایک ہمدرد اور مہربان سرپرست کی مانند اچھے الفاظ میں نرم و ملائم لہجے کے ساتھ۔ خیر خواہی کے انداز میں امور کی اچھائی اور برائی کو اس پر واضح کرے تاکہ وہ خود ہی خوشی خوشی دل سے اچھے کاموں کی طرف راغب رہے اور نامناسب کاموں سے پرہیز کرے۔

۲۔ مرد کو اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا چاہئے جس طرح کہ لاابالی پن اور بالکل آزاد چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے اسی طرح سختی اور شک و شبہ کرنا درست نہیں۔ عورت بھی مرد کی طرح آزاد پیدا کی گئی ہے اور اسے بھی آزادی کی ضرورت ہے۔ بے خطر آمد و رفت اور لوگوں سے ملنے ملانے میں اسے آزادی ہونی چاہئے۔ اسے آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے یہاں آئے جائے۔ قابلِ اعتماد اور اچھے دوستوں سے تعلقات قائم رکھے، سوائے ان موقعوں کے جن سے کسی نقصان کا خدشہ ہو، اسے پوری آزادی ہونی چاہئے۔ ہر حال میں ممانعت اور پابندیاں ایک حد تک ہونی چاہئیں۔ اگر حد سے تجاوز کر گئیں اور سختی اور آزادی سلب کر لینے کی حد تک بڑھ گئیں تو اس کے نتائج اکثر بے حد خراب ہوتے ہیں۔ دل میں کدورت و تنفّر پیدا ہو جاتا ہے۔ خاندان کا باہمی خلوص اور صمیمیت ختم ہو جاتی ہے۔

بیوی زیادہ دباؤ اور سختی ہونے کی صورت میں ممکن ہے اس قدر عاجز آجائے کہ اس قید و بند کو توڑ کر ہر قیمت پر آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کر لے۔ بلکہ طلاق یا علیحدگی اختیار کرنے پر بھی راضی ہو جائے۔

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

... نام کی ایک نوجوان خاتون نے خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں اخبار "اطلاعات" کے نامہ نگار سے کہا۔ پانچ سال قبل ... نام کے شخص سے میری شادی ہوئی تھی۔ اس وقت میں بیحد خوش تھی لیکن افسوس یہ خوشی دائمی نہ تھی۔ میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ کچھ دنوں سے میرا شوہر شکی ہو گیا ہے اور ہر ایک کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے لگا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگی تلخ ہو گئی ہے۔ مجھے کسی سے ملنے جلنے نہیں دیتا۔ حد تو یہ ہے کہ جب گھر سے باہر جاتا ہے تو باہر سے دروازے میں تالا لگا کر جاتا ہے تاکہ جب تک وہ لوٹ کر نہ آئے میں اور بچے گھر کے قفس میں قید رہیں۔ حتیٰ کہ مجھے اتنی بھی آزادی حاصل نہیں کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ سے ملنے چلی جایا کروں۔ میرے خاندان والے بھی میرے شوہر کی ان عادتوں کے سبب مجھ سے ملنے نہیں آتے۔ اب میرا دل غم سے پھٹا جاتا ہے۔ ایک طرف اپنے بچوں کے مستقبل کا خیال آتا ہے دوسری طرف اب اس صورت سے جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ میں عدالت سے طلاق حاصل کرنے آئی ہوں۔ (۲۱۵)

افسوس ہے کہ اس قسم کے مردوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو بے جا شک و شبہ یا غلط عادتوں کے سبب اپنی بیویوں پر اس قدر سختی کرتے ہیں کہ ان بیچاریوں کی جان پر بن جاتی ہے اور باوجود اس کے کہ اپنے شوہر اور بچوں سے محبت کرتی ہیں، ناچار علیحدہ ہو جانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

آخر یہ کون سی مردانگی ہے کہ اپنی طاقت و قدرت اور مردانگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بے گناہ بیوی پر ظلم و ستم ڈھائے۔ حتیٰ کہ اس کو اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے کا حق بھی حاصل نہ رہے؟

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ یہی سختیاں بعض اوقات پاکدامن عورتوں کے گمراہ ہو جانے کا سبب بن جاتی ہیں؟

کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اس قسم کی غلط سختیوں اور پابندیوں کے نتیجہ میں بعض خاندان کیسے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں؟

ممکن ہے کوئی عاقل اور جانثار قسم کی خاتون کسی طرح ایسے حالات سے سمجھوتہ کر لے لیکن بلاشک ایسے خاندان سے محبت و خلوص اور سکون ناپید ہو جائے گا۔ بھلا یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ خاتون جو خود کو بالکل بے اختیار' مجبور اور قیدی سمجھے' شوہر اور بچوں سے اظہارِ محبت کرے گی اور نہایت دلچسپی' توجہ اور دلجمعی کے ساتھ گھر کے کام کاج کو انجام دے گی؟

تنبیہہ

میاں بیوی چونکہ ایک مشترکہ خاندانی زندگی کی تشکیل کرتے ہیں لہٰذا گھر کے امور کی انجام دہی میں دونوں میں ہم آہنگی اور باہمی کوشش و مشارکت ہونی چاہئے۔ لیکن بہرحال بعض امور کے متعلق دونوں کے نظریات مختلف بھی ہوتے ہیں۔ مرد چاہتا ہے کہ خاندان کے تمام امور اس کی مرضی و خواہش کے مطابق انجام پائیں۔ اور بیوی اسکی مطیع ہو اس کے برعکس بیوی کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔

ایسے ہی موقعوں پر طرفین کی جانب سے احکام صادر کرنا اور اس کی مخالفت کرنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور مخالفتوں اور کشمکشوں کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر احکام صادر کرنے اور روک ٹوک لگانے سے دستبردار ہو جائیں اور جن امور میں اختلافِ نظر پایا جاتا ہو تو ان میں باہمی صلاح و مشورہ اور تبادلۂ خیالات کے ذریعہ مفاہمت پیدا کریں اور اگر ہٹ دھرمی اور زور زبردستی سے کام نہ لیں تو زیادہ تر مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے اور دونوں آپس میں مفاہمت پیدا کرلیں گے کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ اپنے عقیدے اور نظریات کو دوسرے پر زبردستی مسلط کرے اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور

کرے اور خلاف ورزی کی صورت میں اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس کی سرزنش و تنبیہہ کرے۔ لیکن بعض مرد یہ بہانہ کرکے کہ وہ خاندان کے ولی و سرپرست ہیں اپنے لئے اس حق کو روا سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو زور زبردستی کے ذریعہ اپنے خیالات منوانے کا پورا اختیار ہے اور انھیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق حکم چلائیں اور روک ٹوک لگائیں۔ اس قسم کے مرد سمجھتے ہیں کہ ان کی بیوی کا فرض ہے کہ وہ ان کے احکام کی پابندی کرے اور کسی صورت میں بھی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کرنے کی صورت میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ اس پر عتاب نازل کریں۔ اسے برا بھلا کہیں۔ برے لہجے میں خطاب کریں۔ اسے دھمکی دیں اور اس کی سرزنش کریں اور ایسا غیر اخلاقی رویہ اختیار کرنا وہ اپنا شرعی حق سمجھتے ہیں۔ حتی کہ بعض اوقات اسے اذیت پہنچاتے ہیں اور مارتے پیٹتے ہیں۔

حالانکہ مرد کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اذیت پہنچائے اور اسے مارے پیٹے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کہ مرد مہربانی اور انسانیت سے بہت کم بہرہ مند تھے اپنی بیویوں پر ظلم و ستم کرتے تھے ان کو مارتے پیٹتے تھے۔ اسی لئے رحمۃ للعالمین پیغمبرِ اسلام نے اس غلط اور بیہودہ رسم کو ختم کیا اور فرمایا: "جو مرد اپنی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارے گا خداوند عالم دوزخ کے مالک فرشتہ کو حکم دے گا کہ دوزخ میں اس کے منہ پر ستر تھپڑ مارے۔ جو مرد کسی مسلمان عورت کے بالوں کو ہاتھ لگائے گا (یعنی اذیت پہنچانے کی خاطر بال نوچے گا) دوزخ میں اس کے ہاتھوں میں آتشیں کیلیں ٹھونکی جائیں گی۔" (۲۱۶)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو مارنے کی ممانعت فرمائی ہے سوائے ایسی صورت میں کہ جب تنبیہہ واجب ہو۔ (۲۱۷)

اسلام کے پیغمبرِ عالی قدر فرماتے ہیں: "جو مرد اپنی بیوی کو مارتا ہے اور تین سے زیادہ بار ضرب لگاتا ہے خدا اس کو قیامت میں مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا اور پہلی اور بعد کی تمام مخلوقات ایسے مرد کا تماشا دیکھیں گی۔" (۲۱۸)

پیغمبرِ اکرمؐ فرماتے ہیں: "میں ایسے مرد پر حیرت کرتا ہوں جو اپنی بیوی کو مارتا ہے حالانکہ اپنی بیوی سے زیادہ وہ خود مار کھانے کے لائق ہے۔ اے لوگو! اپنی بیویوں کو لکڑی سے نہ مارو کیوں کہ اس کا قصاص ہے۔" (۲۱۹)

جو مرد اپنی بیوی کو مارتا ہے اور اس پر ظلم و ستم کرتا ہے وہ ستمگر اور ظالم ہے اور اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس کی سزا پائے گا۔ وہ بھی ایسی ناتواں اور نازک صنف پر ظلم کرنا جو سینکڑوں امیدوں اور آرزوں کے ساتھ شوہر کے گھر آئی ہے۔ یہ سوچ کر آئی ہے کہ اس کی پناہ میں عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزارے گی اور وہ اس کا حامی و مددگار اور غمخوار ہو گا اور مشکلات میں اس کی مدد کرے گا۔

عورت خدا کی جانب سے ایک امانت ہے جو مرد کو سونپی گئی ہے۔ کیا کوئی امانتِ الٰہی کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے؟

امیرالمومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "عورتیں مردوں کو امانت کے طور پر سونپی گئی ہیں۔ وہ اپنے نفع و نقصان کی مالک نہیں ہیں۔ وہ تمہارے پاس خدا کی امانت کے طور پر ہیں ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور ان پر سختی نہ کرو۔" (۲۲۰)

جو مرد اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ اس کی روح پر کاری ضرب لگاتے ہیں اور اس سے دل میں جو گرہ پڑ جاتی ہے اس کو دور کرنا محال ہوتا ہے۔

خاندان کا سکون، چین ختم ہو جاتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شوہر اپنی بیوی کی تحقیر و توہین کرتے ہیں اور اسے مارتے پیٹتے ہیں کس منہ سے ازدواجی روابط برقرار کرتے ہیں۔ واقعاً یہ قابلِ شرم بات ہے!

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اے لوگو تم میں سے جو لوگ اپنی بیوی کو مارتے ہیں پھر کس طرح اس کو اپنی آغوش میں لیتے ہیں۔" (۲۲۱)

لہٰذا ایسی صورت میں شوہر کا اپنی بیوی پر کوئی حق نہیں رہ جاتا۔ اور شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً اس کو حق حاصل نہیں کہ بیوی کو کسی کام پر مجبور کرے اور خلاف ورزی کی صورت میں اس کی تنبیہ کرے اور مارے پیٹے۔ مثلاً بیوی شرعی طور پر ذمہ دار نہیں

ہے کہ گھر کے کام انجام دے۔ مثلاً گھر کی صفائی کرنا' کھانا پکانا' برتن دھونا' کپڑے دھونا' بچوں کی دیکھ بھال کرنا' سلائی بنائی کرنا اور اس قسم کے دوسرے گھریلو کام انجام دینا عورت پر شرعی اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ حالانکہ عورتیں نہایت شوق و دلچسپی سے گھر کے کاموں کو انجام دیتی ہیں اور اس سلسلے میں کوئی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتیں۔ لیکن یہ سب ان کے اوپر واجب نہیں ہے شوہر کو چاہئے کہ ان کاموں کی انجام دہی پر اپنی بیوی کا شکریہ ادا کرے اس کی قدردانی کرے اور اظہارِ تشکر کے ذریعہ اس کی ہمت افزائی کرے۔ لیکن اگر وہ بعض کاموں کو انجام نہ دے یا اچھی طرح نہ کرے تو مرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ بیوی کی تنبیہہ و سرزنش کرے اور اس کو مارے پیٹے۔

اسلام نے صرف اسی صورت میں تنبیہہ کو جائز قرار دیا ہے جہاں پر شوہر کا حق ضائع ہو رہا ہو۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ مرد کو شرعی اور قانونی طور پر حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی سے جنسی تعلقات قائم کرے اور اپنی خواہش کے مطابق اس سے لذت حاصل کرے اور بیوی کی یہ قانونی اور شرعی ذمہ داری ہے کہ شوہر کی جنسی خواہشات کی تکمیل کرے اور اپنے آپ کو اس کے اختیار میں دے دے۔ اگر بیوی جنسی خواہشات کی تکمیل سے دریغ نہیں کرتی تو کوئی مشکل پیدا نہیں ہو گی البتہ اگر مرد کو جنسی خواہش کی انجام دہی سے روکے تو ایسی صورت میں بہتر ہے کہ مرد پہلے تو بے حد محبت و نرمی سے سمجھائے بلکہ اس کو تحفے تحائف دے کر اس کا دل اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن اگر محسوس کرے کہ بیوی کا مقصد اذیت پہنچانا ہے اور محض اپنی ضد کی وجہ سے کسی طرح راضی نہیں ہوتی اور مرد کے لئے صبر و ضبط مشکل ہے تو ایسے موقعہ پر شوہر کو تنبیہہ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اس میں بھی احتیاط اور حفظِ مراتب کا خیال رکھے۔ ایسے ہی موقعہ کے لئے قرآن مجید میں کہا گیا ہے: "تمہاری بیویاں اگر تمہیں تمہاری جنسی خواہشات کی تکمیل سے روکیں تو پہلے انہیں سمجھاؤ اس پر بھی نہ مانیں تو ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو۔ اور اس کے بعد بھی نہ مانیں تو ان کو مارو۔ (مگر اس طرح سے کہ خون نہ نکلے اور کوئی عضو نہ

لوٹے) پس اگر وہ تمہاری بات مان جائیں تب ان پر ظلم کرنا جائز نہیں۔ خدا تو سب سے بزرگ و برتر ہے۔" (۲۲۳)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے اس آیتِ شریفہ میں شوہر کو اجازت دی ہے کہ اگر تمہاری بیوی تمہارے جائز مطالبات پورے نہ کرے، یعنی تمہیں جنسی تسکین بہم پہنچانے سے گریز کرے اور اس سے اس کا مقصد تم کو اذیت پہنچانا ہو تو ایسی حالت میں تم کو تنبیہہ کرنے کا حق دیا گیا ہے وہ بھی تین مرحلوں میں:۔

(۱) پند و نصیحت اور پیار و محبت سے راضی کرنا۔

(۲) پند و نصیحت سے کام نہ چلے تو ان سے اپنے بستر جدا کر لو یا بستر میں ان کی طرف پشت کر کے سوؤ اور اس طرح اپنی ناراضگی اور غصّے کا اظہار کرو۔

(۳) اگر یہ عمل بھی موثر ثابت نہ ہو اور بیوی اسی طرح اپنی ضد پر قائم رہے اور مرد کو اجازت نہ دے کہ وہ اپنے جائز اور قانونی حق سے استفادہ کرے تو صرف ایسی صورت میں مار سکتا ہے۔ لیکن اس حالت میں بھی مرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ حد سے تجاوز کر جائے اور ظلم و ستم کرنے لگے۔ اس سلسلے میں بھی چند نکات کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) ضرب لگانے کا مقصد اصلاح ہو نہ کہ انتقام۔

(۲) یا تو ہاتھ سے یا نازک لکڑی سے یہ کام انجام دے۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے مسواک کی لکڑی ہونی چاہیے۔

(۳) اس طرح مارے کہ اس کا بدن سیاہ یا سرخ نہ ہو جائے ورنہ اس کو جرمانے کے طور پر قصاص دینا پڑے گا۔

(۴) ان جگہوں پر ضرب لگانے سے قطعی طور پر اجتناب کرے جو نازک ہیں اور نقصان پہنچنے کا احتمال ہو مثلاً آنکھ، سر، پیٹ۔

(۵) ضرب اس طرح نہ لگائی جائے کہ شدید کدورت کا سبب بن جائے اور بیوی میں اور زیادہ ضد اور نفرت پیدا ہو جائے۔

(۶) ہمیشہ اس بات کو مدِّنظر رکھنا چاہیے کہ وہ خاتون اس کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ

اسے زندگی بسر کرنا ہے۔ سچی محبت اور خلوص کے ساتھ ہی وہ اس کے وجود سے استفادہ کر سکتا ہے۔

(۷) ضرب سے کام لینا صرف اسی صورت میں تجویز کیا گیا ہے کہ بیوی اس کے جنسی مطالبات کو پورا کرنے سے معذور نہ ہو۔ مثلاً حیض کی حالت میں' رمضان میں روزہ کی حالت میں' حالتِ احرام میں' یا بیمار ہونے کی صورت میں اس کی خواہش پوری کرنے سے معذور رہے تو ایسی صورت میں مرد کو ہرگز تنبیہہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

بیوی اگر گھر سے باہر جانا چاہتی ہے تو اسے اپنے شوہر سے اجازت حاصل کرنی چاہئے۔ اگر اجازت نہ دے تو شرعاً اسے گھر سے باہر جانے کا حق نہیں ہے اور اگر اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے گی تو گناہ کی مرتکب ہو گی۔

حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ "عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے اور فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی ہے تو تمام آسمانی فرشتے اور جن و انس اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتی۔" (۲۲۳)

لیکن مرد کو اس سلسلے میں سختی سے کام نہیں لینا چاہئے اور اپنے اس حق کے ذریعہ اسے اذیت نہیں پہنچانی چاہئے۔ بہتر ہے جہاں جانے میں کوئی حرج نہ ہو وہاں جانے سے نہ روکے اور اسے جانے کی اجازت دے دے۔ اس کو یہ حق اپنی طاقت و قدرت کا مظاہرہ کرنے اور بیوی پر بیجا دباؤ ڈالنے کی غرض سے نہیں دیا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو نامناسب جگہوں پر جانے سے باز رکھے اور اس کی عصمت و آبرو کی حفاظت کرے۔

بیجا سختیاں نہ صرف یہ کہ مفید ثابت نہیں ہوتیں بلکہ خاندان میں ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور باہمی انس و محبت باقی نہیں رہتا۔ حتیٰ کہ بعض اوقات سرکشی اور انحراف کا سبب بنتا ہے البتہ اگر دیکھے کہ وہ نامناسب جگہ پر جاتی ہے جو اخلاقی پستی اور گناہ کے ارتکاب کا باعث بنتا ہے ایسی حالت میں بیوی کو سختی سے منع کر دینا چاہئے

اور عورت پر بھی واجب ہے کہ اطاعت کرے اور ایسی محفل میں جانے سے پرہیز کرے۔

اگر بیوی شوہر کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور بغیر اجازت یا شوہر کے منع کرنے کے باوجود گھر سے باہر جائے تو مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کو اسی صورت سے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے تنبیہہ کرے۔ ان ہی مراحل اور شرائط کا لحاظ رکھے۔ البتہ بیوی چند حالتوں میں شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے اور شوہر کو حق نہیں کہ اسے روکے۔

(۱) دین کے ضروری مسائل سیکھنے کے لئے گھر سے باہر جانا۔

(۲) استطاعت کی صورت میں حج کے لئے سفر کرنا۔

(۳) قرض ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر جانا جبکہ گھر سے باہر جائے بغیر ممکن نہ ہو۔

شکی مرد

یہ صحیح ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی نگرانی کرنا چاہئے لیکن اس طرح نہیں کہ شک و شبہ کی حد تک بڑھ جائے۔ بعض مرد بدگمانی اور شک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور بلاسبب اپنی بیوی پر شک کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی وفادار نہیں ہے۔

جو مرد اس خانماں سوز مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ خود اپنی اور اپنے خاندان کی زندگیاں تلخ کر دیتے ہیں۔ بہانے تلاش کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں۔ اپنی بیوی کی حرکات و سکنات کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور سایہ کی طرح اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ چونکہ دل میں شک ہوتا ہے اس لئے انہیں در و دیوار پر بھی شک ہوتا ہے۔ جو چیزیں خیانت اور بے وفائی کی دلیل نہیں ہوتیں، اپنے وہم کے سبب ان باتوں کو بھی بیوی کی بے وفائی کی قطعی دلیل تصور کر لیتے ہیں۔ مثلاً فلاں مرد نے چونکہ اس کو خط لکھا ہے یقیناً دونوں میں تعلقات رہے ہوں گے فلاں جوان کی فوٹو اس کے پاس تھی ضرور اس کو چاہتی ہو گی، فلاں مرد نے سلام اور احوال پرسی کی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی

وفادار نہیں! جوان ہمسائے نے کوٹھے کی چھت سے اس پر نظر ڈالی تھی یقیناً دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ یا بیوی نے فلاں مرد کی تعریف کی تھی اس کا مطلب ہے وہ اس پر فریفتہ ہے۔ یا بیوی نے خط مجھ سے چھپایا تھا یقیناً وہ اس کے معشوق کا خط ہو گا۔ یا پہلے کے مقابلے میں اب مجھ سے کم اظہارِ محبت کرتی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کسی اور کو چاہنے لگی ہے۔ یا میری بیٹی کی شکل مجھ سے نہیں ملتی اس سے بیوی کی خیانت ظاہر ہوتی ہے۔

غرض کہ شکی مرد اس طرح کی بلکہ اس سے بھی معمولی باتوں کو خیانت کی قطعی دلیل مان کر بیوی پر شک کیا کرتے ہیں۔ اس سے بھی بدتر تو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی ماں، بہن یا کوئی ہمسایہ دشمنی یا جلن کے سبب اس کے خیال کی تائید کر دے۔ اس صورت میں بیوی کا جرم و خیانت ان کی نظر میں یقینی ہو جاتا ہے۔

جو بد نصیب خاندان شک کے مرض کا شکار ہو جاتے ہیں انہیں کبھی سکون و چین نصیب نہیں ہوتا۔ مرد ایک خفیہ پولیس کی مانند ہمیشہ اپنی بیوی کے ہر ہر فعل کی نگرانی کرتا ہے اور معمولی معمولی باتوں پر اسے شک ہوتا ہے اور دائمی طور پر پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ بیچاری بیوی بھی ہمیشہ ایک بے گناہ مجرم کی مانند ذہنی اذیت و پریشانی میں مبتلا رہتی ہے۔ اور سخت پابندیوں اور کڑی نگرانی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔

ایسے خاندان کی بنیادیں ہمیشہ متزلزل رہتی ہیں اور ہر وقت طلاق کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ شک و شبہ کے نتیجے میں قتل و غارتگری تک کی نوبت آجاتی ہے۔

ایسے مردوں کی کافی تعداد پائی جاتی ہے جنھوں نے اپنی بے گناہ بیویوں کو اپنی بیجا بدگمانی کے سبب قتل کر دیا اور خود بھی خودکشی کر لی۔

شادی شدہ زندگی کے لئے یہ چیز نہایت خطرناک ہے۔ ایسے موقعہ پر میاں بیوی کو ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ دینا چاہئے اور ناگوار حادثات کے وقوع میں آنے سے قبل ہی عقل و تدبر سے کام لے کر اس کا حل تلاش کر لینا چاہئے۔ میاں بیوی اگر ذرا بھی

سمجھداری سے کام لے کر اس عظیم خطرہ کو' جو کہ ان کی تاک میں ہے' محسوس کرلیں اور احتیاط و عاقبت اندیشی کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرلیں تو یہ کوئی ایسا دشوار اور ناقابلِ حل مسئلہ نہیں ہے۔ مرد کو چاہئے کہ بیجا وہم اور شک و شبہ سے پرہیز کرے اور سمجھداری سے کام لے۔ کسی پر شک کرنا بہت اہم اور بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔ جب تک ٹھوس ثبوت و دلائل کے ذریعہ خیانت ثابت نہ ہو جائے کسی پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔

خداوندِ عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو' بہت سی بدگمانیوں سے اجتناب کرو کیوں کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔" (۲۲۴)

حضرت رسولِ اکرمؐ فرماتے ہیں "جو شخص اپنی بیوی پر بلاسبب زنا کی تہمت لگائے' اس کی ساری نیکیوں کا ثواب اس سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اور اس کے بدن کے ہر بال کے برابر ہزار گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔" (۲۲۵)

پیغمبرِ اکرمؐ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے گا خداوندِ عالم قیامت میں اس کو آگ کی بھٹی پر رکھے گا تاکہ اپنے جرم کی سزا پائے۔" (۲۲۶)

جب تک بیوی کی خیانت شرعی طور سے دلیل و ثبوت کے ذریعہ ثابت نہ ہو جائے مرد کو حق نہیں کہ اس کو ملزم ٹھہرائے۔ بیوی پر جھوٹی تہمت لگانا اتنا عظیم گناہ ہے کہ اسلام میں اس کی سزا اسّی ۸۰ کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

صرف احتمال کی صورت میں یا خیالی علائم و شواہد کے سبب ایک ایسے اہم موضوع کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً جوانی میں کسی کو خط بھیجا یا کسی نے اس کو خط یا فوٹو بھیج دیا تو یہ اس کی خیانت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

یہ صحیح ہے کہ اس قسم کے کام ہرگز نہیں کرنا چاہئیں۔ البتہ ہو سکتا ہے سادگی یا نادانی کے سبب اس غلطی کی مرتکب ہو گئی ہو لیکن حقیقتاً پاک دامن اور عفیفہ ہو جوانی

میں اس قسم کی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی مرد خط بھیجتا ہے تو اس کا خط قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر نادانی کے سبب خط قبول کر لیا یا بدنامی کے خوف سے چھپا دیا تو صرف اس خط کو خیانت کی دلیل نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اگر کسی غیر مرد کو سلام کر لیا اور احوال پرسی کر لی۔ اگرچہ کسی غیر مرد سے گرمجوشی کا اظہار کرنا اچھی بات نہیں لیکن صرف یہ بات خیانت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے اپنے خیال میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہتی ہو یا کوئی دوسری وجہ ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے اس کے باپ یا بھائی کے دوستوں میں سے ہو' یا کسی رشتے سے اس سے پہلے سے واقفیت رہی ہو۔ اگر کسی مرد کی تعریف کر دی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس پر فریفتہ ہے اگرچہ بیوی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی تعریف کرے لیکن شاید سادگی یا عدم توجہ کے سبب ایسا کیا ہو۔ لیکن محض اس بات کو خیانت کی علامت نہیں سمجھنا چاہئے۔

اگر اپنے خط کو پوشیدہ رکھتی ہے یا کسی بات میں جھوٹ بولا یا غلط بیانی کر دی تو یہ چیز بھی خیانت کی دلیل نہیں۔ ممکن ہے بدنامی کے خوف سے خط چھپا دیا ہو یا خط میں جو بات لکھی ہو اسے اپنے شوہر سے مخفی رکھنا چاہتی ہو۔ یا غلط بیانی کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ اگر پہلے کی بہ نسبت کم اظہار محبت کرتی ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس نے کسی دوسرے سے دل لگا لیا ہے۔ اس کی دوسری وجوہات ہو سکتی ہیں۔ کسی بات پر ناراض یا غصہ ہو' بیمار ہو' شوہر کی بے توجہی اور عدم اظہارِ محبت کے سبب دل برداشتہ ہو گئی ہو۔ بہرحال اس قسم کی باتوں کو خیانت کی علامت ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ مختصراً یہ کہ جو باتیں شک کا باعث بنتی ہیں اگر نیک نیتی سے ان پر غور کیا جائے تو وہ اصل میں نہایت معمولی معلوم ہوں گی۔

برادرِ عزیز! خدا کے لئے بدظنی اور شک و وسواس چھوڑ دیجئے۔ ایک عادل قاضی کی مانند اپنی بیوی کی خیانت کے شواہد و دلائل کا نہایت توجہ اور انصاف کے ساتھ جائزہ لیجئے اور خوب سوچ سمجھ کر ان دلائل کو پرکھئے اور دیکھئے کہ کیا آپ کا شک واقعی

درست ہے یا صرف بدگمانی ہے؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ لاابالی اور بے غیرت بن جائیے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جو چیز پوری طرح ثابت ہو جائے صرف اسی پر یقین کیجئے اس سے زیادہ پر نہیں۔

بیجا توہمات اور محتمل شواہد پر یقین کر کے کیوں اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی عذاب میں مبتلا کرنے کے درپے ہیں۔ اگر اسی قسم کے خیالی شواہد کی بناء پر کوئی آپ پر الزام لگائے تو آپ پر کیا گزرے گی؟ انصاف اور ضمیر کا تقاضہ کیا ہے؟ کیوں اپنی اور اپنی بیوی کی عزت و آبرو خاک میں ملانے پر تلے ہوئے ہیں؟ اس کے حالِ زار پر آپ کو رحم نہیں آتا؟ کیا آپ نہیں سوچتے کہ ممکن ہے آپ کی بددلی اور بیجا تہمتوں کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی پاک دامن بیوی عفت و عصمت کی وادی سے نکل کر تباہی و گمراہی کے گڑھے میں جا گرے؟

حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ سے فرمایا: "دھیان رکھو جہاں ضرورت نہ ہو وہاں غیرت مندی نہ دکھاؤ۔ کیوں کہ یہ عمل صحیح افراد کو گمراہی کی طرف اور پاک دامن افراد کو گناہ کی جانب مائل کر دینے کا سبب بنتا ہے۔" (۲۲۷)

اگر آپ کو اپنی بیوی پر شک ہے تو یہ بات ہر ایک سے بیان نہ کیجئے کیوں کہ ممکن ہے کچھ لوگ دشمنی یا نادانی کے سبب یا ہمدردی جتانے کے لئے بغیر تحقیق کئے آپ کے خیال کی تائید کر دیں بلکہ کچھ اور بے بنیاد باتوں کا بھی اضافہ کر دیں جو آپ کے شک کو یقین میں بدل دے اور آپ کی دنیا و آخرت تباہ ہو جائے۔ خاص طور پر اس سلسلے میں اپنی ماں بہنوں سے ہرگز بات نہ کریں کیوں کہ عام طور پر ساس نندیں بہو سے رقابت رکھتی ہیں ایسے مواقع پر تو ان کے حسد و کینہ میں تحریک پیدا ہو گی اور وہ انجام سوچے سمجھے بغیر آپ کے شک کو مزید تقویت پہنچانے کے اسباب فراہم کر دیں گی۔ اگر آپ دوسروں کی رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے عاقل، تجربہ کار، خیرخواہ اور عاقبت اندیش قسم کے دوستوں سے مشورہ لیجئے۔ سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ اپنی بیوی کے جن اعمال و حرکات پر آپ کو شک ہے ان کے متعلق نہایت صبر و سکون اور صراحت

کے ساتھ اپنی بیوی سے بات کیجئے اور وضاحت طلب کیجئے۔ لیکن اس سے آپ کا مقصد ہر حال میں اپنے شک کو ثابت کرنا نہ ہو۔ بلکہ وقتی طور پر شک کو اپنے ذہن سے نکال دیجئے اور ایک عادل قاضی کی مانند اپنی بیوی کی وضاحتوں کو غور سے سنئے اور اس کی توضیحات کو یکسر غلط نہ سمجھئے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ آپ کا بہنوئی آپ کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آیا ہے اور اپنی بیوی کی اس قسم کی شکایت کرتا ہے۔ دیکھئے آپ اس کا فیصلہ کس طرح کریں گے؟

اپنی بیوی کے سلسلے میں بھی اسی طرز فکر سے کام لیجئے۔ اس کا گریہ و زاری اور دلیل و ثبوت آپ کے دل پر اثر کیوں نہیں کرتا؟ آپ کو اس کی باتوں پر یقین کیوں نہیں آتا؟ بردبار اور عاقل بنئے۔ مبادا فقط ان بے بنیاد شک و شبہات کی بناء پر آپ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اور اپنی اور اس کی زندگی تباہ کرلیں۔ فرض کیا اس بیوی کو طلاق دے دی اور بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک دوسری بیوی کا انتخاب کر لیا تو کیا گارنٹی ہے کہ دوسری اس سے بہتر ہوگی۔ آپ کی شکی طبیعت پھر آپ کو شک میں مبتلا کر سکتی ہے آپ کو اپنے بے گناہ بچوں کا خیال نہیں آتا؟ آخر ان معصوموں کا کیا قصور ہے کہ وہ بیچارے آپ کے شک کے مرض کی بھینٹ چڑھ جائیں۔ ان کی پژمردہ صورت اور حسرت بھری نگاہوں پر نظر ڈالئے اور بددلی چھوڑ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بیجا شک و شبہ میں مبتلا ہو کر آپ خودکشی کا ارتکاب کر ڈالیں یا اپنی بے گناہ بیوی کو قتل کر ڈالیں۔ ایک طرف قتل جیسے عظیم گناہ کے مرتکب ہوں کہ جس کی سزا خدا نے دوزخ رکھی ہے اور دوسری طرف اپنی زندگی تباہ کر ڈالیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ خون زیادہ دن چھپا نہیں رہتا ایک نہ ایک دن جرم ظاہر ہو جاتا ہے اور مجرم کیفر کردار کو پہنچتا ہے پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جاتا ہے یا ساری عمر قید میں بسر کرنی پڑتی ہے۔

مجرمین کے اعداد و شمار پر نظر ڈالئے جن میں کچھ کی خبریں تو اخبار و رسائل میں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں تاکہ اس قسم کے جرم کے نتائج آپ پر روشن ہوں۔

اس قسم کے شکی مردوں کی بیویوں پر بھی بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان

کو چاہئے کہ خود اپنی اور اپنے شوہر اور بچوں کی بھلائی کی خاطر ایثار و قربانی سے کام لیں اور اچھی طرح سے شوہر داری کریں۔ ایسے ہی دشوار اور مشکل موقعوں پر خواتین کی لیاقت، سمجھداری، دانشمندی اور تدبر کا امتحان ہوتا ہے۔

خواہر عزیز! سب سے پہلے تو اس بات کو سمجھ لیجئے کہ آپ کا شوہر ایک خطرناک نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہے۔ بلا سبب تو اپنی زندگی تلخ نہیں کرے گا دراصل وہ بیمار ہے۔ جی ہاں شک کا مرض بھی خطرناک بیماریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا بیمار کا علاج ہونا چاہئے تاکہ اس کا مرض دور ہو جائے۔ حتیٰ الامکان اس سے والہانہ محبت کا اظہار کیجئے۔ اس قدر اپنی محبت و لگاؤ کا اظہار کیجئے کہ اس کو یقین آجائے کہ آپ کے دل میں اس کے علاوہ اور کسی کی جگہ نہیں ہو سکتی۔ اگر اعتراضات کرے، بہانہ بازیاں کرے تو صبر کیجئے۔ اس کے غصہ اور بد مزاجی کے مقابلے میں بردباری سے کام لیجئے۔ اس کی سختیوں کو برداشت کیجئے۔ آہ و فریاد نہ کیجئے۔ لڑائی جھگڑا نہ کیجئے۔ اس کی باتوں کے مقابلے میں ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔ اگر آپ محسوس کرتی ہیں کہ آپ کے خطوں اور آپ کی حرکات و سکنات پر کنٹرول کرتا ہے تو ابرو پر بل نہ آنے دیجئے۔ روزمرہ کے تمام واقعات اور ساری باتیں اس سے بیان کر دیا کیجئے۔ کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ رکھئے۔ جس بات کی توضیح طلب کرے بے کم و کاست حقیقت اسے بتا دیا کیجئے۔ جھوٹ بولنے اور کوئی بات چھپانے سے پوری طرح اجتناب کیجئے۔ کیوں کہ اگر ایک مرتبہ آپ کا جھوٹ اس پر کھل گیا تو وہ آپ کے جرم کی سند اور قطعی ثبوت مان لیا جائے گا۔ اور پھر اس کے شک کو دور کرنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔

اگر کہے کہ فلاں شخص سے نہ ملو۔ فلاں کام انجام نہ دو تو بغیر چوں و چرا مان لیجئے اور ضد یا بحث نہ کیجئے ورنہ اس کی بدگمانی بڑھ جائے گی۔

غرض کہ ان تمام کاموں سے پرہیز کیجئے جن سے شک و بدگمانی پیدا ہونے کا امکان ہو۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مشکوک حالت سے دوچار کر

لے تو اس پر شک و شبہ کرنے والوں کو ملامت نہیں کرنا چاہئے۔" (۲۲۸)

اگر کسی خاص شخص کی جانب سے مشکوک ہے یا اسے ناپسند کرتا ہے تو آپ اس سے مکمل طور پر قطع تعلق کرلیں۔

کچھ خاص افراد سے دوستی قائم رکھنے کے مقابلے میں کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ان سے کنارہ کشی کر کے اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی تلخ ہونے سے بچالیں۔ اپنے دل میں یہ نہ سوچئے کہ کیا میں اپنے شوہر کی زر خرید لونڈی ہوں یا نوکر ہوں کہ اس قدر سختیاں اور پابندیاں برداشت کروں؟ جی نہیں، آپ غلام نہیں ہیں البتہ ایک بیمار مرد کی شریک حیات ہیں۔

جس وقت آپ شادی کے مقدس رشتے سے منسلک ہوئی تھیں تو گویا آپ نے عہد کیا تھا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں ایک دوسرے کے شریک و غمخوار رہیں گے۔ کیا رسمِ وفاداری یہی ہے کہ آپ اپنے بیمار شوہر سے کشمکش جاری رکھیں اور ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیتی رہیں۔ بیکار افکار سے دامن چھڑایئے اور عقلمند اور عاقبت اندیش بنئے۔ یقین مانئے اپنے شوہر اور خاندان کی خاطر آپ کا ضبط و تحمل اور ایثار و فداکاری بے حد اہم اور لائقِ ستائش ہے۔ عورت کا ہنر تو اسی میں ہے کہ وہ ایسے دشوار گزار اور نازک حالات میں ایسے مردوں کا ساتھ نبھائے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "عورت کا جہاد یہی ہے کہ اپنے شوہر کی اذیتوں کے مقابلے میں بردباری سے کام لے۔" (۲۲۹)

ایسا کوئی کام نہ کیجئے کہ جس سے آپ کے شوہر کو شک پیدا ہو جائے یا اس کے شک میں مزید اضافہ ہو جائے۔ غیر مردوں خصوصاً ان لوگوں کی جن کی طرف سے آپ کا شوہر بدظن ہے، تعریف نہ کیجئے۔ نامحرم مردوں پر نگاہ نہ ڈالئے۔

پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: "جو شادی شدہ عورت نامحرم مردوں پر شوقیہ نگاہ ڈالے گی خداوندِ عالم اس پر شدید عذاب نازل کرے گا۔" (۲۳۰)

غیر مردوں سے ربط ضبط نہ رکھئے اور ان سے بات چیت نہ کیجئے۔ اپنے شوہر کی

اجازت کے بغیر ان کے گھر نہ جائیے۔ کسی غیر مرد کی کار میں لفٹ نہ لیجئے۔ آپ کا باعصمت اور پاک دامن ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان تمام امور سے مکمل طور پر دور رہنا بھی ضروری ہے جن سے شک و شبہ پیدا ہونے کا امکان ہو۔ ممکن ہے غفلت یا سادگی میں آپ سے کوئی ایسا معمولی سا فعل سرزد ہو جائے جو آپ کے شوہر کو بدگمان کر دے۔ ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

ایک ۲۷ سالہ لڑکی ... نے عدالت میں بتایا: آٹھ سال قبل ۱۹۷۳ء کے موسم سرما کا ایک برفیلا دن میری مصیبت و پریشانی کا باعث بن گیا جب میں اپنی دوست کے اصرار پر، اپنے گھر واپس آنے کے لئے اس کے ماموں کی کار میں بیٹھ گئی۔ اس واقعہ سے دو ماہ قبل جبکہ میں اسکول میں زیر تعلیم تھی میرا عقد ہوا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دن اپنے نوٹس تیار کرنے کے لئے اپنی ایک ہم جماعت کے گھر گئی تھی۔ واپسی کے وقت برفباری شروع ہو گئی۔ میری دوست نے مجھ سے کہا کہ میرا ماموں تمہیں اپنی کار سے گھر پہنچا دے گا۔ اتفاق سے جب میں گھر کے نزدیک پہنچی تو گلی کے سرے پر میرا شوہر کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر مجھے خوف محسوس ہوا اور میں نے اپنی دوست کے ماموں سے کہا کہ مجھے یہیں اتار کر جلدی سے واپس چلا جائے۔ وہ بھی ایک مجرم کی مانند فوراً فرار ہو گیا۔ اور یہی امر میرے شوہر کی بدگمانی میں اضافے کا سبب بنا۔ بعد میں جب اس نے اعتراض کیا تو میں نے ڈر کر سرے سے انکار ہی کر دیا اور اس بات نے میرے شوہر کو اس حد تک میری طرف سے بدگمان کر دیا کہ بعد میں میری دوست اور اس کے گھر والوں کی گواہی بھی اس کو مطمئن اور آسودہ خاطر نہ کر سکی اور اس کا شک دور نہ ہوا۔

اس کے بعد سے میرا شوہر نہ تو مجھے ساتھ رکھنے پر راضی ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ اس واقعہ کو آٹھ سال ہو رہے ہیں اور میں اسی طرح زندگی گزار رہی ہوں۔ (۲۳۱)

قارئین کرام کی نظر میں اس داستان میں اصل قصوروار کون ہے؟

میری نظر میں تو اصل قصور بیوی کا ہے جس نے اپنی نا سمجھی اور نادانی کے سبب خود

اپنے اور اپنے شوہر کے لئے مصیبت کھڑی کر دی۔

۱۔ پہلا غلط کام تو یہ کیا کہ ایک غیر مرد کی کار میں سوار ہو گئی۔ فرض کیجئے شوہر نے نہ بھی دیکھا ہوتا تب بھی اصولی طور پر ایک غیر مرد کی کار میں عورت کا بیٹھنا ہی ایک بہت غلط اور خطرناک کام ہے۔

۲۔ چلئے مان لیجئے ناسمجھی کے سبب غیر مرد کی کار میں بیٹھ گئی تھی۔ لیکن جب شوہر کو گلی کے سرے پر کھڑے دیکھا تھا تو چاہئے تھا اسی وقت اس شخص سے کار روکنے کو کہتی اور کار سے اتر کر شوہر کے ساتھ گھر جاتی اور ساری بات اسے بتا دیتی۔

۳۔ بہت بڑی غلطی یہ کی کہ اس شخص کو بھاگ جانے کو کہا۔

۴۔ چوتھی غلطی یہ کی کہ بعد میں تمام واقعہ سے سرے سے انکار ہی کر دیا۔ حالانکہ ان سب باتوں کے بعد بھی موقعہ تھا کہ جب شوہر نے پوچھا تھا تو بے کم و کاست ساری بات بیان کر دیتی اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتی کہ ناسمجھی یا مروّت کے سبب یہ نامناسب کام انجام دیا۔

البتہ اس سلسلے میں مرد بھی بے قصور نہیں ہے۔ محض اس واقعہ کو خیانت کی قطعی دلیل نہیں سمجھ لینا چاہئے تھا۔ اس کو اس امکانی صورت حال پر توجہ دینی چاہئے تھی کہ اس کی بیوی غفلت' ناتجربہ کاری یا ناسمجھی کے سبب اس غلطی کی مرتکب ہوئی ہے اور بعد میں الزام کے ڈر سے اس نے اس شخص کو بھاگ جانے کی ہدایت کی اور اسی سبب سے اصل واقعہ سے انکار کر رہی ہے۔ دانشمندی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ نہایت انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ اس واقعہ کی پوری تحقیق اور چھان بین کرتا اور ہر طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس غلطی کو معاف کر دیتا اور اس پر زیادہ سختی نہ کرتا۔

بدکردار عورتیں

اگر شواہد و دلائل کے ذریعے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ بیوی کا چال چلن اچھا نہیں ہے اور اس کے غیر مردوں سے ناجائز تعلقات ہیں تو مرد بے حد مشکل میں پڑ جاتا ہے ایک طرف اس کی عزت و آبرو خطرے میں پڑ جاتی ہے' دوسری طرف

ایسی باعثِ ننگ بات برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مرد کے لئے اس صورت حال سے نجات حاصل کرنا بے حد دشوار اور خطرناک ہو جاتا ہے۔

ایسے موقعے پر مرد کے سامنے چند راستے ہوتے ہیں:

۱۔ اپنے خاندان کی عزت و آبرو قائم رکھنے کے لئے دل پر پتھر رکھ کر بیوی کی خیانت کاریوں کو نظر انداز کر دے اور اسی طرح آخر عمر تک نبھاتا رہے۔ البتہ یہ راستہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ کوئی غیرت مند مرد اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ بیوی کی بدکرداریوں اور ناجائز بچوں کے وجود کو برداشت کرتا رہے۔ غیرت مرد کے لئے ایک پسندیدہ صفت ہے اور بے غیرت مرد خدا اور رسولؐ کی نظر میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

واقعاً" ایسے نامرد لوگوں کی زندگی باعثِ ننگ و عار ہوتی ہے جو ایسی بے عزتی کو برداشت کرتے رہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ مرد نہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: "پانچ سو سال میں طے ہونے والے راستے سے بہشت کی خوشبو آتی ہے لیکن دو قسم کے لوگ بہشت کی خوشبو سے محروم ہیں۔ والدین کے عاق کئے ہوئے اور بے غیرت مرد۔ کسی نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ بے غیرت مرد کون ہیں؟ فرمایا وہ مرد جو جانتا ہے کہ اس کی بیوی زناکار ہے (اور اس کی بدکرداری پر خاموش رہے)۔" (۲۳۲)

۲۔ اپنی بیوی یا اس کے عاشق کو قتل کر دے۔ اس طریقے سے انتقام لے کر وقتی طور پر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے لیکن یہ کام بہت خطرناک ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا کیوں کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ قتل کا جرم ہمیشہ چھپا رہے ایک نہ ایک دن قاتل پکڑا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ عدالت میں بھی بیوی کی بدکرداری اتنی آسانی سے ثابت نہیں ہو سکتی لہٰذا بری ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں یا تو سزائے موت کا حکم سنایا جاتا ہے یا کم سے کم طویل المدت قید کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ بچے بیچارے الگ تباہ و برباد اور بے آسرا ہو جاتے ہیں لہٰذا یہ دانشمندی نہیں کہ انسان جذبات میں آکر اپنے نفس کی تسلی اور کینہ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایسا

خطرناک اقدام کرے اور اپنی جان خطرے میں ڈال لے۔

مرد کو چاہئے کہ عاقل ' بردبار اور عاقبت اندیش ہو۔ اسے اپنے نفس پر اتنا کنٹرول ہونا چاہئے کہ ایسے جنون آمیز کام سے پرہیز کرے۔ اور اس کا صحیح حل تلاش کرے۔

۳۔ خود کشی کر لے تاکہ بیوی کی بدکرداریوں کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے اور ایسی ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کر لے البتہ یہ راستہ بھی دانشمندی کا نہیں ہے۔ اوّل تو اپنی زندگی کو ختم کر لینا شرعی لحاظ سے ایک گناہِ عظیم ہے اور اس کی سزا خداوندِ عالم نے دوزخ مقرر کی ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو نابود کر دینا کسی طرح درست نہیں۔ یہ کون سی دانشمندی ہے کہ انسان دوسروں سے انتقام لینے کی خاطر اپنی دنیا و آخرت خراب کر لے اور بیوی کو اپنی بدچلنی جاری رکھنے کی پوری آزادی مل جائے۔ شائد یہ سب سے بدترین راہ ہے۔

۴۔ جب بیوی کی بدچلنی بطورِ کامل ثابت ہو جائے اور دیکھے کہ وہ کسی طرح ناجائز کاموں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کر لے۔ یہ نہایت دانشمندانہ اقدام ہے اور اس میں کوئی خطرہ بھی نہیں ہے۔

یہ صحیح ہے کہ طلاق کے سبب زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور بہت نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں جن کا برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر بچے بھی ہو گئے ہوں۔ لیکن بہرحال ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ بہترین طریقہ یہی ہے کہ بیوی کو طلاق دے کر بچوں کو اپنے پاس رکھے کیوں کہ معصوم بچوں کو ایک فاسد اور بدکردار عورت کے سپرد کرنا مناسب نہیں۔ اگرچہ بچوں کو پالنا دشوار کام ہے لیکن مرد کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے یہ راستہ منتخب کیا ہے لہٰذا خدا بھی اس کی مدد کرے گا اور جلد ہی ایک پاک دامن اور باعصمت شریکِ حیات اس کو مل جائے گی اور اپنی بقیہ زندگی آبرومندانہ طریقے سے گزار سکے گا۔

غیر عورتوں پر نظر ڈالنے سے اجتناب کیجئے

مرد شادی کرتے وقت نہایت تلاش و جستجو سے کام لیتے ہیں تاکہ بیوی نیک اور ان کی پسند کے مطابق ہو۔ اس موقعہ پر جس قدر احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیں اچھی بات ہے۔ کیوں کہ شادی سے انسان کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس کے مستقبل کی سرنوشت یعنی خوش بختی یا بدبختی یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ البتہ جب کسی لڑکی کو اپنا شریکِ زندگی منتخب کر کے اس سے رشتہ ازدواج قائم کرلیں اس کے بعد بیوی کے علاوہ کسی عورت پر نظر نہیں ڈالنی چاہئے اور دوسری تمام عورتوں کو' جو بھی ہوں اور جیسی بھی ہوں ہر حال میں نظر انداز کرنا چاہئے۔ اور سوائے اپنی بیوی کے کسی دوسری عورت میں دلچسپی نہیں لینی چاہئے۔ اس کے علاوہ اور کسی کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہئے۔ ایک معصوم لڑکی اپنے شوہر کی خاطر اپنے ماں باپ اور خاندان کو چھوڑ کر سینکڑوں امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ اس کی پناہ میں آتی ہے کہ اپنی تمام تر ہستی کو اپنے شوہر کے سپرد کردے اور دونوں ایک دوسرے کے شریکِ زندگی' اور یار و غم خوار بن کر زندگی کی راہوں کو طے کریں۔ عاقل اور سنجیدہ مرد بچکانہ حرکتوں اور ہوس بازی سے دستبردار ہو جاتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ اپنی نئی زندگی اور خاندان کی جانب مرکوز کردیتے ہیں۔ کسبِ معاش میں تن دہی سے مشغول رہتے ہیں تاکہ عزت و آبرو کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں اور روحانی سکون اور مہر و محبت کی نعمت سے' جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے' بہرہ مند ہوں۔ جو لوگ خوش و خرم اور صلح و سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ شادی کے بعد اپنی سابق بچکانہ حرکتوں اور ادھر ادھر دل لگانے اور نظریں سینکنے جیسی خانماں سوز حرکتوں کو چھوڑ دیں اور اپنی زندگی کی روش بدلیں۔

ایک شادی شدہ مرد کے لئے یہ بات نہایت باعث ننگ ہے کہ وہ کسی غیر عورت یا عورتوں سے گرم جوشی سے ملے۔ ان سے ہنسی مذاق کرے یا ان میں دلچسپی لے اگر مرد اپنی بیوی کو کسی غیر مرد سے ہنسی مذاق کرتے دیکھتا ہے تو اسے بہت برا لگتا ہے اور اس

کی غیرت جوش میں آجاتی ہے لیکن اس بات سے کیوں غافل رہتا ہے کہ اس کی بیوی بھی اس کی طرح کے احساسات و جذبات رکھتی ہے اور اسے بھی اپنے شوہر کا غیر عورتوں سے ہنسی مذاق کرنا بے حد برا لگتا ہے اور یہ عمل ایک طرح کی خیانت اور بے وفائی شمار کیا جاتا ہے۔ بیوی جب دیکھتی ہے کہ اس کا شوہر دوسری عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے ان سے ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو اس کی غیرت اور حسد کے جذبے میں تحرک پیدا ہوتا ہے اور وہ انتقام لینے کے درپے ہو جاتی ہے۔ شوہر کی نسبت اس کی عزت و محبت میں کمی آجاتی ہے۔ گھر اور زندگی سے اس کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے گھر کے کاموں سے اس کا دل اچاٹ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس بات کا امکان ہے کہ انتقام کی خاطر بیوی بھی غیر مردوں میں دلچسپی لینا شروع کر دے یا اپنے ہوس پرست شوہر سے علیحدہ ہو جانا پسند کرے۔ ایک عورت نے تہران میں خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت کے شعبہ ۲۵ میں شکایت کی کہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔ ان میاں بیوی کی ۲۲ سال قبل شادی ہوئی تھی۔ اس عورت نے بتایا کہ میرے شوہر کی عادت ہے کہ اسے جو عورت ملتی ہے اس سے مذاق کرتا ہے۔ (۲۳۳)

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میرا شوہر میری دوستوں سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی اس بری عادت کے سبب میں اپنی دوستوں کو اپنے گھر نہیں بلا سکتی۔ چونکہ وہ سب کہتی ہیں کہ تمہارا شوہر ہم میں دلچسپی لیتا ہے اور یہ بات میری خفت و شرمساری کا باعث بنتی ہے۔ (۲۳۴)

ایک شادی شدہ مرد کے لئے نہایت شرمناک بات ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو گھورے یا ان پر نظریں ڈالے۔ ان نظربازیوں کا سوائے دلی اضطراب و بے چینی، اعصابی کمزوری اور گھر اور خاندان کی طرف سے بے توجہی کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: "نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے اپنی نظریں بچاؤ۔" (۲۳۵)

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "نگاہ شیطان کی جانب سے پھینکے ہوئے زہر آلود تیر کی مانند

ہوتی ہے اور ایک نگاہ ممکن ہے حسرت و رنج کا باعث بن جائے۔" (۲۳۶)

ماہرینِ نفسیات نے نظربازی کو ایک قسم کی نفسیاتی بیماری بتایا ہے۔ جو آنکھیں' اس ذلیل حرکت کی عادی ہو جاتی ہیں وہ کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ ان ہی بدنگاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بہت سے پاک سیرت جوان' اپنی عفت و ناموس گنوا کر فتنہ و فساد اور گمراہی کی وادی میں گر پڑتے ہیں کیوں کہ جب ہوس ناک نگاہیں محوِ تماشہ ہوتی ہیں تو دل بدی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ دو مرتبہ زیادہ سے زیادہ دس مرتبہ انسان اپنے آپ پر قابو پاسکتا ہے لیکن آخرکار عنانِ نفس ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور نفسانی خواہشات کا مطیع بن جاتا ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "پے در پے نگاہیں' قلب میں شہوت پیدا کرتی ہیں اور یہی چیز' بدنظر افراد کی گمراہی کے لئے کافی ہوتی ہے۔" (۲۳۷)

اسلام چونکہ نظربازی کے خراب نتائج سے واقف ہے اس لئے اس فعل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔

کوچہ و بازار میں اگر مرد کی نگاہ بے اختیار کسی نامحرم عورت پر پڑ جائے تو یہ نہیں کہ بار بار اسے دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ فوراً نظریں نیچی کر لے یا دوسری طرف متوجہ ہو جائے۔ نامحرموں کی جانب سے چشم پوشی شاید پہلے مرحلے میں کسی حد تک دشوار ہو لیکن اگر ذرا صبر کے ساتھ اس کی عادت ڈال لی جائے تو یہ امر آسان ہو جائے گا۔

عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ اس نازیبا حرکت کے نتیجہ میں قتل و غارت گری' خودکشی' طلاق' اعصاب کی کمزوری' نفسیاتی امراض' دل کی بیماری' ذہنی پریشانیاں' دائمی رنج و غم اور خاندانی اختلافات وغیرہ جیسے خطرات ظہور میں آتے ہیں لہٰذا ان خطرات سے بچنے کی خاطر اس مفسدانہ حرکت سے دامن بچانا اور استقامت سے کام لینا' خود انسان کے اپنے مفاد میں ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ جوانی کے ہیجان انگیز دور میں' ایسی حالت میں کہ بعض عورتیں آزادانہ طور پر نیم عریاں حالت میں بج دھج کر باہر گھومتی ہیں' نظریں بچانا ذرا مشکل کام

ہے لیکن بہرصورت ضروری ہے۔

اگر مرد صبر و استقامت سے کام لے اور اس عمل کی عادت ڈال لے تو بہت سے مفاسد کا خود بخود علاج ہو جاتا ہے اور ان جھوٹی اور وقتی لذتوں کے عوض ذہنی سکون و آسائش اور خاندان کی مہر و محبت کی لذت سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

برادرِ عزیز! اگر زندگی میں سکون و چین اور حقیقی خوشی و مسرت کی نعمتوں کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو شادی کے بعد اپنی بیوی کے علاوہ دوسری تمام عورتوں کی جانب سے چشم پوشی اختیار کیجئے۔ اپنی بیوی کے سامنے کبھی غیر عورتوں کی تعریف نہ کیجئے۔ کبھی نہ کہئے کہ کاش میری فلاں لڑکی سے شادی ہوئی ہوتی۔ یا فلاں لڑکی مجھ سے شادی کی خواہشمند تھی۔ فلاں لڑکی مجھ کو چاہتی تھی۔ سیکڑوں لوگ مجھ سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرنے کے آرزو مند تھے۔ یا فلاں لڑکی تم سے بہتر تھی وغیرہ جیسی باتیں ہرگز بیوی سے نہ کہئے کیوں کہ اس قسم کی باتیں بیوی کو شک میں مبتلا کر دیتی ہیں اور شوہر سے اس کی محبت و دلچسپی میں کمی آجاتی ہے۔ زندگی کی لطافتوں سے بیزار ہو جاتی ہے ممکن ہے وہ بھی مقابلہ بہ مثل کرے اور دوسرے مردوں کی آپ کے سامنے تعریف کرے یا اپنے سابق خواستگاروں کا دلچسپی سے ذکر کرے۔ اور اس کا انجام سوائے باہمی کدورت اور دائمی جھگڑے کے اور کچھ نہ ہو گا۔

ایک شادی شدہ مرد کے لئے یہ بات نہایت قابلِ شرم ہے کہ وہ دوسری عورتوں پر نظر رکھے اور ان میں دلچسپی لے۔

کس قدر بدبخت اور نادان ہیں وہ لوگ جو اپنی پاک دامن اور باعصمت اور محبت کرنے والی معصوم بیویوں کو چھوڑ کر چند لمحوں کی عیش کوشی کی خاطر آوارہ و ہرجائی عورتوں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ اس قسم کے مرد دراصل انس و محبت اور خاندان کی صمیمیت و صفائی سے بالکل نابلد ہوتے ہیں وہ جانوروں کی مانند سوائے کھانے پینے، سونے اور شہوت کے اور کچھ نہیں جانتے۔ انسانیت اور جذبات و احساسات سے یکسر عاری ہوتے ہیں۔

سپاس گزار بنئے

ممکن ہے بعض مردوں کو گھر کے کام ذرا بھی اہم معلوم نہ ہوتے ہوں لیکن اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیں تو اعتراف کرنا پڑے گا کہ گھر کے کام دشوار اور بہت تھکا دینے والے ہوتے ہیں۔

ایک گھریلو خاتون اگر شب و روز گھر کے کام کرے تب بھی بعض کام کسی حد تک پڑے رہ جاتے ہیں۔ کھانا پکانا' گھر کی صفائی' کپڑے دھونا' استری کرنا' برتن دھونا' گھر کا سامان ٹھیک ٹھاک کرنا' اور سب سے بڑھ کر بچوں کی پرورش اور نگہداشت آسان کام نہیں ہیں۔ وہ بھی ایک دو دن نہیں بلکہ ساری عمر' ایک خاتون حقیقتاً گھر میں شدید زحمت برداشت کرتی ہے۔

مرد سمجھتا ہے وہ غذا جو دن میں تین بار پکی پکائی اس کے سامنے آجاتی ہے یوں ہی بڑی آسانی سے تیار ہوجاتی ہے یا گھر کے مختلف چھوٹے بڑے کام خود بخود انجام پاتے ہیں۔ بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کو تو کچھ شمار ہی نہیں کیا جاتا۔

اگر مرد گھر میں ایک مہینہ رہ کر گھر کے تمام امور اور بچوں کی نگہداشت و پرورش کی ذمہ داری لے اس وقت اس کو ان کاموں کی اہمیت معلوم ہوگی اور بیوی کی طاقت فرسا زحمات کا اندازہ ہوسکے گا۔

بیوی ان تمام زحمتوں کو برداشت کرتی ہے اور کوئی شکایت بھی نہیں کرتی لیکن شوہر سے اس بات کی توقع ضرور کرتی ہے کہ اس کی زحمتوں کی قدر کرے اور اس کا ممنون ہو۔ وہ چاہتی ہے کہ شوہر ہمیشہ اس پر توجہ کرے اور اس کے ذوق و سلیقہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے۔

برادر عزیز! جس وقت آپ قرینے سے سجے سجائے' صاف ستھرے گھر میں داخل ہوتے ہیں اگر اس وقت اپنی بیوی کے ذوق و سلیقہ اور زحمات کی تعریف کردیں تو کیا ہرج ہوجائے گا؟ اگر کبھی کبھی اس کے تیار کئے ہوئے لذیذ کھانوں کی تعریف کردیں تو آپ کا کیا چلا جائے گا۔ کیا ہرج ہے اگر بچوں کی پرورش اور نگہداشت کے موضوع کو'

جو حقیقتاً بہت سخت لیکن بہت اہم کام ہے' اہمیت دیں اور کبھی کبھی اس کے اس صبر آزما اور سخت کام کا شکریہ ادا کردیا کریں؟ آپ اس نکتہ سے غافل ہیں کہ آپ کا اظہارِ تشکر اس میں کتنی ہمت پیدا کردے گا۔ اگر آپ بیوی کے کاموں پر ذرا بھی توجہ نہ کریں اور ان کو معمولی ظاہر کریں تو رفتہ رفتہ گھر کے کاموں سے اس کی دلچسپی کم ہوجائے گی۔ اپنے دل میں سوچے گی کہ جس گھر میں اس کے کسی کام کی قدر نہ ہو وہاں زحمتیں اٹھانے سے کیا فائدہ۔ ایک وقت آئے گا جب کسی کام میں اس کا دل نہیں لگے گا۔ اس وقت آپ داد و فریاد کریں گے کہ میری بیوی کسی کام میں دلچسپی نہیں لیتی۔ یہ نہیں کرتی وہ نہیں کرتی۔ یہ کام پڑا رہ گیا وغیرہ اگر یہ نوبت آگئی تو سمجھ لیجئے اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں۔ قصور خود آپ کا ہے کہ آپ زن داری کے طور طریقوں سے ناواقف ہیں۔ اگر ایک غیر آدمی آپ کا معمولی سا کام کردیتا ہے تو آپ بار بار اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن اپنی بیوی کی رات دن کی زحمتوں کی طرف سے غافل ہیں!! اور اس بات کے لئے تیار نہیں کہ مفت میں شکریہ کا ایک لفظ بول کر اس کا دل شاد کرکے اس کی ساری تھکن دور کردیں۔

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمائیے:

وہ ایک ۲۹ سالہ گھریلو خاتون تہران سے لکھتی ہے: "میرا شوہر بڑا حق ناشناس ہے صبح سے شام تک زحمتیں اٹھاتی ہوں۔ برتن اور کپڑے دھونے اور کھانا پکانے سے لے کر گھر کی صفائی و سجاوٹ' اس کے اور بچوں کے کپڑوں کی سلائی وغیرہ تک سب کام میں تنہا انجام دیتی ہوں۔ جب گھر آتا ہے تو کسی چیز پر توجہ ہی نہیں دیتا اور اپنے رویہ سے ایسا ظاہر کرتا ہے گویا میں نے اب تک کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ استری کئے ہوئے کپڑے اور پالش کئے چمچماتے جوتے اس کے لئے تیار رکھتی ہوں۔ لیکن کبھی شکریہ کا ایک لفظ اس کے منہ سے نہیں نکلتا۔ اگر میں خود کچھ بیان کروں تو سختی سے میری بات منقطع کرکے جھڑک دیتا ہے اور کہتا ہے اچھا اپنے کاموں کو اتنا بڑھا چڑھا کے بیان نہ کرو۔ آخر کون سا ایسا بڑا کام انجام دیا ہے؟ آسمان سے تارے توڑ لائی ہو یا کوہ دماوند کی

چوٹی فتح کرلی ہے؟ حالانکہ میری محنت و مشقت اور سلیقے کی وجہ سے ہی گھر کی ساکھ بنی ہوئی ہے۔"(۲۳۸)

بعض مرد' بیوی اور اس کے کاموں کی طرف سے بے اعتنائی برتنا' مردانگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بیویوں کی تعریف کی تو سر پر چڑھ جائیں گی۔ بعض مردوں کا خیال ہے کہ غیروں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان ان چونچلوں کی کیا ضرورت ہے۔

حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہر احسان کرنے والا' نفسیاتی طور سے قدردانی کا خواہشمند ہوتا ہے۔ قدردانی تشویق کا باعث بنتی ہے۔ خصوصاً گھریلو خواتین کو گھر کے ہر روز وہی تھکا دینے والے کام انجام دینے کے سلسلے میں سب سے زیادہ قدردانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دینِ مبین اسلام میں تشویق اور سپاس گزاری کو اچھے اخلاق میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی مسلمان کی ستائش کرتا ہے خداوندِ عالم قیامت تک اس کی ستائش لکھتا ہے۔"(۲۳۹)

پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی مسلمان کا احترام کرتا ہے اور خوش خلقی کے ساتھ اس کی دلجوئی کرتا ہے اور اس کے رنج و غم کو برطرف کرتا ہے' وہ ہمیشہ خدا کی رحمت کے سائے میں رہے گا۔"(۲۴۰)

گھر میں بھی صاف ستھرے رہیئے

صفائی کا خیال رکھنا' ہر ایک کے لئے اور ہر جگہ ضروری ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنا بدن اور لباس صاف ستھرا رکھے۔ برابر نہائے۔ ہر روز صابن سے منہ ہاتھ دھوئے۔ دانتوں میں برش کرے۔ بالوں میں کنگھی کرے۔ سر اور داڑھی کے بال بنائے۔ ہر روز اپنے پیر دھوئے تاکہ بدبو نہ آئے۔ صاف موزے پہنے' صاف ستھرے کپڑے پہنے' اپنی مالی استطاعت کے مطابق اچھا لباس پہنے۔

اسلام میں اچھے اور صاف ستھرے لباس پہننے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

حضرت رسولِ خدا کا ارشادِ گرامی ہے: "صفائی' ایمان کا جزو ہے۔" (۲۴۱)

پیغمبرِ اسلام نے ایک شخص کو الجھے بالوں' بری وضع اور کثیف حالت میں دیکھا تو فرمایا: "خدا کی نعمتوں سے استفادہ کرنا' دین کا جزو ہے۔" (۲۴۲)

پیغمبر گرامی فرماتے ہیں: "گندا آدمی' برا بندہ ہوتا ہے۔" (۲۴۳)

پیغمبرِ گرامی کا یہ بھی ارشاد ہے: "جبرئیل نے مسواک کے بارے میں مجھے اس قدر سفارش کی ہے کہ میں اپنے دانتوں کی طرف سے بہت فکرمند رہتا ہوں۔" (۲۴۴)

حضرت علی فرماتے ہیں: "خدا خود زیبا ہے اور زیبائی کو پسند کرتا ہے اور اپنی نعمتوں کے آثار اپنے بندوں میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔" (۲۴۵)

پاکیزگی اور خوبصورتی صرف عورتوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ مرد کو بھی اپنی وضع قطع ٹھیک رکھنی چاہئے۔ صاف ستھرا اور سلیقے سے رہنا چاہئے۔ بہت سے مرد اپنے لباس اور صفائی کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ دیر دیر میں نہاتے ہیں۔ سر اور داڑھی کے بال بڑھ گئے تو کوئی فکر نہیں۔ گندے لباس اور الجھے بالوں کے ساتھ گھر اور باہر گھومتے رہتے ہیں ان کے پسینے اور پاؤں کی بدبو دوسرے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ البتہ بہت سے لوگ صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہننے اور بننے سنورنے کے تو شوقین ہوتے ہیں مگر صرف گھر کے باہر' دوسرے لوگوں کے سامنے۔ لیکن گھر میں اس چیز کا ذرا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ جب باہر' آفس' بازار یا کسی محفل میں جانا ہوتا ہے تو خوب بنتے سنورتے ہیں اور بہترین لباس پہن کر گھر سے باہر نکلتے ہیں لیکن گھر واپس آتے ہی استری کئے قیمتی لباس کو فوراً اتار کر میلے کچیلے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ ایسا کم ہی اتفاق ہوتا ہے کہ گھر میں بھی آرائش و زیبائش کا خیال رکھیں۔ صبح سو کر اٹھے تو یونہی الجھے بالوں اور چیپڑ لگی آنکھوں کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھ گئے۔ اگر اتفاق سے وہ ایک روز گھر سے باہر جانا نہ ہوا تو اسی طرح عجیب و غریب حلیہ بنائے رہیں گے۔ اور گھر میں اس طرح رہیں گے گویا کسی کی ان پر نظر ہی نہیں پڑے گی۔ صفائی اور آرائش و

زیبائش تو فقط گھر سے باہر یا دوسرے لوگوں کے لئے کی جاتی ہے۔ اپنے گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں!

برادرِ عزیز! جس طرح گندی، میلے کچیلے کپڑے پہنے بیوی آپ کو اچھی نہیں لگتی اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیوی گھر میں صاف ستھری اچھی حالت سے رہے تو یقین مانئے کہ وہ بھی آپ سے یہی توقع رکھتی ہے۔ اسے بھی بدوضع شوہر اچھا نہیں لگتا۔ وہ چاہتی ہے کہ اس کا شوہر ہمیشہ صاف ستھرا اور اسمارٹ نظر آئے۔

اگر آپ گھر میں خراب حلیہ بنائے رہیں گے اور آپ کی بیوی باہر اسمارٹ، صاف ستھرے مردوں کو دیکھے گی تو سوچے گی کہ یہ مرد کسی دوسری دنیا سے آئے ہیں۔ جب آپ کا ان سے مقابلہ کرے گی تو رنجیدہ ہوگی۔ آپ گھر میں صاف ستھرے عمدہ لباس پہن کر رہئے تاکہ آپ کی بیوی سمجھے کہ آپ بھی دوسروں سے کم نہیں ہیں اور اس کی محبت میں اضافہ ہو اور اس کا دل خوش رہے اور گھر سے اس کی دلچسپی قائم رہے۔ اور گمراہ ہونے سے محفوظ رہے۔ اصولی طور پر غیر مردوں اور گلی کوچوں کی عورتوں کے لئے زینت کرنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ ان سے آپ کو کیا مطلب البتہ بیوی کے سامنے جو کہ آپ کی شریکِ زندگی ہے اور آپ کو اس کی محبت کی ضرورت ہے، اچھی وضع قطع سے رہنا، خود آپ کے مفاد میں بھی ہے۔ دراصل میاں بیوی دونوں کے دلی سکون وچین سے ہی گھر میں خوشگوار فضا قائم رہ سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دینِ مبین اسلام میں مردوں کو تاکید کی گئی ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے آرائش اور زینت کریں۔

پیغمبرِ اکرمؐ فرماتے ہیں کہ "مرد پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کی غذا اور لباس کا انتظام کرے اور بری وضع وقطع سے اس کے سامنے نہ آئے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو گویا اس کا حق ادا کیا ہے۔" (۲۳۹)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مردوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کے سامنے قاعدے سے اور اچھی وضع قطع سے رہیں جس طرح کہ وہ پسند کرتے ہیں

کہ ان کی بیویاں ان کے لئے بنیں سنوریں۔" (۲۴۷)

حسن بن جہم کہتے ہیں: "حضرت ابو الحسنؑ کو میں نے دیکھا کہ خضاب لگائے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا آپؑ نے خضاب لگایا ہے؟ فرمایا' ہاں' قاعدے سے اچھی طرح رہنا' عورتوں کی عفت کا باعث ہوتا ہے۔ اور مردوں کا برے حلئے سے' بد وضع طریقے سے رہنا' سبب بنتا ہے کہ عورتیں اپنی عفت کھو بیٹھیں۔ پھر فرمایا: کیا تم کو اپنی بیوی کو بری وضع قطع میں دیکھنا اچھا لگے گا؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ بھی بالکل تمہاری جیسی ہوتی ہے۔" (۲۴۸)

امام رضاؑ فرماتے ہیں: "بنی اسرائیل کی عورتیں اسی وجہ سے اپنی عفت و عصمت گنوا بیٹھی تھیں کیونکہ ان کے مرد اچھی طرح قاعدے سے رہنے اور خوبصورتی کا لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ پھر فرمایا: جس بات کی توقع تم اپنی بیوی سے کرتے ہو' ویسی ہی توقع وہ تم سے کرتی ہیں۔" (۲۴۹)

اپنی بیوی کی تیمارداری کیجئے

میاں بیوی کو ہمیشہ ایک دوسرے کے تعاون اور اظہار محبت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ضرورت بعض موقعوں پر شدید تر ہو جاتی ہے۔ انسان کو بیماری اور پریشانی کے موقع پر ہمیشہ سے زیادہ توجہ اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیمار کے لئے جس قدر ڈاکٹر اور دوا ضروری ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ توجہ اور تیمارداری کی ضرورت ہوتی ہے۔ تسلّی و تشفّی اور نوازش سے بیمار کے اعصاب کو سکون ملتا ہے۔ اور یہ چیز اسے جینے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔ بیوی بیماری کے موقع پر اپنے شوہر سے متمنی ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرائے اور ماں باپ سے بڑھ کر اس کی تیمارداری کرے۔ اس کی نوازشیں اور ہمدردیاں' محبت و خلوص کی علامتیں سمجھی جاتی ہیں۔ ایک بیوی جو رات دن ایک خادمہ کی مانند گھر کے تمام کام کاج انجام دیتی ہے اور زحمتیں اٹھاتی ہے' بیماری کے موقع پر اپنے شوہر سے اس بات کی توقع کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ اس کے علاج و معالجہ کے لئے تگ و دو کرے اور اس کی تیمارداری کرے۔

ڈاکٹر اور دوا کا خرچہ' زندگی کی ان ضروریات اور نفقہ میں شامل ہے ۔ جس کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے۔

وہ عورت جو شب و روز بغیر کسی اجرت کے گھر میں زحمت اٹھاتی ہے کیا اس بات کی حقدار نہ ہوگی کہ بیماری کے موقعہ پر شوہر اس کے دوا علاج پر روپیہ پیسہ خرچ کرے؟ بعض مرد اس سلسلے میں ذرا بھی انصاف سے کام نہیں لیتے ہیں ایسے مرد جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔

جس وقت ان کی بیوی صحیح و سالم ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ اس کے وجود سے استفادہ کرتے ہیں لیکن جب بیمار ہو جاتی ہے تو اس کی صحت یابی کے لئے دوا علاج پر روپیہ خرچ کرنے میں ان کی جان جاتی ہے اور اگر بیماری طول پکڑ گئی یا زیادہ خرچ کرنا پڑے تو اس کو یوں ہی بغیر دوا علاج کے چھوڑ دیتے ہیں۔

کیا رسمِ وفا یہی ہے؟ کیا مردانگی کا تقاضا یہی ہے ______؟

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے:

"ایک عورت ____ نے اپنے شوہر کے خلاف شکایت درج کراتے ہوئے بتایا کہ میں نے مدتوں اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ نبھایا اور نہایت توجہ کے ساتھ اس کی خدمت کی۔ اب جبکہ میں بیمار ہو گئی ہوں مجھ کو گھر سے باہر نکال دیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بیمار بیوی نہیں چاہئے"۔ (۲۵۰)

برادرِ عزیز! اگر آپ کو اپنے خاندان سے تعلقِ خاطر ہے تو جب آپ کی بیوی بیمار ہو جائے تو اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے جایئے۔ ضروری دوائیں فراہم کیجئے۔ ڈاکٹر اور دوائیں ہی کافی نہیں ہیں بلکہ ایسے موقعہ پر مہربان والدین کی مانند اس کی تیمار داری کیجئے۔ وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آپ کے پاس آئی ہے اس امید کے ساتھ کہ اس نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کر دیا ہے کہ آپ اس کے ماں باپ سے زیادہ اس کے لئے مہربان ثابت ہوں گے ____ وہ آپ کی شریکِ زندگی' آپ کے بچوں کی ماں' اور آپ کی یار و مددگار ہے ۔ بیماری کے وقت پہلے سے زیادہ اس سے اظہارِ محبت و

ہمدردی کیجئے۔ تکلیف کی شدت سے کراہتی ہے یا چیخ چلاتی ہے تو غصہ نہ کیجئے بلکہ افسوس ظاہر کیجئے اسے تسلی و تشفی دیجئے۔ اس کو امید دلایئے۔ ڈاکٹر نے اس کے لئے جو غذائیں تجویز کی ہوں' ان کو فراہم کیجئے۔ اگر کسی خاص غذا یا پھل سے رغبت رکھتی ہو اور ڈاکٹر نے منع نہ کیا ہو تو جس طرح سے بھی ممکن ہو سکے اس کے لئے مہیا کیجئے۔ اپنے ہاتھ سے دوا اور کھانا کھلایئے کیونکہ آپ کا یہ فعل اس کی خوشی اور اس کے اعصاب کو تقویت پہنچانے کا باعث بنے گا۔ بچوں کی نگرانی کیجئے وہ شور نہ مچائیں۔ اپنا بستر اس کے بستر کے قریب بچھائیں اور رات کو پوری طرح اس کی دیکھ بھال کیجئے۔ رات میں اٹھ کر اس کی خبرگیری کیجئے اگر بیدار ہو تو اس کی احوال پرسی کیجئے۔ اگر آپ سوئیں تو ایک بچے یا نرس کی ڈیوٹی لگا دیجئے تاکہ ہمیشہ اس کے پاس ایک آدمی جاگتا رہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ تو پوری رات چین سے سوتے رہیں اور آپ کی بیوی شدتِ تکلیف سے کراہتی رہے۔

اگر آپ نے ایسے نازک موقعہ پر اپنی بیوی کی پوری طرح دیکھ بھال کی اور ایک محبت کرنے والے شوہر کا فرض ادا کر دیا تو یہ چیز اس کو حوصلہ عطا کرے گی آپ کی محبت و وفاداری پر اسے یقین کامل ہو جائے گا اور آپ سے اس کی محبت میں مزید اضافہ ہو گا صحت یاب ہونے کے بعد پہلے سے زیادہ دل بستگی کے ساتھ گھر کے فرائض انجام دے گی' آپ کی محبت و نوازش کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی۔

پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: "تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہو۔ میں اپنے اہل خاندان کی نسبت سب سے بہتر ہوں۔" (۲۵۱)

رسولِ خداؐ فرماتے ہیں: "جو شخص کسی بیمار کی صحت یابی کے لئے کوشش کرے خواہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو یا نہ ہو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ ایک انصاری نے دریافت کیا' یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر مریض خود اس کے گھر والوں میں سے ہو تو بھی اتنا ثواب ملے گا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔" (۲۵۲)

خاندان کے اخراجات

بیوی کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہے یعنی قانونی اور شرعی طور سے مرد اس بات کا ذمہ دار ہے کہ خاندان کے تمام اخراجات یعنی پوشاک' خوراک' مکان حتی کہ ڈاکٹر کی فیس اور دوا کا انتظام کرے اور اگر اس نے اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا یا کوتاہی کی تو شرعی اور قانونی لحاظ سے وہ اس امر کا جواب دہ ہو گا۔

بیوی بچوں کو ہمیشہ یہ کہہ کر ٹالا نہیں جاسکتا کہ "میرے پاس پیسہ نہیں ہے" انہیں ہر حال میں چاہئے ان کی خواہشوں اور مطالبات کی حد و انتہا نہیں ہوتی۔ رقابت کی حس' ان میں بہت قوی ہوتی ہے۔ اسی لئے مرد بے چون و چرا ان کے تمام مطالبات پورے نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایسا کرنا مناسب ہے۔

عقلمند مرد' گھر کے تمام اخراجات کا حساب لگاتا ہے۔ لوازمِ زندگی کی ضرورت کے مطابق درجہ بندی کرتا ہے۔ زندگی کی اوّلین ضروریات مثلاً خوراک و پوشاک کو سب چیزوں پر فوقیت دیتا ہے۔ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ آڑے وقت کے لئے بچا کر رکھتا ہے۔ آمدنی کا کچھ حصہ مکان کے کرایہ کے لئے یا مکان خریدنے کے لئے جمع کرتا ہے۔ کچھ حصہ بجلی' پانی' ٹیلیفون' ٹیکس اور بچوں کی اسکول فیس وغیرہ کے لئے رکھتا ہے۔ گھر کے ضروری ساز و سامان کو بھی مدِ نظر رکھتا ہے اور ساری ضروری چیزوں کے لئے اپنی آمدنی کے مطابق بجٹ بناتا ہے۔ اسراف و فضول خرچی سے گریز کرتا ہے۔

ایک مدبّر انسان اپنی چادر کے مطابق پیر پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر وہ خاندان جو اپنی آمدنی اور اخراجات کا بجٹ بنالیتے ہیں اور عقل و تدبّر کے ساتھ اپنی آمدنی کا لحاظ کر کے خرچ کرتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ قرض لینے یا دیوالیہ ہوجانے کی مصیبت سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ جلد ہی اپنی خوشحالی اور بہتر زندگی کے اسباب فراہم کرلیتے ہیں۔

خداوندِ کریم نے اقتصادیات اور میانہ روی کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں فرماتا ہے: "جو لوگ اس طرح خرچ کریں کہ نہ اسراف کریں اور نہ بخل سے کام لیں وہ لوگ اعتدال پسند ہوتے ہیں۔" (۲۵۳)

امام صادقؑ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنی آمدنی کا لحاظ رکھے میں ضمانت لیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہو گا۔" (۲۵۴)

امام جعفر صادقؑ ایک اور موقع پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "چار قسم کے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی ان میں سے ایک وہ ہیں جو اپنا مال بیکار تلف کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو روزی عطا کر' پس خدا فرماتا ہے "کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ اخراجات پر کنٹرول کرو۔" (۲۵۵)

عبد اللہ بن ابان کہتے ہیں: میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے خاندان پر بخشش کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا! اسراف اور کم خرچ کرنا دونوں مکروہ ہیں' میانہ روی سے کام لینا چاہئے۔" (۲۵۶)

عقلمند اور عاقبت اندیش انسان حتی الامکان قرض لینے اور قرض پر سامان خریدنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور غیر ضروری مصارف کے لئے اپنے آپ کو قرض کے بوجھ تلے نہیں دباتے۔ وہ پیسہ جو بینکوں یا دوسرے اداروں سے سود کی شرح پر قرض لے کر فراہم کیا جائے شرعی اور عقلی اعتبار سے پسندیدہ نہیں ہے۔

قسطوں پر چیزیں خریدنا' اگرچہ ممکن ہے زندگی کو بظاہر پر کشش بنا دے لیکن درحقیقت خاندان کی خوشی اور سکون کو سلب کرنے کا باعث بنتا ہے۔ قسطوں پر مکان' قسطوں پر فریج' قسطوں پر ٹی وی' قسطوں پر کار' قسطوں پر ٹیلی فون' قسطوں پر قالین وغیرہ وغیرہ۔ یہ کوئی زندگی ہوئی؟ آخر ایسا کیا ضروری ہے کہ انسان غیر ضروری اشیاء کو زیادہ قیمتوں پر خریدے اور قسطیں ادا کرنے کے لئے اپنی آمدنی کا ایک حصہ بینکوں اور دوسرے اداروں کے فنڈ میں بھرے۔ کیا یہ بہتر اور زیادہ مفید نہ ہو گا کہ ذرا صبر سے کام لے کر مالی حالت کچھ بہتر ہو جائے اس کے بعد وہی چیزیں کم قیمت پر نقد ادا کر کے خریدے؟

یہ درست ہے کہ روپیہ کمانا مشکل کام ہے اور انسان کی زندگی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے لیکن اس سے اہم بات روپیہ کو صحیح طریقے سے خرچ کرنا ہے۔ بہت سے ایسے

خاندان ہوتے ہیں جو اپنی اچھی آمدنی کے باوجود ہمیشہ پریشان اور مقروض رہتے ہیں۔

اس کے برعکس بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی معمولی آمدنی کے باوجود نہایت سکون واطمینان کے ساتھ آبرومندانہ طریقے سے زندگی گزارتے ہیں ان کی حالت ہر لحاظ سے اچھی اور اطمینان بخش ہوتی ہے۔

ان دونوں قسم کے گروہوں میں فرق یہی ہے۔ کہ اپنی آمدنی کو کس طرح سے خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا خاندان کی فلاح و بہبودی اسی نکتہ میں مضمر ہے کہ مرد نہایت احتیاط اور عقلمندی کے ساتھ یا ذاتی طور پر گھر کے اخراجات چلانے کی ذمہ داری لے اور اگر خرید و فروخت کا کام کسی دوسرے کے سپرد ہے تو اس کی نگرانی کرے۔

آخر میں ایک نکتے کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ احتیاط سے خرچ کرنا اچھی بات ہے اور خاندان کے مفاد میں ہے لیکن سخت گیری بھی اچھی چیز نہیں ہے۔ اگر مرد کی مالی حالت اچھی ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں پر اچھی طرح خرچ کرے۔ اپنی آمدنی کے مطابق ان کے عمدہ لباس خوراک اور آرام دہ رہائش کا بندوبست کرے۔

مال و دولت خرچ کرنے اور زندگی کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ہوتی ہے نہ کہ محض جمع کرنے اور اپنے پیچھے باقی چھوڑ دینے کے لئے۔ انسان کی زندگی سے اور اس کے بیوی بچوں کے رہن سہن اور غذا و لباس سے اس کی دولت و ثروت کا اظہار ہونا چاہئے۔

آخر اس سے کیا فائدہ کہ مرد دن رات کام کرے اور خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو تنگی میں ڈالے رکھے اور مال و پونجی جمع کر کے اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ جب تک زندہ رہے بیوی بچے عمدہ غذا اور اچھے لباس کے لئے ترستے رہیں اور غذا کی کمی کے سبب ہمیشہ بیمار یا کمزور رہیں اور اس کے مرنے کے بعد دولت کی تقسیم میں آپس میں لڑیں جھگڑیں۔

اگر خدا نے انسان کو دولت کی نعمت عطا کی ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی آمدنی کے

مطابق اپنے خاندان کا معیارِ زندگی بہتر بنائے۔ ان کے لئے قیمتی لباس اور غذا کا انتظام کرے اپنی آمدنی کے مطابق ہر فصل کے پھل ان کے لئے فراہم کرے۔

پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو مال و دولت کے اعتبار سے خوشحال ہو لیکن اپنے بچوں پر سخت گیری کرے۔" (۲۵۷)

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ فرماتے ہیں کہ "مرد کے اہل و عیال اس کے پاس اسیر کے مانند ہوتے ہیں پس خدا نے اس کو جو کچھ نعمت عطا کی ہے اسے چاہئے کہ اپنے اسیروں پر فراخدلی سے خرچ کرے۔ ورنہ ممکن ہے خدا اس سے نعمتیں چھین لے۔" (۲۵۸)

امام رضاؑ فرماتے ہیں: "مناسب یہ ہے کہ مرد اپنے اہل و عیال پر اچھی طرح خرچ کرے تاکہ وہ اس کی موت کا انتظار نہ کریں۔" (۲۵۹)

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "ہر جمعہ کو اپنے اہل و عیال کے لئے پھل مہیا کرو تاکہ وہ لوگ جمعہ آنے سے خوش ہوں۔" (۲۶۰)

گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کی مدد کیجئے۔

یہ صحیح ہے کہ گھر کے کاموں کی ذمہ داری عورتوں پر ہوتی ہے اور انھیں اس سے انکار بھی نہیں ہے لیکن اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہئے کہ امورِ خانہ داری آسان کام نہیں ہے۔

گھر کے کام اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ایک گھریلو خاتون شب و روز گھر کے کام انجام دیتی ہے اس کے بعد بھی بہت سے کام باقی رہ جاتے ہیں خصوصاً بعض خلافِ معمول موقعوں پر۔ مثلاً مہمانوں کی آمد سے کام بڑھ جاتے ہیں اور خاتونِ خانہ کو بے حد تھکا دیتے ہیں۔

گھر کے کام انجام دینے سے بیوی کو انکار نہیں ہے مگر وہ اپنے شوہر سے اس بات کی ضرور متمنی رہتی ہے کہ کبھی کبھی وہ اس کی مدد کر دیا کرے۔

جس وقت مرد گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ اس کی بیوی ہر طرف سے کاموں میں گھری ہوئی ہے تو یہ مناسب نہیں کہ خود جا کر ایک گوشے میں آرام کرے اور اس بات

کا انتظار کرے کہ اس کی بیوی فوراً چائے ' ناشتہ لے کر حاضر ہو گی۔ بلکہ محبت ' انسانیت اور خاندانی صلح و صفائی کا تقاضہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنی بیوی کی مدد کو بڑھے اور جو کام انجام دے سکتا ہو اسے کرے۔

یہ کوئی مردانگی کی بات نہیں ہے کہ گھر میں کسی کام میں ہاتھ نہیں لگائیں بلکہ بیٹھے بیٹھے حکم چلاتے اور اعتراضات اور روک ٹوک کرتے رہیں۔

گھر کوئی کمانڈ ہیڈ کوارٹر نہیں ہے بلکہ محبت و خلوص کا مرکز' باہمی تعاون اور ہم آہنگی کی جگہ ہے۔ یہ نہ سوچئے کہ اگر میں گھر میں کام کروں گا تو میری عظمت و بزرگی میں کمی آجائے گی اور میرا رعب و دبدبہ کم ہو جائے گا' جی نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ آپ کا یہ طرزِ عمل آپ کی بیوی کی نظروں میں آپ کی قدرو منزلت بڑھا دے گا اور دوسرے بھی آپ کو مہربان اور ہمدرد انسان تصور کریں گے۔

پیغمبرِ اسلامؐ اپنی اتنی عظمت و بزرگی اور اعلٰی مقام کے باوجود گھر میں کام کرتے تھے۔(۳۴۱)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ "جب رسول خداؐ کو فرصت ہوتی تو اپنا لباس خود سیتے تھے اپنے جوتوں کی مرمت کرتے تھے اور دوسرے عام مردوں کی طرح گھر میں کام کرتے تھے۔"(۳۴۲)

اسی طرح حضرت علی بن ابی طالبؑ اور دوسرے ائمہ معصومینؑ امورِ خانہ داری میں اپنی بیویوں کی مدد کرتے تھے۔

گھر جلدی آیا کریں

مرد جب تک شادی نہیں کرتا آزاد ہے' چاہے گھر دیر سے آئے یا جلدی لیکن جب شادی ہو جائے تو اپنا پروگرام ضرور تبدیل کرنا چاہئے اور جلدی گھر آنا چاہئے۔

شوہر کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ اس کی بیوی صبح و شام گھر میں زحمت اٹھاتی رہتی ہے۔ گھر کے کام انجام دے کر' کھانا پکا کر' کپڑے دھو کر' اور گھر کو صاف ستھرا کر کے' اب اپنے شوہر کی منتظر ہے کہ اس کا شوہر آئے تو دونوں ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں۔

اور انس و محبت کی لذت سے محظوظ ہوں۔ بچے بھی باپ کے منتظر رہتے ہیں۔ یہ چیز انسانیت اور انصاف سے بعید ہے کہ مرد رات کو سیرو تفریح کے لئے یا کسی کے یہاں وقت گزارنے یا گپ لڑانے کے لئے چلا جائے اور بے چاری بیوی اور بچے اس کے انتظار میں بیٹھے رہیں...!!

کیا شوہر کا فرض بس اتنا ہی ہے کہ بیوی کو غذا اور لباس فراہم کردے؟ بیوی شریکِ زندگی ہوتی ہے نہ کہ بغیر تنخواہ واجرت کے خادمہ۔ وہ شوہر کے گھر اس لئے نہیں آتی ہے کہ شب و روز محنت و مشقت کرے اور بدلے میں ایک ٹکڑا سوکھی روٹی کھالے۔ بلکہ یہ امید لے کر آتی ہے کہ دونوں دائمی طور پر ایک دوسرے کے مونس و غمگسار اور ساتھی و ہمدرد بن کر زندگی گزاریں گے بعض مرد انسانیت اور جذبات سے بالکل عاری ہوتے ہیں اور بالکل انصاف سے کام نہیں لیتے اپنی پاک دامن اور باعصمت بیوی اور معصوم بچوں کو گھر میں چھوڑ دیتے ہیں اور خود آدھی آدھی رات تک گھر سے باہر عیاشی اور سیرو تفریح میں گزار دیتے ہیں۔

وہ روپیہ پیسہ جسے گھر میں خرچ ہونا چاہئے گھر سے باہر تلف کر دیتے ہیں۔ دراصل ان بے چاروں نے ابھی تک حقیقی محبت و انس کی لذت کو درک نہیں کیا ہے یہ فضول اور بیہودہ عیش و عشرت کو تفریح سمجھتے ہیں۔ انہیں ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ اس طرزِ عمل سے وہ اپنی حیثیت و آبرو کو خاک میں ملائے دے رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان ایک ہوس باز آوارہ مشہور ہو جاتے ہیں۔

اپنی بھی مٹی پلید کرتے ہیں اور بیچارے بیوی بچوں کی بھی۔ آخرکار تنگ آکر ان کی بیویاں علیحدگی اور طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہیں اور شادی شدہ زندگی کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں۔ عبرت کے لئے ذیل کے واقعات پر توجہ فرمایئے:۔

"ایک شخص جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی عدالت میں کہا: شادی کے ابتدائی ایام میں جوانی کے نشے میں ہر شب اپنی بیوی کو گھر میں تنہا چھوڑ کر اپنے خراب دوستوں کے ساتھ سیرو تفریح اور عیش و عشرت کی خاطر گھر سے باہر چلا جاتا اور صبح کے

قریب واپس آتا۔ میری جوان بیوی نے میری ان حرکتوں سے عاجز آکر مجھ سے طلاق لے لی۔ ہمارے دس بچے تھے۔ یہ طے ہوا کہ مہینے میں دو مرتبہ میں ان کو دیکھوں گا۔ کافی دن تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن اب ایک مدت سے وہ مجھ سے متنفر ہو گئے ہیں اور میں بچوں کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین ہوں"۔(۲۴۳)

ایک عورت کہتی ہے۔ تنہائی سے میں بے حد عاجز آچکی ہوں۔ میرے شوہر کو میری اور میری جان لیوا تنہائی کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ہر روز آدھی رات تک گھر سے باہر سیر و تفریح میں وقت گزارتا ہے۔(۲۴۴)

جناب محترم! آپ بیوی بچوں والے ہیں اب آپ کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ پہلے کی طرح آزادانہ گھومتے پھریں۔ اپنے مستقبل اور اپنے خاندان کی فکر کیجئے۔ اب آوارہ گردی اور عیاشی سے دستبردار ہو جایئے۔ اپنے نامناسب دوستوں سے دامن چھڑا لیجئے۔ کام سے فارغ ہو کر سیدھے گھر آیا کیجئے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھئے۔ اور زندگی کا حقیقی لطف اٹھایئے۔ فرض کیجئے آپ اچھے دوستوں کے درمیان اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کی محفل میں وقت گزارتے ہوں لیکن نصف شب تک گھر سے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ آپ کے لئے یہ چیز ہرگز فائدہ بخش نہیں ہوگی بلکہ آپ کی زندگی کو متلاطم کر دے گی۔

وفادار بنئے

جب مرد اور عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں تو ان کی انفرادی زندگی ایک مشترک اجتماعی زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے اس مقدس بندھن کے معنی یہ ہیں کہ میاں بیوی اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ آخر عمر تک دونوں ساتھ زندگی گزاریں گے اور دونوں باہمی طور پر زندگی کا نظم و نسق چلائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ایک دوسرے کے آرام و آسائش کے لئے کوشش کریں گے ایک دوسرے کے مونس و غمخوار اور ساتھی ہوں گے۔ جوانی اور بڑھاپے' توانائی اور ناتوانی' صحت و سلامتی اور دکھ بیماری میں' سختیوں اور خوشحالی' غرض کہ اچھے برے ہر حال میں ایک دوسرے کا

اور انس و محبت کی لذت سے محفوظ ہوں۔ بچے بھی باپ کے منتظر رہتے ہیں۔ یہ چیز انسانیت اور انصاف سے بعید ہے کہ مرد رات کو سیرو تفریح کے لئے یا کسی کے یہاں وقت گزارنے یا گپ لڑانے کے لئے چلا جائے اور بے چاری بیوی اور بچے اس کے انتظار میں بیٹھے رہیں...!!

کیا شوہر کا فرض بس اتنا ہی ہے کہ بیوی کو غذا اور لباس فراہم کر دے؟ بیوی شریکِ زندگی ہوتی ہے نہ کہ بغیر تنخواہ و اجرت کے خادمہ۔ وہ شوہر کے گھر اس لئے نہیں آتی ہے کہ شب و روز محنت و مشقت کرے اور بدلے میں ایک ٹکڑا سوکھی روٹی کھا لے۔ بلکہ یہ امید لے کر آتی ہے کہ دونوں دائمی طور پر ایک دوسرے کے مونس و غمگسار اور ساتھی و ہمدرد بن کر زندگی گزاریں گے بعض مرد انسانیت اور جذبات سے بالکل عاری ہوتے ہیں اور بالکل انصاف سے کام نہیں لیتے اپنی پاک دامن اور باعصمت بیوی اور معصوم بچوں کو گھر میں چھوڑ دیتے ہیں اور خود آدھی آدھی رات تک گھر سے باہر عیاشی اور سیرو تفریح میں گزار دیتے ہیں۔

وہ روپیہ پیسہ جسے گھر میں خرچ ہونا چاہئے گھر سے باہر تلف کر دیتے ہیں۔ دراصل ان بے چاروں نے ابھی تک حقیقی محبت و انس کی لذت کو درک نہیں کیا ہے یہ فضول اور بیہودہ عیش و عشرت کو تفریح سمجھتے ہیں۔ انہیں ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ اس طرزِ عمل سے وہ اپنی حیثیت و آبرو کو خاک میں ملائے دے رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان ایک ہوس باز آوارہ مشہور ہو جاتے ہیں۔

اپنی بھی مٹی پلید کرتے ہیں اور بیچارے بیوی بچوں کی بھی۔ آخر کار تنگ آکر ان کی بیویاں علیحدگی اور طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہیں اور شادی شدہ زندگی کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں۔ عبرت کے لئے ذیل کے واقعات پر توجہ فرمایئے:۔

"ایک شخص جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی عدالت میں کہا: شادی کے ابتدائی ایام میں جوانی کے نشے میں ہر شب اپنی بیوی کو گھر میں تنہا چھوڑ کر اپنے خراب دوستوں کے ساتھ سیرو تفریح اور عیش و عشرت کی خاطر گھر سے باہر چلا جاتا اور صبح کے

قریب واپس آتا۔ میری جوان بیوی نے میری ان حرکتوں سے عاجز آکر مجھ سے طلاق لے لی۔ ہمارے دس بچے تھے۔ یہ طے ہوا کہ مہینے میں دو مرتبہ میں ان کو دیکھوں گا۔ کافی دن تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن اب ایک مدت سے وہ مجھ سے متنفر ہو گئے ہیں اور میں بچوں کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین ہوں"۔ (۲۴۳)

ایک عورت کہتی ہے۔ تنہائی سے میں بے حد عاجز آچکی ہوں۔ میرے شوہر کو میری اور میری جان لیوا تنہائی کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ہر روز آدھی رات تک گھر سے باہر سیرو تفریح میں وقت گزارتا ہے۔ (۲۴۴)

جناب محترم! آپ بیوی بچوں والے ہیں اب آپ کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ پہلے کی طرح آزادانہ گھومتے پھریں۔ اپنے مستقبل اور اپنے خاندان کی فکر کیجئے۔ اب آوارہ گردی اور عیاشی سے دستبردار ہو جایئے۔ اپنے نامناسب دوستوں سے دامن چھڑا لیجئے۔ کام سے فارغ ہو کر سیدھے گھر آیا کیجئے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھئے۔ اور زندگی کا حقیقی لطف اٹھایئے۔ فرض کیجئے آپ اچھے دوستوں کے درمیان اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کی محفل میں وقت گزارتے ہوں لیکن نصف شب تک گھر سے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ آپ کے لئے یہ چیز ہرگز فائدہ بخش نہیں ہو گی بلکہ آپ کی زندگی کو متلاطم کر دے گی۔

وفادار بنئے

جب مرد اور عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں تو ان کی انفرادی زندگی ایک مشترک اجتماعی زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے اس مقدس بندھن کے معنی یہ ہیں کہ میاں بیوی اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ آخر عمر تک دونوں ساتھ زندگی گزاریں گے اور دونوں باہمی طور پر زندگی کا نظم و نسق چلائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ایک دوسرے کے آرام و آسائش کے لئے کوشش کریں گے ایک دوسرے کے مونس و غمخوار اور ساتھی ہوں گے۔ جوانی اور بڑھاپے' توانائی اور ناتوانی' صحت و سلامتی اور دکھ بیماری میں' سختیوں اور خوشحالی' غرض کہ اچھے برے ہر حال میں ایک دوسرے کا

ساتھ نبھائیں گے۔

انسانیت اور شرافت کا تقاضہ یہ ہے کہ میاں بیوی آخر عمر تک اس مقدس پیمان کو نبھاتے رہیں اور زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے عہد کو فراموش نہ کریں۔ ایک لڑکی جو عین جوانی اور شباب کے دور میں' جبکہ اس کے بہت سے خواستگار ہوتے ہیں' سب سے دامن جھٹک کر اپنی ہستی کو صرف اپنے شوہر کے لئے مخصوص کر دیتی ہے اور یہ امید کرتی ہے کہ ساری زندگی اپنے شوہر کی پناہ میں بسر کرے گی۔ یہ چیز مردانگی کے خلاف ہے کہ عمر ڈھل جانے اور خوبصورتی و شادابی میں کمی آجانے کے بعد وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری بساط بچھانے یا عیاشی کرنے کی فکر کرے۔

ناداری اور تنگدستی کے وقت بیوی ساتھ نبھاتی رہی اور اس کے گھر میں زحمتیں اٹھاتی رہی' کبھی آدھا پیٹ کھایا' اس امید میں کہ ان کی زندگی میں بھی کبھی اچھے دن آئیں گے اور آخر عمر اطمینان و فارغ البالی سے گزرے گی۔ یہ رسمِ وفا نہیں ہے کہ جب مرد کی مالی حالت بہتر ہو جائے اور کچھ مال و دولت جمع کرلے تو دوسری بیوی لانے کا سودا سما جائے۔ یا بیوی کو گھر میں چھوڑ کر عیش و عشرت اور موج اڑانے لگے۔

یہ کون سی انسانیت ہے کہ سلامتی اور توانائی کی حالت میں بغیر کسی تنخواہ و اجرت کے' بیوی کئی کئی خدمت گاروں کے برابر شوہر کے گھر میں تنہا زحمت اٹھاتی رہی۔ لیکن جب بیمار اور کمزور ہو جائے تو اس کو چھوڑ کر خود مستی مارنے کی فکر میں لگ جائے۔ حالانکہ ایسے وقت میں شوہر کا فرض ہے کہ ناتوانی اور کمزوری کی حالت میں اس کی مدد کرے اور اس سے ہمدردی کرے اسے تسلی دلائے۔ واقعاً" بعض مرد مردانگی اور احساسات و جذبات سے یکسر عاری ہیں' جب تک ان کی بیوی جوان' صحیح و سالم اور خوبصورت اور شاداب رہتی ہے اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہے لیکن بعد میں جب اس کی جوانی اور شادابی میں کمی آجاتی ہے تو اس کو چھوڑ کر عیاشی میں پڑ جاتے ہیں یا نہایت فضول بہانے کر کے اس کو طلاق دے دیتے ہیں۔

ذیل کے سچے واقعات پر توجہ فرمایئے:

"ایک مرد اپنی بیوی کو منحوس کہہ کر طلاق دے دیتا ہے کیوں کہ شادی کے بعد اس کے باپ کا انتقال ہو گیا اور ماموں کا دیوالیہ نکل گیا۔"(۳۶۵)

"ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: اس سے بہتر وجہ کیا ہو سکتی ہے کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے' حالانکہ اس نے محبت کر کے شادی کی تھی۔"(۳۶۶)

"ایک عورت نے..... اپنے شوہر کے خلاف شکایت کی کہ مدتوں میں نے اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔ اور نہایت خلوص و محبت کے ساتھ اس کی خدمت کی۔ اب جبکہ میں بیمار ہو گئی ہوں مجھ کو گھر سے نکال دیا اور کہتا ہے کہ مجھے بیمار بیوی نہیں چاہئے۔"(۳۶۷)

عالی جناب! آپ حیوان نہیں ہیں کہ آپ کے سر میں سوائے خود غرضی' پیٹ بھرنے اور شہوت رانی کے اور کچھ نہیں سماتا۔ آپ انسان ہیں' انسان کو رحم' شفقت و مہربانی اور ایثار و قربانی جیسی صفات کا حامل ہونا چاہئے۔ ایک معصوم لڑکی نے آپ کی خاطر' اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اپنی جوانی و شادابی اور عفت و عصمت کو آپ کے سپرد کر دیا۔ ایک خدمت گار سے بڑھ کر آپ کے گھر میں زحمتیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ ہر حال میں آپ کا ساتھ دیا۔ ہر طرح کا رنج و محرومی برداشت کی۔ کیا یہ سزاوار ہے کہ آپ اس کو چھوڑ کر عیاشی کی فکر میں پڑ جائیں؟ اپنے اس طرز عمل سے آپ اس پر ظلم و ستم ڈھا رہے ہیں اور ستم گار کو اسی دنیا میں اس کے اعمال کی سزا مل جاتی ہے۔ اگر آپ کسی اور عورت کے ساتھ عیاشی کرتے ہیں تو چند لمحوں کی لذت کی خاطر سینکڑوں ذہنی پریشانیوں اور الجھنوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔ آپ کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی اور لوگوں میں آپ خود غرض اور بے رحم مشہور ہو جائیں گے۔ آپ کے بچے آپ کی اس حرکت سے رنجیدہ خاطر ہو جائیں گے اور ہر روز آپ کی پریشانی اور الجھن میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اگر آپ کی بیوی بیمار ہے تو اس کا علاج کرائیے تاکہ صحت یاب اور صحیح و سالم ہو جائے۔ اگر اس کا مرض لاعلاج ہے تو اپنی

مرادنگی اور ایثار و فداکاری کا ثبوت دیجئے اور جب تک وہ زندہ رہے دوسری شادی نہ کیجئے۔

کیا آپ کا ضمیر آپ کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک مریض جو اپنی بیماری کے سبب خود ہی دکھی اور پریشان ہے اسے آپ مزید رنج پہنچائیں؟ اگر آپ اس کی جگہ ہوتے اور بیماری اور سختی میں مبتلا ہوتے تو اس سے کیا توقع رکھتے؟ وہی توقع وہ آپ سے رکھتی ہے۔

ایسی حالت میں کہ آپ بیمار ہوں اور آپ کی بیوی آپ سے علیحدگی کا مطالبہ کرے تو کیا اس کا یہ فعل درست ہو گا؟ آپ اور دوسروں کی نظر میں ایک خود غرض اور بے وفا عورت شمار ہو گی۔ اگر وفاداری اور ایثار کی آپ کی نظر میں کچھ قدر و منزلت ہے تو آپ بھی وفاداری سے کام لیجئے۔

تعلیم و تربیت

ایک لڑکی جب شوہر کے گھر بیاہ کر آتی ہے تو اس پر اس گھر کو چلانے کی ذمہ داری آن پڑتی ہے۔ ایک گھر کا نظم و نسق چلانے کے لئے مختلف باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کھانا پکانا' کپڑے دھونا' صفائی کرنا' استری کرنا' سلائی کرنا' گھر کے ساز و سامان کو قرینے سے رکھنا' مہمان نوازی کے آداب' ملنے جلنے کے آداب' شوہر کی دیکھ بھال اور بچہ کی نگہداشت اور اس قسم کے دوسرے کاموں سے واقف ہونا چاہئے۔ شوہر اپنی نئی نویلی دلہن سے توقع رکھتا ہے کہ وہ یہ سارے کام جانتی ہو گی اور ایک مکمل تربیت یافتہ عورت ہو گی۔ لیکن افسوس یہ ساری توقعات خاک میں مل جاتی ہیں اور نئی دلہن یا تو آداب زندگی سے بالکل ہی نابلد ہوتی ہے یا اس کی معلومات محدود ہوتی ہیں۔

اب کیا کریں؟ ہمارے سماج کی یہ بھی ایک بڑی خامی ہے۔ نہ ماں باپ اپنی لڑکی کو آداب زندگی سکھاتے ہیں اور نہ ہی اسکول و کالج کے نصاب میں اس قسم کی تعلیم و تربیت دینا شامل ہوتا ہے۔ حالانکہ بجائے بے فائدہ چیزیں سکھانے کے لڑکیوں کو آداب زندگی کی تعلیم دی جائے تو ان کے کام بھی آئے گی۔ بہرحال کوئی چارہ ہی نہیں لہٰذا اس

کے علاج کی فکر کرنی چاہئے۔ مرد چونکہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرے اس لئے ناچار ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کرے۔ تاکہ اس کی خامیاں دور ہو جائیں۔ عموماً شوہر عمر میں اپنی بیوی سے بڑا ہوتا ہے اس لئے اس کے تجربات اور اطلاعات بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

اگر ذرا صبر و حوصلے سے کام لے تو بیوی کی خامیوں کو دور کر کے اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کر سکتا ہے۔ جن کاموں سے وہ واقف ہے انھیں نہایت نرمی اور شیریں بیانی کے ساتھ اسے سکھائیے۔ اس سلسلے میں گھر کی تجربہ کار خواتین مثلاً ماں' بہن' خالہ' پھوپھی وغیرہ کی مدد لی جا سکتی ہے۔ کھانا پکانے' خانہ داری' مہمان داری' شوہرداری' طرزِ معاشرت اور ملنے جلنے کے آداب وغیرہ سے متعلق کتابیں اسے پڑھنے کے لئے دینی چاہئیں۔ اخلاقی کتابیں پڑھنے کی اسے ترغیب دلانی چاہئے۔ اگر دیکھے کہ بیوی بداخلاق اور غیر مہذب ہے تو ہمدردی اور نرمی کے ساتھ اسے سمجھانا چاہئے لیکن مہربانی اور ہمدردی کے انداز میں خلوص و نرمی کی ساتھ' نہ کہ اعتراض' لعن طعن کے ساتھ کیوں کہ ایسی صورت میں نتیجہ برعکس برآمد ہو سکتا ہے۔

مرد اگر شادی کے شروع کے ایک دو سال ذرا صبر و حوصلہ سے کام لے اور عقل و تدبر کے ساتھ اپنی بیوی کی تعلیم و تربیت پر کمرِ ہمت باندھ لے تو اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کر سکتا ہے۔ خواہ سو فیصدی کامیابی نہ ہو لیکن بلاشک کسی حد تک اس کی خامیوں کو دور کر سکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ اس کام کے لئے وقت اور صبر و حوصلہ درکار ہے لیکن اس سلسلے میں جس قدر محنت کرے گا خود اس کے مفاد میں ہو گا۔ کیوں کہ اپنی شریکِ زندگی اور اپنے بچوں کی سرپرست کی تکمیل کر کے آخر عمر تک اس عمل کے ثمرات سے بہرہ مند ہو گا۔

ایک اہم امر جس پر مرد کو توجہ دینی چاہئے وہ یہ ہے کہ اس کی نئی نویلی دلہن ایک مسلمان لڑکی ہے اور قاعدے سے اس کو دینِ اسلام کے احکام و قوانین سے واقف ہونا

چاہئے۔ لیکن اکثر لوگ اسلام کے شرعی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں حتیٰ کہ اسلام کی ابتدائی تعلیمات مثلاً نماز' روزہ' غسل اور تیمم وغیرہ جیسے بنیادی احکامات سے بھی بعض لڑکیاں ناواقف ہوتی ہیں۔ البتہ یہ ماں باپ کا فرض ہے کہ اپنی لڑکیوں کو اسلام کے احکام و قوانین سے روشناس کرائیں اور واجب احکام یاد کرائیں لیکن اب جبکہ انہوں نے اس سلسلے میں کوتاہی کی ہے اور سادہ لوح بے گناہ لڑکی کو تعلیم دیئے بغیر شادی کے بندھن میں باندھ دیا ہے تو یہ اہم اور سنگین فریضہ شوہر پر عائد ہوتا ہے کہ اس کو دینی مسائل سے روشناس کرائے اور اسلام کے واجبات اور محرمات یعنی واجب اور حرام چیزوں کے بارے میں بتائے۔ اس کی عقل و فہم کے مطابق اس کو اسلامی اخلاق و عقائد کی تعلیم دے۔ اگر آپ خود اس کام کو انجام دے سکیں تو کیا کہنے۔ اس کے علاوہ اہل علم سے مشورہ کر کے سودمند اور علمی و اخلاقی و دینی کتابیں اور رسالے مہیا کر کے اسے پڑھنے کی ترغیب دلایئے۔ اسلامی دینی مسائل کی کتاب اس کو پڑھنے کو دیجئے۔ ضرورت ہو تو ایک قابلِ اعتماد اور عالم و دیندار استاد کو اس کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیجئے۔

بہرحال بیوی کو اچھی باتوں کی طرف راغب کرنا اور منکرات سے روکنا' اور اس کی رہنمائی کرنا شوہر کا فرض ہے اگر اس نے اپنے اس فریضے کو ادا کیا تو ایک دیندار' نیک و مہربان' خوش اخلاق اور دانا بیوی کی ہمراہی میں زندگی بسر کرے گا اور اخروی ثواب کے علاوہ اس دنیا میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہو گا اور اگر اپنے اس فریضے کی انجام دہی میں کوتاہی کی تو اس دنیا میں ایک ضعیف الایمان اور لاعلم بیویٔ کا ساتھ رہے گا جو دینی و اخلاقی اصولوں سے بے بہرہ ہو گی اور قیامت میں بھی خداوند قہار اس سلسلے میں بازپرس کرے گا۔ خداوندِ بزرگ و برتر قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"اے ایماندارو! خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔" (۳۶۸)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "جس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اس کو سن کر ایک مسلمان رونے لگا اور بولا میں خود اپنے نفس کو آگ سے محفوظ رکھنے سے عاجز

ہوں چہ جائیکہ اس پر مجھے یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ اپنے خاندان والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤں۔ پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا: "اسی قدر کافی ہے کہ جن کاموں کو تم انجام دیتے ہو انہی کو کرنے کو ان سے کہو اور خود جن کاموں کو تمھیں چاہئے ترک کرو ان سے انھیں روکتے رہو۔" (۲۶۹)

پیغمبرِ اکرمؐ نے فرمایا: "مرد کو خاندان کا سرپرست مانا گیا ہے۔ ہر سرپرست کے ذمہ اپنے ماتحتوں کی نسبت ذمہ داری ہوتی ہے۔" (۲۷۰)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو یاددہانی کرائی ہے کہ "قبل اس کے کہ وہ (شوہر) تمھیں برے کام کرنے پر مجبور کریں تم انھیں نیک کام کرنے کی ترغیب دلاؤ۔" (۲۷۱)

بچوں کی پیدائش

ایک چیز جو کبھی کبھی میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے وہ ہے بچہ کی پیدائش۔ یہ اختلاف کبھی اس موضوع پر ہوتا ہے کہ بیوی بچہ چاہتی ہے اور شوہر بطور کلی اس کا مخالف ہوتا ہے یا کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ یہ اختلاف کبھی اس قدر شدت اختیار کر جاتا ہے کہ ضد اور کشمکش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس کا خاتمہ طلاق پر ہوتا ہے۔

...نام کی ایک خاتون نے خاندان کی حمایت کرنے والی عدالت میں کہا کہ: میں نے ۲۷ سال کی عمر میں اپنی پسند سے یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ایک مرد سے جو کہ ایران کی ایک یونیورسٹی میں استاد ہے' شادی کی۔ اور میں بہت خوش و خرم تھی۔ لیکن میرا شوہر بچہ پیدا کرنے کا سخت مخالف ہے۔ اس کی اس بات نے مجھے سخت مضطرب اور پریشان کر دیا ہے۔ اصولی طور پر جبکہ ہم دونوں صحیح و سالم ہیں اور بچہ پیدا کر سکتے ہیں۔ روپیہ پیسہ کی بھی ہمارے پاس کمی نہیں ہے غرض کہ ہر لحاظ سے ہم اس قابل ہیں کہ کم سے کم دو بچوں کی پرورش آسانی سے کر سکیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا شوہر بچے کی پیدائش کی اس قدر شدت سے مخالفت کیوں کرتا ہے۔ حالانکہ اسے بچے برے نہیں

لگتے اپنی بہن اور دوستوں کے بچوں کو اس قدر والہانہ طریقے سے پیار کرتا ہے کہ جو اسے دیکھے سمجھے گا بیچارہ بچوں کا بھوکا ہے۔ اب میری عمر ۳۰ سال ہو گئی ہے اور دنیا کی ہر عورت ماں بننے کی آرزو مند ہوتی ہے۔ میرا شوہر میری اس آرزو سے واقف ہے مگر اس کے باوجود کہتا ہے بچے ہمارے درمیان مزاحم ہو گا اور ہماری پریشانی کا باعث بنے گا۔ مختصر یہ کہ اس قسم کے غیر منطقی دلائل پیش کرتا ہے۔

اس خاتون نے اتنا کہہ کر بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں پر قابو پایا مگر ظاہر ہوتا تھا کہ اس کو اس بات کا شدید صدمہ ہے اور یہ بات ان کے درمیان اس حد تک اختلاف کا سبب بن گئی ہے کہ دونوں علیحدہ ہونے پر راضی ہو گئے ہیں تاکہ وہ خاتون دوسری شادی کرکے اپنی ماں بننے کی آرزو کی تکمیل کر سکے اور ڈاکٹر صاحب اپنی علمی تحقیقات انجام دیتے رہیں۔(۲۷۲)

بچے کی خواہش ہر انسان بلکہ ہر حیوان کی ایک فطری آرزو ہے۔ بچے کا وجود' انسان کی شادی شدہ زندگی کا بہترین ثمر اور بہترین یادگار شمار کیا جاتا ہے۔ اگر انسان صاحب اولاد ہو تو اس کی موت سے اس کی زندگی کی یادیں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ گویا اس کی عمر بہت طویل ہو جاتی ہے۔

لاولد انسان اپنے آپ کو بے وارث اور تنہا محسوس کرتا ہے اور یہ احساس بڑھاپے میں شدید تر ہو جاتا ہے۔ بچے کا وجود خاندانی زندگی کو گرم اور پر لطف بناتا ہے۔ جس گھر میں بچہ نہ ہو اس گھر میں ویرانی برستی ہے۔ جوش و ولولہ کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ بے اولاد جوڑوں کو ہمیشہ رشتہ ازدواج منقطع ہو جانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "شائستہ اولاد' انسان کی سعادت کا باعث بنتی ہے۔"(۲۷۳)

پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: "زیادہ اولاد پیدا کرو تاکہ قیامت کے روز' تمہارے وسیلے سے تمام امتوں پر فخر کروں۔"(۲۷۴)

جی ہاں! اولاد سے محبت ایک فطری امر ہے لیکن بعض انسان آئین فطرت سے

منحرف ہو کر ایک قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کبھی فقر و تنگدستی کا بہانہ کرتے ہیں۔ حالانکہ روزی کی ضمانت خدا نے لی ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے روزی پہنچاتا ہے۔

بکر بن صالح کہتے ہیں: حضرت ابوالحسنؑ کو میں نے لکھا کہ پانچ سال سے بچے پیدا کرنے سے گریز کر رہا ہوں کیوں کہ میری بیوی راضی نہیں۔ کہتی ہے چونکہ ہم تہی دست ہیں اس لئے بچے کی پرورش کرنا مشکل ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت نے مجھ کو لکھا کہ بچے کی پیدائش سے مانع نہ ہو کیوں کہ خدا روزی پہنچانے والا ہے۔ حتیٰ کہ کبھی خدا بچے کے وجود کی برکت سے ماں باپ کی روزی میں اضافہ کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو بچوں کی پیدائش سے قبل پریشانی اور تنگدستی میں مبتلا تھے مگر بعد میں خوشحال ہو گئے۔ بعض لوگ بچے کے وجود کو آزادی میں رکاوٹ اور مزاحمت سمجھتے ہیں حالانکہ بچہ نہ صرف یہ کہ مزاحم نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کے لئے تفریح اور دل بہلانے کا بہترین وسیلہ ہوتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ بچے کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں بہت زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن چونکہ یہ ایک فطری عمل ہے اس لئے اس کو برداشت کرنا مشکل نہیں ہے بلکہ منفعت بخش ہوتا ہے۔ حقیقتاً وہ جوڑے کس قدر خود غرض' ضدی اور کوتاہ فکر ہوتے ہیں جن کے درمیان بچے پیدا کرنے کا مسئلہ باہمی نزاع کا سبب بن جاتا ہے اور اس کی خاطر ازدواجی زندگی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالتے ہیں۔

کیا ایک مرد وہ بھی دانشور کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بچہ پیدا کرنے کی' جو کہ ماں باپ کی ایک فطری آرزو ہوتی ہے' مخالفت کرے اور اس بات پر اسے اس قدر شدید اصرار ہو کہ شادی شدہ زندگی کی بنیادوں کو درہم برہم کرنے پر تیار ہو جائے۔ کچھ لوگوں کے یہاں بچہ کی پیدائش کے مسئلہ پر اختلاف نہیں ہوتا لیکن دیر یا جلدی کے مسئلہ پر اختلاف ہوتا ہے۔

بیوی یا میاں کوئی ایک کہتا ہے کہ جوانی کے دور کو خوشی اور آزادی و بے فکری کے ساتھ گزارنا چاہئے- بچے کا وجود آزادی میں مانع ہوتا ہے- جوانی کے ایام میں بچے کی پیدائش سے گریز کرنا چاہئے البتہ آخر عمر میں ایک دو بچے ہو جائیں تو کوئی بات نہیں - لیکن ان میں سے دوسرے کو اس بات سے اختلاف ہوتا ہے اور یہی اختلاف لڑائی جھگڑے اور کشمکش کا باعث اور کبھی کبھی علیحدگی و طلاق کا سبب بن جاتا ہے- ایک بات کی یاددہانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اگر انسان اولاد چاہتا ہے تو بچے جتنے جلدی ہو جائیں اتنا ہی بہتر ہے- کیونکہ جوانی کے دور کی اولاد، بڑھاپے کے دور کی اولاد سے بہتر ہوتی ہے- اول تو یہ کہ ایسے بچے عموماً زیادہ تندرست و توانا ہوتے ہیں دوسرے چونکہ زیادہ مدت تک ماں باپ کے ساتھ رہنے کا موقع ملتا ہے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت زیادہ بہتر طریقے سے ہو سکتی ہے- اس کے برخلاف بڑھاپے کی اولاد عموماً تعلیم و تربیت سے بالکل محروم ہو جاتی ہے اور ماں باپ کی موت یا ان کے معذور ہو جانے کے باعث اکثر بدبخت اور دوسروں کی دست نگر ہو جاتی ہے-

تیسرے یہ کہ جوانی میں پیدا ہونے والے بچے جب تک ان کے ماں باپ بوڑھے اور ریٹائرڈ ہوں، ایک مقام و منصب حاصل کر لیتے ہیں- اس طرح بڑھاپے اور ناتوانی کے زمانے میں ماں باپ اپنی اولاد کی مدد سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں- بہر حال اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جوانی میں اولاد کی پیدائش، بڑھاپے کے دور سے بہتر ہے- لیکن یہ بات اس قدر بھی اہم نہیں ہے کہ اس کے باعث باہمی جھگڑے اور طلاق کی نوبت آجائے- بہتر ہے کہ کوئی ایک جھک جائے اور جھگڑے کو رفع کرے- کبھی بچوں کی تعداد کے مسئلہ پر اختلاف ہوتا ہے مثلاً مرد زیادہ بچے چاہتا ہے لیکن بیوی اس کی مخالفت کرتی ہے یا اس کے برعکس-

ایک عورت ایسی حالت میں کہ دو بچوں کو گود میں لئے ہوئی تھی کہتی ہے :-

شادی کے بعد چار سال کے اندر دو لڑکیاں ہوئیں لیکن چونکہ شوہر کو بیٹے کی خواہش تھی اس لئے پھر حاملہ ہو گئی- لیکن اس بار بھی میرے شوہر کی خواہش کے

برخلاف لڑکی پیدا ہو گئی اور اب میری تین بیٹیاں ہو گئی ہیں۔ میرا شوہر ایک بینک میں کام کرتا ہے اس کی آمدنی بس ہم دو میاں بیوی اور تین بچوں کے گزارے بھر کے لئے ہے۔ ایک مدت سے اس بات پر مصر ہے کہ بچوں کی پیدائش کا سلسلہ جاری رہے تاکہ شاید کبھی بیٹا پیدا ہو جائے۔ میں اس بات کی متحمل نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک تیسرے درجے کے طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندان کے لئے جس کی آمدنی نہایت معمولی ہے زیادہ اولاد ماں باپ کے لئے پریشانی کا باعث بنتی جاتی ہے۔ بارہا میں نے اس سے کہا کہ لڑکی لڑکے میں کوئی فرق نہیں مگر وہ سنتا ہی نہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں پھر لڑکی نہ ہو جائے تو اس وقت میرا شوہر لڑکے کا بہانہ کر کے پانچویں بچے کی فکر کرے گا اس بات سے مجھے اختلاف ہے اور یہی مسئلہ ہمیں عدالت میں لانے کا باعث بنا ہے۔(۲۷۶)

یہاں اس بات کی یاد دہانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ زیادہ بچوں کے اخراجات پورے کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت بہت دشوار کام ہے۔ اور وہ بھی اس زمانے میں کم آمدنی والے فرد کے لئے بہتر ہے کہ میاں بیوی ہٹ دھری چھوڑ کر اپنے مالی امکانات اور اپنے حالات کو مد نظر رکھ کر اولاد کی تعداد کے بارے میں اتفاق رائے کریں۔ ضد اور ہٹ دھری کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میاں بیوی کو عقل و تدبر سے کام لینا چاہئے اور اپنی مشکلات کو آپس میں مل کر طے کر لینا چاہئے اگر ان میں سے کوئی ایک ضد پر اڑا ہوا ہے اور دوسرا مفاہمت کرے تو لڑائی جھگڑے اور علیحدگی کی نوبت نہیں آئے گی۔

دراصل یہ موضوع اتنا اہم نہیں ہے۔ کثیر الاولاد اور کم بچے والے خاندان بہت سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا صرف اس بات کی خاطر میاں بیوی آپس میں لڑیں جھگڑیں اور شادی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالیں یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں اور نہ ہی کسی کے مفاد میں ہے۔

کبھی لڑکے اور لڑکی کے موضوع پر اختلاف ہوتا ہے۔ میاں بیوی دونوں ہی زیادہ تر لڑکے کو لڑکی پر ترجیح دیتے ہیں اور لڑکی کی پیدائش سے انہیں خوشی نہیں ہوتی۔ اگر لڑکی ہو جاتی ہے تو چونکہ کوئی چارہ نہیں بیوی تو خاموش رہتی ہے لیکن اکثر مرد ناراضگی کا

اظہار کرتے ہیں۔

البتہ مختلف قسم کے مرد ہوتے ہیں بعض مرد دل میں رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن خودداری سے کام لیتے ہیں اور اپنے شدید ردّ عمل کا اظہار نہیں کرتے فقط ملال ظاہر کرتے ہیں اور ان کا منہ لٹک جاتا ہے وضع حمل کے زمانہ میں اپنی بیوی پر پوری توجہ نہیں دیتے۔ کچھ دنوں تک رنجیدہ رہتے ہیں۔ بعض لوگ اپنے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اپنی بے گناہ بیوی سے لڑتے ہیں مختلف بہانے کرکے غصہ کرتے ہیں۔ بعض تو حد سے تجاوز کرجاتے ہیں۔ بیوی کو مارتے پیٹتے ہیں اور طلاق دینے پر بھی آمادہ ہوجاتے ہیں۔

ایک عورت نے عدالت میں بتایا: "سوا سال قبل میری شادی ہوئی تھی چھ ماہ بعد میں حاملہ ہوگئی۔ میرا شوہر کہتا تھا کہ مجھے بیٹا چاہئے۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میرے پیٹ میں ایک کے بجائے دو یا تین بچے ہیں۔

چند روز قبل اسپتال میں میری دو جڑواں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جب نرس نے مجھے دو جڑواں لڑکیوں کی خبر سنائی تو میں خوشی سے پھولی نہ سمارہی تھی۔ جب میرا شوہر مجھے دیکھنے آیا اور اسے دو لڑکیوں کی خبر سنائی تو وہ ناراض ہوگیا اور کچھ دیر بعد کوئی بہانہ کرکے کمرے سے چلا گیا اور پھر سے واپس نہ آیا۔ رات کو جب میرا شوہر مجھے لینے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ بچیوں کو لے آؤ۔ وہ پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا اور شور مچانے لگا بولا "دو جڑواں لڑکیاں نہیں ہونی چاہئے تھیں۔ ان بچیوں کو یہیں چھوڑ دو" میں بھی اپنے باپ کے گھر چلی آئی اور اب طلاق کی درخواست کرتی ہوں"۔(۲۷۷)

"ایک خاتون ...... نے عدالت میں اخبار اطلاعات کے رپورٹر کو بتایا: اپنی ۲۱ سالہ شادی شدہ زندگی میں نے خون کے گھونٹ پی پی کر گزاری ہے۔ پانچ بچوں کی پیدائش کے بعد مجھے علیحدہ ہونے پر مجبور ہونا پڑا۔ کیونکہ میرا شوہر ایک ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے جس میں صرف ایک خوبی ہو کہ وہ لڑکا پیدا کرسکے۔ اس خاتون نے بڑے دکھ سے کہا۔ میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں نے لڑکیوں کو جنم دیا ہے۔ میری پانچ لڑکیاں

ہیں سب کی سب خوبصورت' ذہین و عقلمند اور پڑھنے میں تیز ہیں۔ اور کبھی اپنے باپ کے لئے پریشانی کا باعث نہیں بنیں۔ جب خدا کی مرضی نہیں کہ مجھے ایک بیٹا دے تو اس کے لئے میں کیا کروں؟ آج تک میرا شوہر مجھ سے یہ اصرار کرتا رہا ہے کہ میں اسے ایک اور شادی کرنے کی اجازت دے دوں۔"(۲۷۸)

افسوس کہ یہ بری عادت جو بعض مردوں میں پائی جاتی ہے دراصل دور جاہلیت کی یادگار کے طور پر ہمارے درمیان آج بھی باقی ہے۔ وہ دور جس میں مردوں کو عورت کے انسان ہونے میں شبہ تھا لڑکی کا باپ بن جانے سے حقارت و شرمندگی محسوس کرتے تھے' بے گناہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:۔

"جس وقت ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر ملتی تو شرم کے مارے اس کا چہرہ سیاہ پڑجاتا اور خشم ناک ہو جاتا۔ اور اس خبر کو سن کر اپنی قوم کے لوگوں کی نظروں سے چھپا چھپا پھرتا اور سوچتا کہ آیا خفت و خواری کے ساتھ اس کی حفاظت کرے یا اسے (زندہ ہی) زمین میں چھپا دے۔ دیکھو یہ لوگ کس قدر بے انصافی سے کام لیتے ہیں۔"(۲۷۹)

لیکن اسلام ان غلط افکار کا مقابلہ کرتا ہے عورت و مرد کو یکساں اور برابر قرار دیتا ہے۔

پیغمبرِ اسلام رحمتہ للعالمین فرماتے ہیں: "تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں۔"(۲۸۰)

حضرت پیغمبرِ اکرمؐ فرماتے ہیں: "عورت کی خوش قدمی کی علامت ہے کہ اس کی پہلی اولاد لڑکی ہو۔"(۲۸۱)

حضرت رسولِ خداؐ یہ بھی فرماتے ہیں۔ "جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔"(۲۸۲)

اگر لڑکی خراب چیز ہوتی تو خداوندِ عالم اپنے پیغمبرؐ کی نسل کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ذریعہ قائم نہ کرتا۔

جنابِ محترم! آپ روشن خیال اور تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان غلط افکار کو دور پھینکیے۔ بیٹے اور بیٹی میں کیا فرق؟ دونوں ہی آپ کی اولاد اور اپنے ماں باپ کی یادگار ہوتے ہیں۔ دونوں ہی انسان ہیں اور ترقی و تکامل کے قابل ہیں۔ اگر لڑکی کی صحیح طریقے سے تعلیم و تربیت کی جائے تو وہ سماج کی ایک نمایاں فرد ہو سکتی ہے۔ اور معاشرے میں قابلِ قدر خدمات انجام دے سکتی ہے اور اپنے والدین کی سربلندی و افتخار کا باعث بن سکتی ہے۔ بلکہ بیٹی کئی لحاظ سے بیٹے سے برتر ہوتی ہے مثلاً

بیٹیاں، اپنے والدین کا زیادہ خیال کرتی ہیں۔ بعض لڑکے جب بڑے ہو جاتے ہیں اور آزاد ہو جاتے ہیں تو اپنے والدین پر زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ اگر ان کو آزار نہیں پہنچاتے تو اپنے وجود سے کوئی خاص فائدہ بھی نہیں پہنچاتے۔ لیکن لڑکی ہر حال میں اپنے والدین کی نسبت ہمدرد اور مہربان ہوتی ہے خصوصاً اگر والدین بیٹے بیٹی میں فرق نہ کریں اور بیٹیوں کے حقوق پامال نہ کریں تو ہمیشہ اپنی بیٹیوں کی نظروں میں محترم و محبوب رہتے ہیں۔

اقتصادی لحاظ سے بھی بیٹی، بیٹے کے مقابلے میں کم خرچ ہوتی ہے۔ ماں باپ کے پاس رہنے کا وقفہ اس کا نسبتاً کم ہوتا ہے۔ بڑے ہوتے ہی ایک مختصر جہیز لے کر شوہر کے گھر چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد ماں باپ اس کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں لیکن بیٹا زیادہ مدت تک بلکہ آخر عمر تک ماں باپ کے سر پر بار ہوتا ہے۔ اس کی تعلیم کا خرچ اٹھانا، پھر اس کے لئے مناسب کام تلاش کرنا، اس کی شادی کرنا، شادی کے اخراجات اٹھانا، اس کے بعد جب ضرورت ہوئی والدین کے سر پر آپڑا۔

اگر والدین بیٹے، بیٹی میں فرق نہ کریں اور اپنے داماد کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور اپنے بیٹے جیسی محبت کریں اور اس کی مشکلات اور پریشانیوں میں اس کی مدد کریں تو اکثر داماد بیٹے سے زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

اصولی طور پر بیٹی کی پیدائش میں آخر بیوی کا کیا قصور ہے جو شوہر اس پر اعتراض کرتے ہیں اس میں میاں بیوی دونوں ہی شریک ہیں۔

ممکن ہے بیوی شوہر پر اعتراض کرے کہ لڑکی کیوں پیدا کی۔ درحقیقت اس میں قصوروار کوئی بھی نہیں ہے بلکہ یہ چیز تو خدا کی مرضی و مصلحت پر منحصر ہوتی ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا عطا کرتا ہے۔ البتہ کچھ دانشوروں کا خیال ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی پیدائش' حمل کے شروع کے دو مہینوں میں ماں کی غذا کی نوعیت پر منحصر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ غذا کے مخصوص پروگرام کے تحت حسب دلخواہ اولاد پیدا کی جا سکتی ہے۔

لہٰذا جن لوگوں کی شدید خواہش ہے کہ بیٹا پیدا ہو بہتر ہے کہ اس سلسلے میں اس فن کے ماہرین سے مشورہ کریں اور بلا سبب اپنی اور اپنی بیوی کی پریشانی اور ناراضگی کے اسباب فراہم نہ کریں۔

ایک عقلمند اور روشن خیال انسان بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر نہ صرف یہ کہ رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ خوشی و شادمانی کا اظہار کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ دوسرے اور اس کی بیوی یہ نہ سوچیں کہ بیٹی کی پیدائش پر اسے افسوس ہے' معمول سے کچھ زیادہ ہی خوشی ظاہر کرتا ہے۔ بیوی کے ساتھ زیادہ نوازش و محبت سے پیش آتا ہے اور امکان میں ہو تو اس کو تحفہ پیش کرتا ہے۔ اپنی نومولود بچی کی ولادت پر جشن مناتا ہے۔ اگر بیوی بیٹی کی پیدائش سے رنجیدہ ہے تو اس کو تسلی دیتا ہے اور دلیل و ثبوت کے ذریعہ واضح کرتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی میں کوئی فرق نہیں۔ خود بھی کبھی بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہیں دیتا اور اس طرح عہدِ جاہلیت کے فرسودہ اور فضول خیالات سے مقابلہ کرتا ہے۔

ایک شخص رسولِ خداؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کو بیٹی کی پیدائش کی خبر ملی۔ یہ خبر سن کر اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ پیغمبرِ اکرمؐ نے پوچھا۔ تمہارے چہرے کی رنگت کیوں بدل گئی؟ عرض کیا جب میں گھر سے چلا تھا اس وقت بیوی وضع حمل کی حالت میں تھی اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "زمین اس کو جگہ دے گی اور آسمان اس کے سر پر سایہ کرے گا۔ اور خداوندِ عالم اس کو روزی عطا کرے گا۔ وہ پھول کی مانند ہے کہ جس کے وجود سے تم کو فائدہ

ہوگی۔"(۲۸۳)

زمانہ حمل اور زچگی

زمانہ حمل بہت حساس اور سرنوشت ساز دور ہوتا ہے۔ ماں کی غذا اور اس کی جسمانی حرکات و نفسیاتی حالات خود اس کے مستقبل پر اور اس کے رحم میں پرورش پانے والے بچے' دونوں پر بہت زیادہ اثر ڈالتے ہیں۔

بچے کی سلامتی یا بیماری' طاقت یا کمزوری' خوبصورتی یا بدصورتی' خوش اخلاقی یا بد اخلاقی اور کسی حد تک ذہانت و عقلمندی اسی زمانے میں جب کہ وہ رحمِ مادر میں ہوتا ہے تشکیل پاتی ہے۔

ایک دانشور لکھتا ہے: "بچے کے والدین کے ہاتھ میں ہے کہ اس کی اچھی طرح نشوونما کریں یا خراب اور غمگین گوشہ میں اس کی پرورش کریں۔ یہ امر مسلم ہے کہ مذکورہ دوسری جگہ انسانی روح کے رہنے کے لائق نہیں ہوتی اس لئے انسانیت کے مقابلہ میں ماں باپ کے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری رکھی گئی ہے۔"(۲۸۴)

لہٰذا زمانہ حمل کو ایک عام زمانہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور اس کی طرف سے بے توجہی نہیں برتنی چاہئے بلکہ دورانِ حمل کی ابتدا سے ہی ماں باپ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ اگر ذرا بھی غفلت برتی تو شدید اور ناقابلِ تلافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں پر چند باتوں کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ غذائی پروگرام:۔ جو بچہ ماں کے رحم میں پرورش پاتا ہے وہ ماں کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے اور نشوونما پاتا ہے۔ اس بناء پر ماں کی غذا اتنی مکمل اور بھرپور ہونی چاہئے کہ خود اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرے اور صحیح و سالم زندگی گزارے اور دوسری طرف بچے کے جسم وجان کی پرورش کے لئے جن غذائی مواد کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے فراہم ہوسکے تاکہ بچہ اچھی صحت و سلامتی کے ساتھ نشوونما پاسکے۔ لہٰذا ایک حاملہ عورت کا غذائی پروگرام بہت مناسب اور مکمل ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض غذائی مواد 'پروٹین' چربی' شکر اور نشاستہ وغیرہ کی کمی' یا فقدان سے ماں اور بچے (جو کہ ماں کے

خون سے غذا حاصل کرتا ہے) دونوں ہی کی صحت و سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

امام صادقؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ "ماں جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے' ماں کے رحم میں موجود بچے کی غذا اسی سے بنتی ہے"(۲۸۵)

یہاں پر ایک اور مشکل بھی پیش آتی ہے۔ بعض خواتین کا حمل کے پورے زمانے میں یا کچھ مدت تک عام مزاج نہیں رہتا بلکہ بعض کھانوں سے انہیں نفرت ہو جاتی ہے یا کم خوراک ہو جاتی ہیں جب کہ اس زمانے میں انہیں زیادہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے جن غذائی چیزوں سے انہیں رغبت ہو اور وہ مختلف غذائی مواد سے بھرپور بھی ہوں اور ان کا حجم بھی ہو ان کے لئے مہیا کی جائیں۔ اس قسم کے غذائی پروگرام کی تنظیم کرنا دشوار کام ہے بالخصوص ان افراد کے لئے جن کی آمدنی کم ہو اور حفظان صحت اور غذاؤں کی خاصیت سے پوری طرح آگاہ نہ ہوں۔ یہاں پر بچے کے باپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس کو چاہئے کہ اپنے امکان بھر کوشش کرے اور اپنی حاملہ بیوی اور بچے کے لئے جو کہ ابھی رحم مادر میں پرورش پا رہا ہے' مناسب اور طاقت و توانائی سے بھرپور غذائیں مہیا کرے۔ اگر اس نے اس عظیم ذمہ داری سے کوتاہی کی تو اس کی بیوی اور بچے دونوں کی صحت و سلامتی کو نقصان پہنچے گا۔ اس دنیا میں بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی خدا کے عتاب کا نشانہ بننا پڑے گا۔

۲۔ ذہنی سکون:۔ ایام حمل کے دوران عورت کو مکمل ذہنی سکون و آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے زندگی سے بھرپور اور خوش و خرم رہنا چاہئے۔ کیونکہ جسمانی آرام اور ذہنی سکون اور خوشی و مسرت خود اس کی صحت و سلامتی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور اس کے شکم میں پرورش پانے والے بچے کے جسم اور نفسیات پر بھی اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔ خوشی و سکون کا ماحول فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے شوہر کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنی محبتوں اور نوازشوں اور دلجوئیوں سے اپنی بیوی کے دل کو گرم اور

خوش و مطمئن رکھے۔ لیکن حمل کے زمانے میں اس میں اور اضافہ کر دینا چاہئے۔ شوہر کا سلوک ایسا ہونا چاہئے کہ اس کی بیوی اپنے وجود میں پیدا ہونے والے اس تغیر پر غرور و شادمانی محسوس کرے اور اپنے آپ پر فخر کرے کہ اس کی سرشت میں ایک اچھے اور سالم انسان کی پرورش کی ذمہ داری رکھی گئی ہے۔ اور اسے اطمینان ہو کہ اس کا شوہر اپنے پورے وجود سے اسے چاہتا ہے اور اپنے ہونے والے بچے سے بھی دلچسپی رکھتا ہے۔

۳۔ شدید حرکات سے پرہیز کرنا چاہئے:۔ حمل کے زمانے میں عورت کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے دشوار اور بھاری کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بھاری چیزیں اٹھانا' تیز تیز چلنا' اچھلنا' کودنا خود اس کے اور بچے کے لئے نہایت مضر اور نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ حاملہ عورتوں کو اس بات کا پورا دھیان رکھنا چاہئے۔ شوہروں کا بھی فرض ہے کہ اپنی بیویوں کو بھاری چیزیں نہ اٹھانے دیں اور بھاری کام نہ کرنے دیں بلکہ بھاری کام خود انجام دیں۔

۴۔ زمانہ حمل میں بعض خواتین وضع حمل کے مراحل سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتی ہیں۔ خصوصاً جن خواتین کا پہلا بچہ ہو یا جن کے بچے غیر فطری طریقے سے پیدا ہوتے ہوں۔ اس سلسلے میں بھی شوہر کو اپنی بیوی کی مدد کرنی چاہئے اسے تسلی دے' ہمت بندھائے اور بتائے کہ اگر اپنی صحت و تندرستی کا خیال رکھا تو بچے کی پیدائش میں کوئی مشکل نہ ہوگی۔ یہ ایک فطری عمل ہے جس سے تمام عورتوں کو گزرنا پڑتا ہے اور اس کو برداشت کرنا مشکل نہیں ہے' اس تکلیف کے بعد خدا ایک پیارا سا بچہ عطا فرمائے گا جو ہمارے لئے افتخار کا باعث ہوگا۔ اور اپنی ہر طرح کی مدد کا وعدہ کرے۔ وغیرہ۔

۵۔ بچے کی پیدائش کا مرحلہ سخت ہوتا ہے۔ حاملہ عورتیں ممکنہ خطرات و نتائج سے خوفزدہ ہوتی ہیں۔ وضع حمل کے بعد بھی ضعف و کمزوری باقی رہتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے سلسلے میں عورت کو نو ماہ کی زحمت' پھر بچے کو جنم دینے کے سخت اور صبر آزما مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے اور دودھ پلانا ہوتا ہے۔ لیکن بچے کو وجود میں لانے میں

شوہر پوری طرح دخیل رہتا ہے۔ درحقیقت بچہ ماں باپ دونوں کے اشتراک سے وجود میں آتا ہے۔ اگرچہ اس نئے وجود کا مرکز ماں کا رحم ہوتا ہے۔ لہٰذا شوہر کا اخلاقی' انسانی اور اسلامی لحاظ سے یہ فریضہ ہے کہ زچگی کے سخت مراحل سے گزرنے میں اپنی بیوی کی دلجوئی کرے۔ اور پوری کوشش کرے کہ یہ مرحلہ آسانی سے انجام پاجائے۔ اگر ڈاکٹر' دوا اور اسپتال لے جانے کی ضرورت ہو تو اس سے دریغ نہ کرے۔ اظہار محبت کے ذریعہ بیوی کی ہمت بندھائے۔ جب بیوی اسپتال میں ہو تو اس کی احوال پرسی کرتا رہے۔ برابر اس کے پاس جائے۔ بچے کی پیدائش کے بعد ممکن ہو تو فوراً اس کے پاس جائے۔ جب بیوی و بچہ اسپتال سے گھر آئیں تو بہتر ہے خود ساتھ رہے۔ اور گھر میں اس کے آرام کے سامان مہیا کرے۔ کمزوری کے زمانے میں اسے بھاری کام نہ کرنے دے۔ کوشش کرے کہ اس کے لئے مقوی غذاؤں کا انتظام رہے تاکہ وہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو پھر سے بحال کرلے اور صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے کاموں اور نوزاد کی پرورش میں مشغول ہوجائے۔

مرد اگر اس طرح سے اپنے اخلاقی و اسلامی فریضہ کو پورا کرے گا تو خدا اسے اجر عطا فرمائے گا حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "تم میں بہترین مرد وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اور میں تم سب کی بہ نسبت اپنی بیویوں سے سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔" (۲۸۶)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "خدا اس شخص پر رحمت نازل کرتا ہے جو اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان اچھا رابطہ قائم رکھتا ہے کیونکہ خداوند عالم نے مرد کو اختیار دیا ہے اور اس کو سرپرست بنایا ہے۔" (۲۸۷)

مرد اپنے اچھے طرزِ سلوک سے اپنے خاندان کے مرکز کو اور زیادہ پرخلوص اور گرم بنا کر ازدواجی زندگی کو مزید مستحکم و پائیدار بنا سکتا ہے۔ ایسے مرد کی بیوی بھی اپنے مہربان شوہر کی نوازشوں' محبتوں اور زحمتوں کا جواب بھی محبت سے دے گی اور نہایت ذوق و شوق اور دلچسپی کے ساتھ زندگی کے کاموں میں مشغول رہے گی۔

بچے کی پرورش میں مدد کیجئے

بچے' میاں بیوی کی مشترکہ ازدواجی زندگی کا ثمر ہوتے ہیں۔ بچے کی پیدائش میں دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں ان کے نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ لہذا بچے کی پرورش و نگہداشت بھی میاں بیوی کا مشترکہ فریضہ ہے نہ کہ فقط بیوی کا۔ یہ صحیح ہے کہ مائیں نہایت محبت و رغبت کے ساتھ اپنے بچے کی پرورش کرتی ہیں اور بچے کے تمام کام نہلانا دھلانا' دودھ پلانا وغیرہ نہایت دلچسپی اور توجہ کے ساتھ انجام دیتی ہیں۔ بچے کی دیکھ بھال اور پرورش میں ہر قسم کی تکلیف و زحمت برداشت کرتی ہیں۔ بچہ بیمار یا بے چین ہو تو ساری رات جاگ کر گزار دیتی ہیں' اس کے رونے چیخنے چلانے کو برداشت کرتی ہیں لیکن شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیوی کے ایثار اور زحمات کو معمولی نہ سمجھیں اور یہ نہ کہیں کہ بچے کی پرورش کرنا عورت کا کام ہے میری اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں۔

برادرِ عزیز! یہ بات بالکل درست نہیں۔ بچہ آپ دونوں کا ہے۔ اس کی دیکھ بھال بھی آپ دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ کیا آپ محبت و جذبات سے عاری ہیں؟ کیا انصاف ہے کہ آپ خود تو ایک کونے میں جا کر آرام کریں اور بے چاری بیوی کو تنہا اس شور اور پریشانی سے نمٹنے کے لئے چھوڑ دیں؟ کیا زنداری اور خاندان سے محبت اسی کا نام ہے اگر دن بھر کے کاموں سے تھک گئے ہیں تو آپ کی بیوی بھی تو سارے دن گھر کے کاموں میں مشغول رہی ہے اور تھکی ہاری ہے۔ اگر آپ کو نیند آرہی ہے تو اس کو بھی نیند آرہی ہو گی۔ اگر بچے کے رونے اور چیخنے چلانے سے آپ کے اعصاب خستہ ہو جاتے ہیں تو بیچاری ماں بھی تو پریشان ہو جاتی ہے لیکن اس کے لئے سوائے برداشت کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔

برادرِ محترم! انصاف' ضمیر' اسلامی اخلاق اور رفیقِ زندگی کا ساتھ نبھانے کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے حساس موقعوں پر بچے کی نگہداشت میں اپنی بیوی کی مدد کریں' یا تو دونوں

مل کر بچے کو چپ کرائیں اس کے بعد سوئیں یا کچھ دیر بچے کو آپ دیکھیں اور آپ کی بیوی سوجائے۔ اور کچھ دیر بیوی بچے کو دیکھے اور آپ سوجائیں۔ اگر آپ کی بیوی رات کو جاگنے کے سبب صبح کی نماز کے بعد آرام کرنا چاہے تو آپ اس سے اس بات کی توقع نہ کریں کہ ہر روز کی مانند وہ آپ کے لئے ناشتہ تیار کرے۔ کیا حرج ہے اگر خود چائے اور ناشتہ تیار کرکے کھالیں اور بیوی کے لئے بھی تیار کرکے باہر جائیں۔ جب سفر یا دعوت میں جائیں تو ضروری نہیں ہے کہ بیوی ہی سارے وقت بچے کو گود میں لئے رہے۔ بلکہ آپ اس کام میں بھی اس سے تعاون کریں۔ بطورِ مجموعی بچے کی دیکھ بھال اور پرورش میں آپ پوری طرح مدد کریں۔ زن داری اور اسلامی اخلاق اسی کا نام ہے۔ اور یہ چیز آپ کی زندگی کو خوشی و مسرت سے ہمکنار کرے گی۔

البتہ بہنوں سے بھی اس سلسلے میں عرض ہے کہ شوہر سے بہت زیادہ توقعات نہ رکھیں کیونکہ کسبِ معاش اور ضروریاتِ زندگی کو مہیا کرنے میں اسے گوناگوں مشکلات اور زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تھکاہارا آرام و سکون حاصل کرنے کی غرض سے گھر آتا ہے لہٰذا یہ توقع نہ کریں کہ جب وہ گھر آئے تو کپڑے اتار کر فوراً بچے اور گھر کے کاموں میں مشغول ہو جائے۔ اس سلسلے میں ضرورت سے زیادہ اور عام حالات میں اس سے مدد کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

اختلافات کو حل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ

خاندانی اختلافات کو دور کرنے میں جو چیز سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہے وہ خود بینی اور خود پسندی کی بیماری ہے۔ افسوس بہت سے لوگ اس مہلک بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا انسان کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔

ایسا انسان صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتا ہے اور انھیں بہت بڑا تصور کرتا ہے لیکن اسے اپنے آپ میں کوئی بھی خامی یا برائی نظر نہیں آتی۔ اس وقت اور بھی بدتر ہوتا ہے جب اس مرض میں مبتلا دوسرا شخص بھی مل جائے اور ایک دوسرے کی عیب جوئی کریں۔

کہیں میاں بیوی دونوں اس مرض کا شکار ہوتے ہیں اور کہیں ان میں سے صرف ایک اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ جہاں دونوں ہی اس بیماری میں گرفتار ہوں وہاں رات دن لڑائی جھگڑے اور تنقید کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے عیبوں پر نظر رکھتے ہیں اور اسے بڑا کر کے پیش کرتے ہیں اور تنقید کرتے رہتے ہیں لیکن اپنے آپ کو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دوسرے پر نکتہ چینی کرتا ہے لیکن خود کو بالکل پاک و بے عیب سمجھتا ہے۔ جہاں پر میاں بیوی دونوں ہی اس مرض کا شکار ہوتے ہیں وہاں ان کی اصلاح بے حد دشوار کام ہے چونکہ خود کو بے عیب سمجھتے ہیں اور پند و نصیحت سننے کے روادار نہیں ہوتے۔ جب ریڈیو ٹیلی ویژن سے خاندان سے متعلق نشر ہونے والے پروگراموں کو سنتے ہیں اگر کسی ایسے عیب کے بارے میں بتایا جاتا ہے جو ان میں سے کسی ایک میں موجود ہوتا ہے تو اس کو نہایت توجہ سے سنتے ہیں اور فوراً دوسرے فریق کی طرف رخ کر کے بولنا شروع کر دیتے ہیں لیکن اگر کسی ایسے عیب کا ذکر کیا جارہا ہو جو خود ان میں موجود ہو تو اس پر ذرا بھی غور نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس سے پاک و مبّرا سمجھتے ہیں۔ اخلاق کتابیں خرید کراتے ہیں اور بیوی کو دیتے ہیں کہ لو اسے پڑھو اور اپنے فرائض پر عمل کرو لیکن خود ان کتابوں کو پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ہیں کیونکہ خود کو سو فیصد بے عیب سمجھتے ہیں بعض افراد میں خود پسندی اتنی زیادہ اور اتنی گہری ہوتی ہے کہ انھیں اپنے اس مرض کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے ایسے خاندانوں کی اصلاح اور ان کی مشکلات کو حل کرنا نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے وہ مجبور ہیں کہ یا تو ساری عمر اختلافات، لڑائی جھگڑے اور رنج و مصیبت کے ساتھ زندگی گزاریں یا طلاق و علیحدگی اختیار کریں اور اس سے پیدا ہونے والے خراب نتائج کو برداشت کریں۔ لہٰذا ان تمام خاندانوں سے جو کہ اس طرح کے اختلافات کا شکار ہیں استدعا کی جاتی ہے کہ خود بینی اور خود غرضی سے دستبردار ہو جائیں اور کم سے کم اس بات پر غور کریں کہ ممکن ہے کہ ان کے اندر بھی کوئی عیب موجود ہو

اور ان کا بھی قصور ہو۔ اور کسی مناسب موقع پر بغیر کسی تعصب اور خود خواہی کے' دو امین اور عادل قاضیوں کی مانند مل کر بیٹھیں اور اپنے اختلافات کے موضوع پر بات چیت کریں۔ بغیر کسی تعصب کے اور اپنا دفاع کئے بغیر خوب غور سے ایک دوسرے کی بات سنیں۔ ہر ایک اپنی اصلاح کی غرض سے' کوئی بات چھپائے بغیر اپنے قصور اور غلطیوں کو نوٹ کرے۔ اس کے بعد دونوں ارادہ کریں کہ اپنے عیوب کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر واقعی اپنے اختلافات کو حل کرنے اور آپس میں مفاہمت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اس طریقے سے اپنی مشکلات کا حل بخوبی تلاش کرسکتے ہیں اور اپنی گم گشتہ محبت اور صلح وصفائی کو پھر سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر اپنے مسائل باہمی تبادلہ خیالات کے ذریعہ حل کرنے میں دشواری محسوس کریں تو ثالث کے طور پر کسی تجربہ کار' خیرخواہ' مومن اور قابل اعتماد شخص سے مدد لے سکتے ہیں۔ یہ شخص اگر اپنے عزیزوں میں سے ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ اس موقع پر اپنے حالات میں اصلاح کی غرض سے کوئی بات چھپائے بغیر' اختلافات پیدا کرنے والی' تمام باتیں بے کم وکاست اس کو بتادیں۔ اور اس سے کہیں کہ ان کے مسائل کا فیصلہ کرے۔ اس ثالث کی باتوں کو خوب غور سے سنیں اگر کسی بات میں کوئی شک وشبہ ہو تو اس سے وضاحت پوچھیں اور اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنے کے ارادے سے انھیں نوٹ کرلیں۔ اور تمام باتوں پر نہایت ایمانداری کے ساتھ عمل کریں اور اپنے خاندان کے کھوئے ہوئے سکون و چین کو پھر سے بحال کریں۔ اگرچہ خود خواہی اور ضد کو چھوڑ دینا اور کسی ثالث کی باتوں کو مان لینا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ایک دانشمند انسان' جو اپنے خاندان کے ثبات و بقا اور سکون و آرام کا خواہاں ہوتا ہے' اس کے لئے یہ کام چنداں مشکل نہیں' اس کے نتیجہ میں وہ اس کے حاصلہ مفید نتائج سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

میاں بیوی کے ماں باپ یا قریبی رشتہ دار اگر ان کے اختلافات سے واقف ہوں تو انھیں چاہئے کہ کسی کی بے جا حمایت کئے بغیر انھیں سلجھانے کی کوشش کریں۔ بہتر ہے

کہ خاموشی کے ساتھ اختلافات کو مزید ہوا دیئے بغیر نہایت غیر جانبداری کے ساتھ، اختلافات کے موضوع کو ایک ایماندار، خیر خواہ اور تجربہ کار شخص کے سامنے پیش کریں اور اس سلسلے میں اس سے مدد لیں تاکہ خدا کی مدد سے ان کے اختلافات رفع ہو جائیں۔

خداوندِ عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: "اگر میاں بیوی میں جدائی اور جھگڑا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک شخص کو مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک شخص کو بیوی کے رشتہ داروں میں سے منتخب کرو اگر یہ دونوں ثالث آپس میں میل کرا دینا چاہیں گے تو خداوندِ عالم ان کے درمیان توافق پیدا کرے گا۔ خدا بیشک تمام چیزوں سے واقف اور تمام رموز سے باخبر ہے۔" (۲۸۸)

طلاق

اگرچہ اسلام کی نظر میں طلاق ایک جائز اور شرعی امر ہے لیکن اسی کے ساتھ اسے بدترین اور نہایت ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "شادی کیجئے لیکن طلاق نہ دیجئے کیونکہ طلاق واقع ہونے سے عرش لرز جاتا ہے۔" (۲۸۹)

حضرت امام جعفر صادقؑ یہ بھی فرماتے ہیں: "خداوندِ عالم اس گھر کو دوست رکھتا ہے جہاں شادی انجام پائے اور اسے وہ گھر ناپسند ہے جہاں طلاق دی جائے۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔" (۲۹۰)

شادی کرنا، جوتا اور موزہ خریدنا نہیں ہے کہ جب دل بھر گیا اٹھا کے پھینک دیا اور دوسرا جوتا خرید لیا۔ شادی ایک مقدس انسانی عہد و پیمان اور معنوی ملن ہے۔ دو انسان باہم عہد و پیمان کرتے ہیں کہ آخر عمر تک ایک دوسرے کے مددگار اور مونس و غمخوار رہیں گے۔ اسی مقدس عہد پر بھروسہ کر کے لڑکی اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر سینکڑوں آرزوؤں کے ساتھ شوہر کے گھر میں قدم رکھتی ہے اور اپنی عفت و عصمت کو اس کے حوالے کر دیتی ہے۔ اسی ملکوتی عہد پر اعتماد کر کے مرد عقد و شادی اور ضروریاتِ زندگی کو فراہم کرنے کے لئے بہت زیادہ خرچ کرتا ہے اور شب و روز اپنے

خاندان کے آرام و آسائش کے لئے زحمت اٹھاتا ہے۔ شادی کوئی ہوس بازی یا کھیل تماشہ نہیں ہے کہ مرد یا عورت کوئی معمولی بہانہ کر کے اس کو توڑ ڈالیں۔ یہ درست ہے کہ طلاق کو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن اسلام کی مقدس شرع میں اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ افسوس کہ اسلامی ممالک میں یہ گھناؤنی چیز اس قدر رائج ہو گئی ہے کہ اس نے خاندانوں کی بنیادوں کو متزلزل کر کے ازدواجی زندگی کے استحکام کو سلب کر لیا ہے۔

طلاق جائز ہے لیکن بے حد ناگزیر مواقع کے علاوہ اس سے استفادہ نہیں کرنا چاہئے۔

پیغمبرِ اسلامؐ کا فرمان ہے کہ "مجھ سے جبرئیل امینؑ نے عورتوں کے بارے میں اس قدر تاکید کی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ سوائے اس موقع پر کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہوں انہیں ہرگز طلاق نہیں دینی چاہئے۔" (۲۹۱)

ہمارے معاشرے میں جو طلاقیں انجام پاتی ہیں ان میں سے اکثر کے اسباب و علل بے بنیاد اور ناقابلِ توجہ ہوتے ہیں بلکہ اکثر بچکانہ بہانوں اور میاں بیوی کی ضد کے نتیجے میں انجام پاتی ہیں۔ اور نہایت چھوٹی چھوٹی اور غیر اہم باتوں کی خاطر شادی شدہ زندگی کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ لیکن میاں بیوی اپنی نادانی اور خودغرضی سے ایک نہایت معمولی بات کو اس قدر بڑا بنا دیتے ہیں کہ مفاہمت اور سمجھوتہ ناممکن بن جاتا ہے ذیل کے واقعات پر توجہ فرمائیے۔

ایک ۲۳ سالہ خاتون...... اپنے شوہر سے فرمائش کرتی ہے کہ اس کے ماں باپ کو شاندار دعوت دے۔ چونکہ شوہر اس کی یہ فرمائش پوری نہیں کرتا اس لئے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے۔ (۲۹۲)

ایک مرد اس سبب سے کہ اس کی بیوی کے یہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، پانچ بچوں کے ہوتے ہوئے اس کو طلاق دے دیتا ہے۔ (۲۹۳)

ایک عورت اس بناء پر طلاق کا تقاضہ کرتی ہے کہ اس کا شوہر عارف قسم کا ہے اور زندگی میں دلچسپی نہیں لیتا۔ (۲۹۴)

ایک مرد' ایک دولت مند خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے اس لئے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی درخواست کرتا ہے۔(۲۹۵)

ایک عورت اس وجہ سے کہ اس کے شوہر نے اپنے کوٹ کی آستین میں روپیہ چھپا رکھا تھا' علیحدگی کا مطالبہ کرتی ہے۔(۲۹۶)

ایک شخص اپنی بیوی کو منحوس کہ کر طلاق دے دیتا ہے کیونکہ شادی کے بعد اس کے باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کے ماموں کا دیوالیہ نکل گیا۔(۲۹۷)

اکثر طلاقیں اسی قسم کی معمولی اور غیر اہم باتوں کی بنیاد پر انجام پاتی ہیں۔ اگر میاں بیوی انجام کار کے متعلق غور کریں تو اس منحوس چیز سے پرہیز کریں۔

جو میاں بیوی علیحدہ ہونا چاہتے ہوں انھیں چاہئے کہ جلد بازی سے کام نہ لیں بہتر ہے کہ پہلے اس کے نتائج اور اپنے مستقبل کے بارے میں خوب غور و فکر کریں۔ اس کے بعد فیصلہ کریں خاص طور پر ان دو باتوں کے متعلق اچھی طرح غور و فکر کرنا چاہئے۔

۱۔ جو میاں بیوی علیحدہ ہونا چاہتے ہیں یقیناً بعد میں دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔مرد سوچتا ہے کہ اس بیوی کو طلاق دے کر اپنی پسند کے مطابق دوسری عورت سے شادی کر لوں گا' عورت بھی یہی سوچتی ہے کہ اس شوہر سے طلاق حاصل کر کے ایک آئیڈیل مرد سے شادی کر لوں گی لیکن ان میاں بیوی کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ علیحدہ ہونے کی صورت میں وہ بدنامی کا شکار ہو جائیں گے ۔ ہوس باز' خود غرض اور بے وفا مشہور ہوں گے ۔ مرد جس لڑکی کو شادی کا پیغام بھجوائے گا تحقیق کے بعد اس کے گھر والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور اسی سبب سے اس کا کردار مشکوک ہو جائے گا۔ وہ لوگ سوچیں گے کہ یا تو یہ آدمی اچھا نہیں ہے جس کے سبب اس کی بیوی نے طلاق لے لی یا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفادار نہیں ہے۔

جو عورت اپنے شوہر سے طلاق لیتی ہے اس کو جاننا چاہئے کہ دوسری شادی میں اس کو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ لوگ سوچتے ہیں کہ اگر عورت وفادار اور

نیک ہوتی تو اپنے شوہر سے طلاق نہ لیتی۔

اس لئے مرد عورت دونوں کو دوسری شادی کرنے میں بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد ناچار بقیہ ساری عمر تنہا اور پریشان زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور عورت بھی مجبوراً ساری عمر ماں باپ یا دوسرے رشتہ داروں کے سر پر پڑی رہتی ہے۔ یا بغیر کسی ہمدرد کے تنہا زندگی گزارتی ہے۔ تنہا زندگی بہت دشوار اور تھکا دینے والی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو یہ تنہائی انسان کو ڈس لیتی ہے اور انسان ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے اور اکتا کر خودکشی کر ڈالتا ہے۔

ایک ۲۲ سالہ جوان عورت جو ایک بچہ ہو جانے کے باوجود طلاق لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی تھی، اپنی بہن کی شادی کی رات خودکشی کر ڈالتی ہے۔(۲۹۸)

فرض کیجئے کہ مرد بہت زیادہ مالی نقصانات برداشت کر کے اور سعی بسیار کے بعد دوسری شادی کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن کیا معلوم دوسری بیوی پہلی بیوی سے بہتر ہو گی یا نہیں بلکہ اکثر انجامِ کار بدتر ہی ہوتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دوسری شادی بھی ناکام ہوتی ہے اور اگر امکانی صورت پیدا ہو گئی تو دوسری بیوی کو طلاق دے کر پہلی بیوی سے صلح کر لیتا ہے۔

ایک اسی (۸۰) سالہ مرد نے عدالت میں بتایا: تقریباً ساٹھ سال قبل میں نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ میری زندگی بہت پر سکون تھی لیکن کچھ مدت کے بعد اپنی بیوی کے ناروا سلوک سے ناراض ہو کر میں نے اسے طلاق دے دی۔ اس دوران میں؛ میں نے ۷۹ مختلف عورتوں سے نکاح اور متعہ کئے اور طلاقیں دیں۔ کافی عرصہ بعد میں نے محسوس کیا کہ میری پہلی بیوی ان سب سے زیادہ وفادار تھی بہت کوشش کے بعد میں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ چونکہ وہ بھی میری طرح تنہائی سے تھک چکی تھی اس لئے ہم دونوں پھر سے شادی کرنے پر رضامند ہو گئے۔(۲۹۹)

ایک شخص نے اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دی کیونکہ دوسری بیوی اس کی پہلی بیوی سے ہونے والے اس کے دو بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اور اپنی پہلی

کہ میری بہن نے گلے میں رسی ڈال کر خود کشی کر لی۔ (۳۰۲)۔

اگر بچوں کی سرپرستی ماں کے ذمے ہوتی ہے تو معصوم بچے باپ کی سرپرستی اور محبت سے محروم ہو جاتے ہیں اکثر اوقات سوتیلے باپ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے ہیں۔

ایک ماں نے اپنے نئے شوہر کی مدد سے اپنے آٹھ سالہ بچے کے ہاتھ پاؤں پلنگ میں باندھ دیئے اور کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر گھومنے چلی گئی جب وہ لوگ واپس لوٹے تو دیکھا کہ کمرے میں آگ لگ گئی تھی اور بچہ جل کر ختم ہو چکا تھا۔ (۳۰۳)

طلاق' خاندان کے محبت بھرے مرکز کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ اس خاندان کے بچے لاوارث اور خانماں برباد ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ماں باپ اپنی خود غرضی اور ضد میں آکر ان بے گناہ معصوم بچوں کو یونہی لاوارث چھوڑ دیتے ہیں۔

۳۔ ۶۔ ۹ اور ۱۲ سال کی عمر کے چار بچے آوارہ اور سرگرداں و پریشاں ایک پولیس چوکی میں گئے۔ بڑے بچے نے بتایا کہ ہمارے ماں باپ میں مسلسل لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ کچھ دن قبل دونوں علیحدہ ہو گئے اور ان میں سے کوئی بھی ہم لوگوں کی سرپرستی قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ (۳۰۴)

جن معصوم بچوں کا کوئی سرپرست نہ رہے اور ان کی کوئی جائے پناہ نہ ہو تو ایسے بچے زیادہ تر آوارہ اور بدمعاش بن جاتے ہیں' ان کی نفسیاتی الجھنیں انھیں بچپن سے ہی یا بڑے ہونے کے بعد چوری' ڈکیتی' مارپیٹ' اور قتل و غارت جیسے جرائم میں مبتلا کر دیتی ہیں' اخبار و رسائل میں ہمیں ایسے مجرموں کی خبریں برابر پڑھنے کو ملتی ہیں۔ اخبار اطلاعات لکھتا ہے:

بچوں کی اصلاح و تربیت کے مرکز میں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس مرکز کے ایک سو سولہ مجرم جوانوں میں سے اسّی (۸۰) افراد کی مائیں سوتیلی تھیں اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی گمراہی اور بے راہ روی کا سبب ان کی سوتیلی ماؤں کا ظلم و ستم' سختیاں اور برا سلوک تھا۔ (۳۰۵)

برادر عزیز اور خواہر گرامی! خدا کی خوشنودی اور اپنے معصوم بچوں کی خاطر ایثار و

بیوی سے، جسے اس نے پانچ سال قبل طلاق دے دی تھی پھر سے شادی کرلی۔(۳۰۰)

۲:۔ جو میاں بیوی علیحدہ ہونے کی فکر میں ہیں اگر بال بچوں والے ہیں تو انہیں اس اہم اور حساس مسئلہ پر بھی غور کرنا چاہئے۔ بچوں کی خوشی اور بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ ماں باپ دونوں ساتھ رہیں تاکہ وہ باپ کے سائے اور ماں کی شفیق آغوش میں پرورش پائیں۔ اگر اس مشترک زندگی کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں تو بچوں کی امیدوں کے محل چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ ان کی خوشی و مسرت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اگر باپ ان کی پرورش کی ذمہ داری لے تو ماں کی بے لوث محبت و ممتا سے محروم ہو جاتے ہیں اور اکثر اوقات سوتیلی ماں سے سابقہ پڑتا ہے۔ سوتیلی ماؤں کا سلوک عام طور پر اچھا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی سوت کے بچے کو اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھتی ہیں لہٰذا اکثر سوتیلی مائیں بچوں کو بہت اذیت و آزار پہنچاتی ہیں۔ باپ کے پاس بھی سوائے صبر و خاموشی کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

ایک چودہ سالہ دلہن نے اقدام خودکشی کے بعد اسپتال میں بتایا ـــــــ : میں ایک سال کی تھی جب میرے ماں باپ علیحدہ ہو گئے اور جیسا کہ میں نے سنا ہے میرے باپ نے ڈیڑھ سال بعد دوسری شادی کرلی اور اب بھی دونوں باہم زندگی گزار رہے ہیں۔ میری سوتیلی ماں مجھ کو بہت مارتی پیٹتی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے کئی بار کباب بنانے والی لوہے کی سیخ سے میرے جسم کو جلایا۔ اگرچہ میرے باپ کی مالی حالت اچھی تھی لیکن انہوں نے مجھے اسکول جانے نہ دیا۔ میں ہمیشہ اسکول اور کتابوں کی حسرت میں کڑھتی رہی۔ ایک ماہ قبل میرے باپ نے زبردستی میرا نکاح ایک ۳۵ سالہ مرد سے کردیا۔(۳۰۱)

ایک تیرہ سالہ لڑکی نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کرلی۔ یہ لڑکی اپنے دو بھائیوں کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کے بھائی نے بتایا کہ میرے ماں باپ تین سال قبل علیحدہ ہو گئے تھے۔ میری ماں نے ایک اور مرد سے شادی کرلی اور دو مہینے قبل میرے باپ کا انتقال ہو گیا۔ میں کل شام ساڑھے چھ بجے جب گھر واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا

فداکاری سے کام لیجئے جو کچھ اب تک ہوا ہے اسے بھول جائیے۔ بہانے نہ تلاش کیجئے۔ ہوس بازی سے دستبردار ہو جائیے۔ ایک دوسرے کے معمولی عیوب اور خامیوں کو نظرانداز کیجئے۔ باہمی کشمکش اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیجئے۔ اپنے اور اپنے معصوم بچوں کے انجام کے بارے میں خوب اچھی طرح غور و فکر کیجئے۔ یہ بے چارے تو بے قصور ہیں۔

ان کی مسکین و افسردہ صورتوں اور حسرت بھری نگاہوں پر ترس کھائیے یہ معصوم آپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کے آشیانے یعنی خاندان کے پرخلوص مرکز کو درہم برہم نہ ہونے دیں گے اور ان بے بال و پر کے چوزوں کو سرگرداں اور بے خانماں نہ کریں گے۔

اگر آپ نے ان کی دلی خواہشات و جذبات کو نظرانداز کردیا تو ان کے ننھے ننھے دل ٹوٹ جائیں گے اور ان کے نالہ و فغاں بے اثر نہ ہوں گے اور آپ کبھی بھی خوشی و اطمینان محسوس نہ کرسکیں گے!!
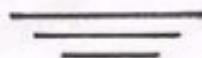
ماخذ و حاشیے

نمبر	ماخذ
۱	سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱
۲	مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ مصنفہ علی بن ابی بکر ابوالحسن نور الدین الہیثمی مصری (م ۸۰۷ھ ر ۱۴۰۵ء) جلد ۴ ص ۲۵۲
۳	بحار الانوار۔ مصنفہ علامہ محمد باقر مجلسی (م ۱۱۱۱ھ) جلد ۱۰۳ ص ۲۱۷
۴	بحار الانوار جلد ۱۰۳ ص ۲۲۲
۵	سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱
۶	وسائل الشیعہ۔ تالیفہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی جلد ۱۴ ص ۳
۷	وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۳
۸	وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۳
۹	وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۵
۱۰	وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۶
۱۱	وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۳
۱۲	وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۷
۱۳	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۱۷
۱۴	کتاب "در آغوش خوشبختی" ص ۳۲
۱۵	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۳
۱۶	محجۃ البیضاء۔ تالیفہ محمد بن المرتضی معروف بہ ملا فیض کاشانی (م ۱۰۹۱ھ) ج ۲ ص ۷۰
۱۷	مستدرک الوسائل۔ تالیفہ میرزا حسین النوری الطبرسی۔ ج ۲ ص ۵۵۲
۱۸	روزنامہ "اطلاعات" تہران۔ ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

نمبر	ماخذ	نمبر	ماخذ
۱۹	سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱		فیض کاشانی ج ۲ ص ۳۹
۲۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲	۴۷	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۵۳۲
۲۱	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵	۴۸	روزنامہ اطلاعات ۲۳ نومبر ۱۹۶۹ء
۲۲	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۸۱	۴۹	روزنامہ اطلاعات ۲۸ نومبر ۱۹۷۱ء
۲۳	مستدرک ج ۳ ص ۵۵۱	۵۰	روزنامہ اطلاعات ۶ فروری ۱۹۷۲ء
۲۴	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۵۳	۵۱	روزنامہ اطلاعات یکم مارچ ۱۹۷۲ء
۲۵	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱	۵۲	روزنامہ اطلاعات ۲۷ فروری ۱۹۷۲ء
۲۶	روزنامہ اطلاعات تہران ۳ مئی ۱۹۷۲ء	۵۳	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۸۵
۲۷	روزنامہ اطلاعات تہران ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء	۵۴	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۳۸
۲۸	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۳۵۳	۵۵	روزنامہ اطلاعات ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء
۲۹	محجۃ البیضاء ج ۲ ص ۷۲	۵۶	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۳۹
۳۰	روزنامہ اطلاعات ۱۸ نومبر ۱۹۷۱ء	۵۷	سورہ نور ۲۴ آیت ۳۱
۳۱	روزنامہ اطلاعات ۳ جنوری ۱۹۷۲ء	۵۸	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵
۳۲	بحار الانوار ج ۷۱ ص ۳۸۹	۵۹	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۱۹
۳۳	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۲۹۸	۶۰	روزنامہ اطلاعات، تہران ۳ اگست ۱۹۷۰ء
۳۴	روزنامہ اطلاعات ۲۳ جنوری ۱۹۷۲ء	۶۱	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۷
۳۵	روزنامہ اطلاعات ۲۵ اگست ۱۹۷۱ء	۶۲	روزنامہ اطلاعات ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء
۳۶	بحار الانوار ج ۷۱ ص ۳۷۷	۶۳	روزنامہ اطلاعات ۲۸ دسمبر ۱۹۷۱ء
۳۷	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۵۳	۶۴	روزنامہ اطلاعات ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء
۳۸	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۵۳	۶۵	روزنامہ اطلاعات ۸ جولائی ۱۹۷۰ء
۳۹	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۲۴	۶۶	روزنامہ اطلاعات ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء
۴۰	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۳۶۷	۶۷	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۲۳
۴۱	مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲	۶۸	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۵
۴۲	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۳۱۷	۶۹	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۳۶۷
۴۳	مستدرک ج ۲ ص ۵۳۳	۷۰	سورہ حجرات (۴۹) آیت نمبر ۳
۴۴	سورہ ابراہیم ۱۴ آیت ۷	۷۱	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۹۳
۴۵	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۹	۷۲	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۹۳
۴۶	شافی تالیف محمد بن المرتضیٰ معروف بہ ملا محسن	۷۳	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۲۱۸

نمبر	ماخذ	نمبر	ماخذ
۷۴	روزنامہ اطلاعات ۱۸ نومبر ۱۹۷۱ء	۱۰۲	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۷
۷۵	اطلاعات جنگی شمارہ ۲۲۸	۱۰۳	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۹
۷۶	روزنامہ اطلاعات ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء	۱۰۴	بحار الانوار ج ۷۱ ص ۳۶۱
۷۷	روزنامہ اطلاعات ۲ مئی ۱۹۷۰ء	۱۰۵	روزنامہ اطلاعات ۲۳ نومبر ۱۹۷۱ء
۷۸	روزنامہ اطلاعات ۳ مئی ۱۹۷۰ء	۱۰۶	روزنامہ اطلاعات ۱۷ اپریل ۱۹۷۲ء
۷۹	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵	۱۰۷	محجۃ البیضا ج ۱ ص ۲۲۱
۸۰	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۷	۱۰۸	مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۲
۸۱	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵	۱۰۹	بحار الانوار ج ۷۹ ص ۳۰۰
۸۲	روزنامہ اطلاعات ۳ مارچ ۱۹۷۲ء	۱۱۰	شافی ج ۱ ص ۲۰۸
۸۳	شافی ج ۲ ص ۳۸	۱۱۱	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۵
۸۴	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۲۸	۱۱۲	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۵
۸۵	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۷	۱۱۳	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۷
۸۶	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۷۱	۱۱۴	شافی ج ۱ ص ۲۰۸
۸۷	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۱۶۸	۱۱۵	شافی ج ۱ ص ۲۱۵
۸۸	سورہ نساء (۴) آیہ ۳۴	۱۱۶	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۶
۸۹	روزنامہ اطلاعات ۸ اگست ۱۹۷۲ء	۱۱۷	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۶
۹۰	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵	۱۱۸	شافی ج ۲ ص ۳۳
۹۱	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۸	۱۱۹	شافی ج ۱ ص ۲۰۹
۹۲	مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲	۱۲۰	شافی ج ۱ ص ۲۱۰
۹۳	شافی ج ۲ ص ۳۹	۱۲۱	شافی ج ۱ ص ۲۱۱
۹۴	روزنامہ اطلاعات ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء	۱۲۲	شافی ج ۱ ص ۲۱۱
۹۵	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۷	۱۲۳	شافی ج ۲ ص ۳۳
۹۶	روزنامہ اطلاعات ۲۵ نومبر ۱۹۶۹ء	۱۲۴	روزنامہ اطلاعات ۲ فروری ۱۹۷۰ء
۹۷	روزنامہ اطلاعات ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء	۱۲۵	روزنامہ اطلاعات ۱۷ جولائی ۱۹۷۲ء
۹۸	روزنامہ اطلاعات ۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء	۱۲۶	روزنامہ اطلاعات ۲ مارچ ۱۹۷۰ء
۹۹	روزنامہ اطلاعات ۸ مارچ ۱۹۷۰ء	۱۲۷	روزنامہ اطلاعات ۲۳ جنوری ۱۹۷۲ء
۱۰۰	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۸۶	۱۲۸	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۵
۱۰۱	روزنامہ اطلاعات ۸ جولائی ۱۹۷۰ء	۱۲۹	بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۴۰

نمبر	ماخذ
۱۳۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱
۱۳۱	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۱
۱۳۲	وسائل الشیعہ ج ۲۱ ص ۵۵۷
۱۳۳	وسائل الشیعہ ج ۲۱ ص ۵۳۰
۱۳۴	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۵۵
۱۳۵	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۵۳
۱۳۶	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۱۳۷	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۵
۱۳۸	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۸
۱۳۹	مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲
۱۴۰	اصول کافی۔ تالیف ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی الرازی ج ۵ ص ۸۳
۱۴۱	اصول کافی ج ۵ ص ۸۳
۱۴۲	اصول کافی ج ۵ ص ۸۶
۱۴۳	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۷
۱۴۴	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۱
۱۴۵	اصول کافی ج ۵ ص ۱۳
۱۴۶	آئین شوہرداری ص ۱۶۳
۱۴۷	بحار الانوار ج ۱ ص ۲۱۵
۱۴۸	بحار الانوار ج ۱ ص ۱۶۳
۱۴۹	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۸
۱۵۰	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۶
۱۵۱	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۷
۱۵۲	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۶
۱۵۳	مجمع الزوائد ج ۸ ص ۳۸
۱۵۴	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۶
۱۵۵	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۷۵
۱۵۶	روزنامہ اطلاعات ۳ اپریل ۷۳ء

نمبر	ماخذ
۱۵۷	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۸۸
۱۵۸	وسائل الشیعہ ج ۵ ص ۱۸۹
۱۵۹	سورہ نساء (۴) آیت ۳۴
۱۶۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۱۶۱	سورہ بقرہ (۲) آیت ۲۲۸
۱۶۲	روزنامہ اطلاعات ۶ دسمبر ۷۱ء
۱۶۳	روزنامہ اطلاعات ۳۱ جنوری ۷۲ء
۱۶۴	سورہ روم (۳۰) آیت ۲۱
۱۶۵	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۶
۱۶۶	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۷
۱۶۷	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۸
۱۶۸	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۶
۱۶۹	شافی ج ۲ ص ۱۳۸
۱۷۰	روزنامہ اطلاعات ۳۱ جنوری ۷۰ء
۱۷۱	روزنامہ اطلاعات ۲۷ فروری ۷۲ء
۱۷۲	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۰۳
۱۷۳	مواعظ العددیہ۔ تالیف سید محمد بن الحسن معروف بہ ابن قاسم الحسینی ص ۱۵۱
۱۷۴	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۳
۱۷۵	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۶
۱۷۶	شافی ج ۱ ص ۲۱۱
۱۷۷	شافی ج ۱ ص ۲۱۱
۱۷۸	شافی ج ۱ ص ۱۷۶
۱۷۹	محجۃ البیضاء ج ۲ ص ۵۳
۱۸۰	بحار الانوار ج ۷۱ ص ۳۸۹
۱۸۱	بحار الانوار ج ۷۱ ص ۳۸۵
۱۸۲	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۲۹۸
۱۸۳	بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۳۶

نمبر	ماخذ
۱۸۴	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۹۱
۱۸۵	مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۳۱
۱۸۶	روزنامہ اطلاعات ۵ مئی ۱۹۷۲ء
۱۸۷	شافی ج ۱ ص ۳۰۶
۱۸۸	روزنامہ اطلاعات ۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء
۱۸۹	روزنامہ اطلاعات ۵ اگست ۱۹۷۰ء
۱۹۰	روزنامہ اطلاعات ۳ مئی ۱۹۷۰ء
۱۹۱	روزنامہ اطلاعات ۶ مئی ۱۹۷۰ء
۱۹۲	روزنامہ اطلاعات ۲۲ فروری ۱۹۷۲ء
۱۹۳	روزنامہ کیہان، تہران ۳ اپریل ۱۹۷۳ء
۱۹۴	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۳
۱۹۵	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۵
۱۹۶	شافی ج ۲ ص ۱۳۹
۱۹۷	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۲۷
۱۹۸	اطلاعات ہفتگی شمارہ ۱۴۳۶
۱۹۹	روزنامہ کیہان، تہران ۳ اپریل ۱۹۷۳ء
۲۰۰	روزنامہ اطلاعات ۳ مئی ۱۹۷۰ء
۲۰۱	روزنامہ اطلاعات ۳ مئی ۱۹۷۰ء
۲۰۲	روزنامہ کیہان ۲۳ فروری ۱۹۷۲ء
۲۰۳	روزنامہ اطلاعات ۵ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۰۴	اطلاعات ہفتگی شمارہ ۱۴۳۶
۲۰۵	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۹۸
۲۰۶	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۹۸
۲۰۷	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۹۸
۲۰۸	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۳۰۰
۲۰۹	سورہ نساء (۴) آیت ۳۴
۲۱۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۲۱۱	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

نمبر	ماخذ
۲۱۲	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۵۱
۲۱۳	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۸
۲۱۴	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۹
۲۱۵	روزنامہ اطلاعات ۳ اپریل ۱۹۷۲ء
۲۱۶	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۲۱۷	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۲۱۸	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۲۱۹	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۹
۲۲۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱
۲۲۱	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۹
۲۲۲	سورہ نساء (۴) آیت ۳۴
۲۲۳	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۵۳
۲۲۴	سورہ حجرات (۴۹) آیت ۱۲
۲۲۵	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۸
۲۲۶	بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۹۴
۲۲۷	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۴
۲۲۸	بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۸۷
۲۲۹	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۱
۲۳۰	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۳۹
۲۳۱	روزنامہ اطلاعات ۳ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۳۲	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۰۹
۲۳۳	روزنامہ اطلاعات ۱۵ فروری ۱۹۷۲ء
۲۳۴	روزنامہ اطلاعات ۲۱ فروری ۱۹۷۰ء
۲۳۵	سورہ نور (۲۴) آیت ۳۰
۲۳۶	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۳۸
۲۳۷	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۳۹
۲۳۸	کتاب "ولی دانند چرا؟" ص ۳۰

نمبر	ماخذ
۲۹۳	روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۹۴	روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۹۵	روزنامہ اطلاعات ۹ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۹۶	روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ ۱۹۷۲ء
۲۹۷	روزنامہ اطلاعات ۱۵ جنوری ۱۹۷۲ء
۲۹۸	روزنامہ اطلاعات ۸ مارچ ۱۹۷۰ء
۲۹۹	روزنامہ اطلاعات ۲ فروری ۱۹۷۰ء
۳۰۰	روزنامہ اطلاعات ۲۹ دسمبر ۱۹۷۹ء
۳۰۱	روزنامہ کیہان تہران ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء
۳۰۲	روزنامہ اطلاعات ۲۳ جنوری ۱۹۷۳ء
۳۰۳	روزنامہ اطلاعات ۷ فروری ۱۹۷۰ء
۳۰۴	روزنامہ اطلاعات ۲۸ مئی ۱۹۷۰ء
۳۰۵	روزنامہ اطلاعات ۱۳ مارچ ۱۹۷۲ء

نمبر	ماخذ	نمبر	ماخذ
۴۳۹	شافی ج ۱ ص ۱۹۷	۴۶۶	روزنامہ اطلاعات ۱۷ ستمبر ۱۹۶۹ء
۴۴۰	شافی ج ۱ ص ۱۹۷	۴۶۷	روزنامہ اطلاعات ۸ مئی ۱۹۷۲ء
۴۴۱	بحار الانوار ج ۷۲ ص ۳۹	۴۶۸	سورہ تحریم (۶۶) آیت ۶
۴۴۲	شافی ج ۱ ص ۲۰۸	۴۶۹	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۱۷
۴۴۳	شافی ج ۱ ص ۲۰۸	۴۷۰	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰
۴۴۴	شافی ج ۱ ص ۲۱۰	۴۷۱	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۷
۴۴۵	شافی ج ۱ ص ۲۱۲	۴۷۲	روزنامہ اطلاعات ۱۷ فروری ۱۹۷۲ء
۴۴۶	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۳	۴۷۳	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۷
۴۴۷	مستدرک ج ۲ ص ۵۵۹	۴۷۴	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۹
۴۴۸	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۸۳	۴۷۵	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۹
۴۴۹	بحار الانوار ج ۷۶ ص ۳۴	۴۷۶	روزنامہ اطلاعات ۲۳ جولائی ۱۹۷۲ء
۴۵۰	روزنامہ اطلاعات ۸ مئی ۱۹۷۲ء	۴۷۷	روزنامہ اطلاعات ۵ جولائی ۱۹۷۰ء
۴۵۱	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۳۴	۴۷۸	روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ ۱۹۷۲ء
۴۵۲	وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۳۳۳	۴۷۹	سورہ نحل (۱۶) آیت ۵۸
۴۵۳	سورہ فرقان (۲۵) آیت ۶۷	۴۸۰	مستدرک ج ۲ ص ۶۵
۴۵۴	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۵۸	۴۸۱	مستدرک ج ۲ ص ۷۳
۴۵۵	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۳۹	۴۸۲	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۰۰
۴۵۶	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۳۹	۴۸۳	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۰۱
۴۵۷	مستدرک ج ۲ ص ۴۳۳	۴۸۴	کتاب "راز آفرینش انسان" ص ۱۰۸
۴۵۸	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۹۹	۴۸۵	بحار الانوار ج ۶۰ ص ۳۳۲
۴۵۹	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۳۹	۴۸۶	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۲
۴۶۰	بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۷۳	۴۸۷	وسائل الشیعہ ج ۳ ص ۱۲
۴۶۱	بحار الانوار ج ۲۱ ص ۲۲۷	۴۸۸	سورہ نساء (۴) آیت ۳۵
۴۶۲	بحار الانوار ج ۳۶ ص ۲۳۰	۴۸۹	مکارم الاخلاق ص ۲۲۵
۴۶۳	روزنامہ اطلاعات ۲ جولائی ۱۹۷۰ء	۴۹۰	وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۶۷
۴۶۴	کتاب "تو می دانند چرا؟" ص ۳۸	۴۹۱	مکارم الاخلاق ص ۲۲۸
۴۶۵	روزنامہ اطلاعات ۱۵ جنوری ۱۹۷۲ء	۴۹۲	روزنامہ اطلاعات ۳ مارچ ۱۹۷۲ء

واقعہ کربلا اور حسینی تحریک کے مختلف پہلوؤں پر ہماری مطبوعات

حسین شناسی
فکر حسین کی الف۔ب
صحیفہ وفا حضرت ابوالفضل عباس
فلسفہ عزاداری و قیام امام حسین
انقلاب حسین
آمریت کے خلاف ائمہ طاہرین کی جدوجہد
قیام امام حسین کا جغرافیائی جائزہ
تفسیر سیاسی قیام امام حسین
اصول عزاداری
مثالی عزاداری کیسے منائیں؟
عزاداری کیوں؟
سوانح امام حسین
آداب اہل منبر
صدائے حضرت سجاد
عزاداری ایک تحقیقی جائزہ
قیام امام حسین غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں
تفسیر عاشورا

مقتل حسین
عاشورا میں خواص کا کردار اور عبرتیں
مجاہد اعظم
پیام شہیداں
تحریف شناسی عاشورا
عنوان عاشورا
معجم کتب، حیاۃ و قیام امام حسین
اسرار قیام امام حسین اور ہماری ذمہ داریاں
انتخاب مصائب، ترجیحات ترمیمات
مجالس امام حسین
حماسہ حسینی (۱)(۲)
حماسہ حسینی (۳)
قیام عاشورا
قیام امام حسین، اسباب و نتائج
صحیفہ کربلا
عاشورا اور خواتین
نمونہ صبر حضرت زینب